1SSN 0971. 8338

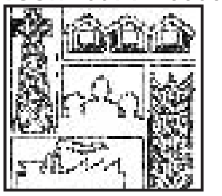

ترقیاتی ماہنامہ

یوجنا

نئی دہلی

اگست 2018

سماجی تفویض اختیارات

☆ ترقی کی راہ پر	چیف ایڈیٹر کے قلم سے	4
☆ سماجی انصاف اور تفویض اختیارات سب کا سمان سب کا اتھان	نیلم ساہنی	5
☆ تفویض اختیارات بذریعہ اعلیٰ تعلیم، درج فہرست ذاتوں اور قبائل میں سماجی تبدیلی	ایس سرینواس راؤ/ سندریش ڈی ایس	9
☆ سماجی تفویض اختیارات برائے معذورین	ڈاکٹر سندھیا لیمائے	12
☆ مالی شمولیت کے ذریعے بااختیار بنانا	ڈاکٹر منی راجو	15
☆ محروم لوگوں میں کاروباری سرگرمی کو فروغ	ڈاکٹر سنیل شکلا	20
☆ ہندوستان میں تمام مسائل کے پس پشت درازیٔ عمر کارفرما	ڈاکٹر شیلو سرینواسن	23
☆ پنچایتی راج اداروں میں نظرانداز کردہ فرقوں کو بااختیار بنانا	ڈاکٹر ٹی برہمانندم/ ڈاکٹر کے وی سرینواس	26
☆ کیا آپ جانتے ہیں؟	ادارہ	30
☆ آیئے ہم اپنی ماؤں کو بچائیں ہندوستان کا ایم ایم آر اب 130 پر	ڈاکٹر منیشا ورما/ /مس پوجا پاسی	31
☆ ایمس میں ترقیاتی پروجیکٹ کا سنگ بنیاد	ادارہ	34
☆ تفویض اختیارات پر مبنی پروگرام	ڈاکٹر صفیہ	35
☆ اقلیتوں کو تعلیم اور ہنر کے ذریعہ بااختیار بنانا	منصور خان	39
☆ بڑھتے قدم (ترقیاتی خبرنامہ)	ادارہ	45
☆ وزیراعظم کی ملاقات	ادارہ	کلرII-III

چیف ایڈیٹر:

دیپیکا کچھل

ایڈیٹر

ڈاکٹر ابرار رحمانی

011-24365927

سرورق: جی پی دھوپے

جلد: 38 شمارہ 5

قیمت: 22 روپے

جوائنٹ ڈائریکٹر (پروڈکشن):

وی کے مینا

سالانہ خریداری اور رسالہ نہ ملنے کی شکایت کے لئے رابطہ:

بزنس مینیجر:

فون: 24367260، pdjucir@gmail.com

جرنلس یونٹ، پبلی کیشنز ڈویژن، وزارت اطلاعات ونشریات، روم نمبر 53-48، سوچنا بھون، سی جی او کمپلیکس، لودھی روڈ، نئی دہلی 110003

مضامین سے متعلق

خط وکتابت کا پتا:

ایڈیٹر یوجنا (اردو) E-601، سوچنا بھون، سی جی او کمپلیکس، لودھی روڈ، نئی دہلی 110003

ای میل yojana.urdu@yahoo.co.in

ویب سائٹ: www.publicationsdivision.nic.in

www.yojana.gov.in

● **یوجنا** اردو کے علاوہ ہندی، انگریزی، آسامی، گجراتی، کنڑ، ملیالم، مراٹھی، تمل، اڑیہ، پنجابی، بنگلہ اور تیلگو زبان میں بھی شائع کیا جاتا ہے۔ ☆ نئی ممبر شپ، ممبر شپ کی تجدید اور ایجنسی وغیرہ کے لئے منی آرڈر، ڈیمانڈ ڈرافٹ، پوسٹل آرڈر ''ڈی جی پبلی کیشنز ڈویژن (منسٹری آف انفارمیشن اینڈ براڈ کاسٹنگ)'' کے نام درج ذیل پتے پر بھیجیں: بزنس منیجر یوجنا (اردو)، پبلی کیشنز ڈویژن، وزارت اطلاعات ونشریات، روم نمبر 53-48، سوچنا بھون، سی جی او کمپلیکس، لودھی روڈ، نئی دہلی۔ 110003 فون 24367260,24365609,24365610

زرسالانہ: ایک سال 230 روپے، دوسال 430 روپے، تین سال 610 روپے ☆ یوروپ اور دیگر ممالک کے لیے (ایئر میل سے) 730 روپے۔

☆ اس شمارے میں جن خیالات کا اظہار کیا گیا ہے، ضروری نہیں کہ یہ خیالات ان اداروں، وزارتوں اور حکومت کے بھی ہوں، جن سے مصنفین وابستہ ہیں۔

یوجنا منصوبہ بند ترقی کے بارے میں عوام کو آگاہ کرتا ہے مگر اس کے مضامین صرف سرکاری نقطۂ نظر کی وضاحت تک محدود نہیں ہوتے۔

چیف ایڈیٹر کے قلم سے

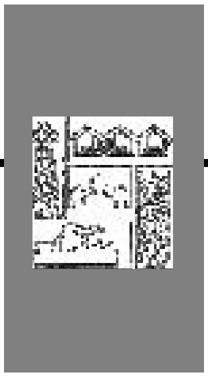

مل کر قدم بڑھائیں

بااختیار سے مراد ایک فرد کے طور پر اپنی زندگی پر اس فرد کا پورا کنٹرول سے ہے۔ سماجی طور پر بااختیار بنانے کا مطلب سماج کے تمام طبقات کا ان کی زندگیوں اور اہم فیصلہ سازی کے مواقع پر ان کا مساوی کنٹرول ہے۔ تاہم مختلف افراد کے لئے اس کا مختلف مطلب ہوتا ہے۔ نوجوانوں کے لئے اس کا مطلب سماجی ضابطوں اور رسوم و رواج سے قطع نظر اپنی مرضی کے مطابق کام کرنے کی آزادی ہے جبکہ معمر افراد کے لئے اس کا مطلب ہے کہ وہ اپنی زندگی کے آخری دنوں میں زندگی کو پورے وقار اور عزت نفس کے ساتھ گذار سکیں۔ مردوں کے لئے اس کا مطلب مالی آزادی ہوسکتی ہے جب کہ خواتین کے لئے اس کا مطلب صنفی بنیاد پر امتیاز سے آزادی ہوسکتی ہے۔

کسی ملک کی ترقی کے لئے یہ پہلی اور اولین ضرورت ہے کہ سماج کے تمام طبقات کو یکساں طور پر بااختیار بنایا جائے۔ یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب مختلف منصوبوں اور پالیسیوں کو مربوط کردیا جائے تاکہ ہر ایک کے لئے ترقی کے یکساں مواقع اور ان تک رسائی کو یقینی بنایا جاسکے۔ حکومت ایک کثیر سطحی اپروچ کے ذریعہ سماج کے مختلف طبقات کو بااختیار بنانے کی کوشش کررہی ہے۔

کسی ملک کی ترقی کو یقینی بنانے کے لئے خواتین کا رول سب سے اہم ہوتا ہے۔ وزیراعظم نریندر مودی کے الفاظ میں ''خواتین کو بااختیار بنانے کا مطلب ہے پورے خاندان کو بااختیار بنادینا۔'' ہندوستان میں خواتین کے لئے بااختیار بنانے کی جدوجہد اس کی پیدائش سے ہی شروع ہوجاتی ہے۔ یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ بچیوں کو اس دنیا میں آنے کے حق کے لئے بھی لڑنا پڑتا ہے۔ اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے حکومت نے خواتین کو بااختیار بنانے کے لئے مختلف پہل کئے ہیں۔ بیٹی بچاو بیٹی پڑھاو، سکنیا سمردھی یوجنا، پردھان منتری ماتری وندنا یوجنا اور اس طرح کے متعدد دیگر پروگرام سماج میں خواتین کی حیثیت کو بہتر بنانے میں اہم رول ادا کریں گے۔

ایس سی، ایس ٹی اور او بی سی جیسے سماج کے پسماندہ اور محروم طبقات کے لئے بااختیار کا مطلب ہے ان بہت ساری چیزوں پر، جن پر ہم کوئی توجہ نہیں دیتے، مثلاً بنیادی تعلیم، ذریعہ معاش اور ترقی کے مواقع وغیرہ تک ان کی رسائی ہو۔ پردھان منتری جن دھن یوجنا، مدرا، وینچر کیپیٹل فنڈ اسکیم، اسٹارٹ اپ انڈیا، اسٹینڈ اپ انڈیا، اسکل انڈیا، تعلیم کے لئے اسکالرشپ، ملازمتوں میں ریزرویشن وغیرہ کے ذریعہ ایسے طبقات کو ترقیاتی وسائل میں شمولیت کے یکساں اور بھرپور مواقع فراہم کئے گئے ہیں۔

سینئر سٹیزنس تجربات اور معلومات کا 'پاور ہاوس' ہوتے ہیں۔ لیکن زندگی کے آخری دنوں میں وہ خود کو نظر انداز کرنے اور غیر ضروری سمجھنے لگتے ہیں۔ سینئر سٹیزنس کے لئے مربوط پروگرام مثلاً راشٹریہ ویوشری یوجنا، اٹل پنشن یوجنا، وایا وندنا یوجنا وغیرہ سے ملک کے سینئر سٹیزنس کو اقتصادی خود کفالت کے ساتھ قابل احترام زندگی گزارنے میں مدد ملے گی۔

معذور افراد کی زندگی کی کہانی کی نوعیت ہی مختلف ہوتی ہے۔ ان کی معذوری بعض اوقات انہیں یہ سوچنے پر مجبور کرتی ہے کہ وہ سماج کے لئے بوجھ ہیں۔ انہیں بااختیار بنانے لئے ان کی ضرورتیں عام لوگوں سے یکسر مختلف ہیں اور ان کی ضرورت کو دھیان میں رکھتے ہوئے پروگرام تیار کئے جانے چاہئیں۔ مشن موڈ میں ٹکنالوجی ڈیولپمنٹ، دوسری سطح پر معذور افراد کے لئے شمولیتی تعلیم، اسیسیبل انڈیا مہم، دین دیال ڈس ایبلڈ ری ہیبلیٹیشن اسکیم وغیرہ نے معذور افراد کو معیاری زندگی گذارنے کا حوصلہ بخشا ہے۔

قبائلیوں کے لئے بااختیاری ان کی نسلی شناخت کے وجود کو قائم رکھنے کے ان کے حق سے شروع ہوتی ہے۔ عام طور پر قومی مین اسٹریم پالیسیوں اور مجبوریوں کی وجہ سے قبائلیوں کے اندر یہ احساس پیدا ہوجاتا ہے کہ انہیں مین اسٹریم سے الگ تھلگ کردیا گیا ہے یا ان کی شناخت ختم ہوتی جارہی ہے۔ موجودہ حکومت کے متعدد اقدامات بشمول ایس سی طلبہ کو اعلی تعلیم کے لئے نیشنل فیلوشپ اور اسکالرشپ، ووکیشنل ٹریننگ کے لئے اسکیم، جنگلوں کے چھوٹے مصنوعات کے لئے ایم ایس پی، قبائلی گروپوں کے لئے ترقیاتی اسکیم اور فاریسٹ رائٹس ایکٹ نے قبائلیوں کو سماجی اور اقتصادی طور پر بااختیار بنانے میں اہم رول ادا کیا ہے۔

یہ بات عام طور پر تسلیم کی جاتی ہے کہ جب کوئی ترقی کے راستے پر آگے بڑھنے کی خواہش کرتا ہے تو اسے کم ترقی یافتہ کو بھی اپنے ساتھ لے کر چلنا چاہئے۔ ہر کوشش کرنے والا شخص تبدیلی کا نقیب بن سکتا ہے۔ حکومت نے اپنی پالیسیوں کے ذریعہ اس تبدیلی کا آغاز کردیا ہے جس سے مجموعی شمولیتی ترقی کو یقینی بنایا جاسکتا ہے۔

☆☆☆

نیلم ساہنی

سماجی انصاف اور تفویض اختیارات

سب کا سمان سب کا اتھان

محکمے کا عہد اس حکومت کے رہنما اصول ، سب کا ساتھ سب کا وکاس کے عین مطابق ہے۔ یہ نصب العین اس وقت حاصل ہوگا جب اس محکمے کے زیر ہدف حاشیہ اور کمزور آبادی کو اختیارات تفویض ہوں گے تاکہ وہ اپنی بھرپور صلاحیت کا مظاہرہ کرسکیں۔

سکریٹری وزارت سماجی انصاف وتفویض اختیارات
secywel@nic.in

آئین ذاتوں کی رو کے مطابق محکمہ سماجی انصاف و تفویض اختیارات کا نصب العین ایک ایسے معاشرے کا قیام ہے جہاں آبادی کے سب سے پچھڑے اور پسماندہ حصے بھی عزت اور وقار کی زندگی بسر کرسکیں اور ملک کے انسانی سرمایہ کے لئے اپنا کردار ادا کرسکیں۔ ہمارا مقصد درج فہرست ذاتوں، پسماندہ طبقات اور معاشرے کے دیگر محروم طبقات کو معاشی، تعلیمی اور سماجی طور پر بااختیار بنانا ہے۔ اس محکمے کے اہم فرائض میں حاشیہ بردار افراد کے حقوق کے لئے آواز اٹھانا اور ان کی تشویشات اور شکوک کا سدباب کرتے ہوئے پالیسیاں اور پروگرام وضع کرنا ہے۔

آبادی کا یہ حصہ حکومت کی پالیسیوں اور پروگراموں کے لئے اہمیت کا حامل ہے اور ان پر توجہ مرکوز کرتے ہوئے ملک گیر مشن مثلاً سوراج ابھیان، ایسپریشنل ضلع پروگرام اور مشن انتودیہ (ایم اے) وغیرہ وضع کئے گئے ہیں۔

زیر ہدف آبادی سے متعلق اعداد و شمار

☆ سال 2011 کی مردم شماری کے مطابق درج فہرست ذاتوں سے متعلق افراد کی تعداد کل آبادی کا 16.6 فی صد ہے۔

☆ ملک میں 46859 دیہات میں جو 522 اضلاع پر محیط ہیں، درج فہرست ذات سے تعلق رکھنے والے افراد کی آبادی 50 فی صد سے زیادہ ہے۔

☆ آزادی کے بعد دیگر پسماندہ طبقات کا شمار نہیں کیا گیا۔ منڈل کمیشن نے دیگر پسماندہ طبقات کا تخمینہ 52 فی صد لگایا تھا جب کہ این ایس ایس او کے مطابق یہ آبادی 41.7 فی صد (10-2009) ہے۔

☆ سینئر سٹیزن

☆ معمر افراد (سٹیزن) کی تعداد 1036 کروڑ ہے۔

☆ کل آبادی کا 1 فی صد حصہ بدسلوکی کا شکار ہے۔

درج فہرست ذاتوں کی ترقی:

درج فہرست ذاتوں کو بااختیار بنانے کے ہدف کو پورا کرنے کے لئے محکمے کے بجٹ کا بڑا حصہ وظیفوں پر خرچ کیا جاتا ہے اور ان کو زیر ہدف گروپوں میں تقسیم کرنے میں خاطر خواہ کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ محکمے کی اہم اسکیم درج فہرست ذاتوں کے لئے دسویں کلاس کے بعد وظیفوں (پی ایم ایس سی) پر 1944 سے عمل کیا جارہا ہے اور یہ درج فہرست طلبا کے لئے حکومت کا ان کو بااختیار بنانے کا واحد سب سے بڑا اقدم ہے۔

اس سے ہر سال تقریباً دسویں کے بعد یا ثانوی سطح کے بعد زیر تعلیم 55 فی صد طلبا مستفید ہوئے ہیں۔ 2014 سے 2018 تک 22930654 طلبا اس وظیفے سے مستفید ہوچکے ہیں اور 10388 کروڑ روپے کی رقم خرچ کی جاچکی ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ اس سے زیر ہدف گروپ کی خواندگی کی سطح میں اضافہ ہوگا، پڑھائی چھوڑنے والوں کی تعداد کم ہوگی، اعلی تعلیم میں شرکت بڑھے گی اور یہ مہارت حاصل کرکے قوم کے سرمایہ میں مثبت اضافہ کریں گے۔ حال ہی میں کابینہ نے 8737 کروڑ روپے کی رکی ہوئی ادائیگی کو ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کی واجب الادا تھی، منظوری دی ہے۔

اس کے علاوہ 2018-19 کے دوران اس مقصد کے لئے 3000 کروڑ روپے مختص کئے ہیں۔ درج فہرست ذاتوں کے لئے دیگر وظیفہ اسکیموں میں میٹرک سے قبل وظیفہ، معروف اور ممتاز تعلیمی اداروں میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے اعلی درجہ تعلیم اسکیم اور نیشن فیلوشپ اسکیم شامل ہیں۔ اعلی درجہ تعلیم اسکیم یو جی سی کے توسط سے چلائی جارہی ہے۔

تخمینے فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل سے تعلق رکھنے والے افراد کی عزت اور وقار کے تحفظ کے لئے ایک اہم قانون درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل کے خلاف ظلم و زیادتی کے تحفظ کا قانون 1989 میں موجود ہے۔اس حکومت نے اس کو 14.042016 سے مزید مستحکم بنادیا ہے۔ اس میں جو مثبت ترامیم کی گئی ہیں، وہ ظلم کے مزید 47 جرائم کو شامل کرنا، راحت کی رقم کے بٹوارے میں معقولیت لانا، راحت کی رقم جس کا انحصار جرم کی نوعیت پر ہوتا ہے، 85000 سے بڑھا کر 825000 روپے کرنا اور قابل قبول راحت کی ادائیگی 60 دن کے اندر رکرنا شامل ہے۔

ان اسکیموں کے راست نفاذ کے علاوہ محکمہ درج فراہم ذاتوں کی بہبود سے متعلق تقسیم (اے ڈبلیو ایس سی) جو ایس سی حتمی منصوبے کا نیا نام ہے، پر بھی نظر رکھتا ہے۔ درج فہرست ذاتوں کے لئے مخصوص بجٹ منصوبہ (Special Component Plan) 1979-80 سے جاری ہے جس مقصد درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل کی ترقی کے لئے مطلوب معقول رقوم کے اختصاص کو یقینی بنانا ہے۔ درج فہرست ذاتوں کے حتمی منصوبے (ایس سی ایس پی) سے متعلق اس وقت کے منصوبہ بندی کمیشن کی طرف سے جاری کردہ ہدایات کے مطابق تمام ریاستوں/ وزارتوں/ محکموں کو اپنے منصوبوں کی رقم میں سے ایس سی ایس پی کے لئے رقوم مختص کرنا لازمی ہے۔ یہ اختصاص ریاست/ ملک میں درج فہرست ذاتوں کی آبادی کے مطابق ہونا چاہئے۔ اس اسکیم کا نام بدل کر 2017 میں رقوم برائے بہبود ذات (اے ڈبلیو ایس سی) کردیا گیا ہے۔ ایس ڈبلیو ایس سی کے تحت مختص بجٹ 2015-16 میں 30850.88 کروڑ سے بڑھا کر 56618.50 کروڑ روپے کردیا گیا ہے جس سے 8352 فی صد کا اضافہ ہوا ہے۔ محکمے نے 2017 میں ایک ویب پورٹل بھی وضع کیا ہے (e-utthaan.gov.in) تاکہ مختلف وزارتوں/محکموں سے مالی/ وجودی اور نتائج پر مبنی علامتوں کی نگرانی کی جاسکے جو آن لائن دستیاب ہیں اور نیتی آیوگ کے خاکہ کے مطابق دستیاب کرائے جاسکتے ہیں۔ مالی نگرانی کو عوامی مالی بندوبست نظام (پی ایف ایم ایس) سے مربوط کردیا گیا ہے اور نگرانی مقرر وقت کی جاتی ہے۔ وجود حصولیابیوں کے لئے تمام نوڈل افسران کو لاگ ان اور پاس ورڈ فراہم کردیئے گئے ہیں تاکہ وہ معلومات براہ راست پورٹل پر دستیاب کراسکیں۔

تعلیم کے محکمہ نے خطے کے حساب سے درج فہرست ذاتوں کے باشندوں کی ترقی کے لئے کارکردگی متعین کی ہے جس میں تعلیم، صحت اور تغذیہ، سوچھ بھارت، گزربسر و معاش اور ہنر کا فروغ شامل ہیں۔ پردھان منتری آدرش گرام یوجنا (پی ایم اے جی وائی) کے تحت درج فہرست ذات کے اکثریت والے گاؤوں میں مرکز اور ریاستی اسکیموں کی شمولیت سے مطلوبہ مدد فراہم کی جارہی ہے۔ یہ پروگرام ایسے گاؤں میں چلائے جارہے ہیں جہاں درج فہرست ذاتوں کی آبادی کم از کم 50 فی صد ہو۔ محکمہ اپنے پاس دستیاب تمام وسائل دیگر محکموں اور وزارتوں کی طرف سے جاری کوششوں میں بھی لگا رہا ہے۔

پسماندہ درج کی ترقی: دیگر زیر ہدف گروپ پسماندہ طبقات ہیں جن کی بہبود کے لئے 2018-19 کے مختص بجٹ میں 41.3 فی صد اضافہ کردیا گیا ہے۔ اس طرح اب یہ بڑھ کر 2018-19 میں 1747 کروڑ روپے ہوگیا۔ بجٹ 2017-18 میں 1237.30 کروڑ روپے ہوگیا ہے۔ پسماندہ طبقات کے لئے بھی وظیفہ اسکیم ہمارے اہم اقدامات میں شامل ہے۔ ان وظائف میں میٹرک سے قبل، میٹرک کے بعد اور نیشنل فیلوشپ وظائف شامل ہیں۔

ہنر کی ترقی بھی ایک اہم قدم ہے جس پر پسماندہ طبقات مالی و ترقیاتی کارپوریشن (این بی سی ایف ڈی سی) کے توسط سے عمل ہو رہا ہے۔ مستقبل میں بنیادی کا استحکام اور اس گروپ کی بیوپار کی صلاحیتوں کو فروغ دینا ہمارے اقدامات کا حصہ ہیں تاکہ ان لوگوں کو روزگار دستیاب ہوسکے۔ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ہم دیگر پسماندہ طبقات کے لئے وینچر کیپٹل شروع کرنا چاہتے ہیں۔

سماجی تحفظ: ایک اہم گروپ معمر افراد کا ہے جس کو اکثر نظر انداز کیا جاتا ہے۔ اس گروپ کے ارکان کی تعداد اور بڑھاپے میں انحصار کی شرح میں قابل توجہ اضافہ ہو رہا ہے۔ آبادی کی تقسیم میں ہو رہی تبدیلیوں، معمر افراد کی سماجی و معاشی ضروریات، سماجی اوزار کا نظام اور ٹکنالوجی کی بہتری سے ہو رہی ترقی کے پیش نظر معمر افراد کے لئے نظر ثانی شدہ پالیسی وضع کی جارہی ہے۔

معمر افراد کے لئے مربوط پروگرام کی موجودہ اسکیم میں لاگت کے ضابطوں میں 2015 01.4 سے 110 فی صد اضافہ کردیا گیا ہے اور یکم اپریل 2018 سے اس میں مزید 1.4 فی صد کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اس طرح سے 01.4.2015 سے لاگت ضابطوں میں 288 فی صد کا اضافہ کیا گیا ہے (معمر افراد کے آشیانوں کے لئے 5.42 سے لاکھ سے 21.6 لاکھ روپے کردیا گیا ہے)۔ اس اسکیم کے تحت فیزیوتھریسٹ اٹینڈ اور یوگا ٹیچر کی آسان میں وضع کی گئی ہیں۔ معمر افراد کے آشیانوں کے اندراج، معیار کے تعین اور معیار بندی کا اہتمام کیا گیا ہے۔

راشٹریہ وایوشری یوجنا کے تحت جو زندگی کو سہل بنانے کے آلات وضع کرتی ہے، 292 اضلاع کا انتخاب کیا گیا ہے۔ 52 اضلاع میں تخمینہ کیمپ لگائے گئے ہیں اور 39 اضلاع میں تقسیم سے متعلق کیمپ لگائے گئے ہیں جن سے 43865 معمر افراد مستفید ہوئے ہیں۔ خط افلاس سے نیچے زندگی گزارنے والے معمر افراد کو 99431 آلات تقسیم کئے گئے ہیں۔

شراب اور نشیلی ادویات کی روک تھام سے متعلق اسکیم میں لاگت ضوابط میں نشہ کی لت چھڑانے کے مراکز کے لئے 30 فی صد کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اضافہ یکم اپریل 2018 سے نافذ العمل ہے۔ اس اسکیم کو محکمہ کی مدد حاصل ہے۔ ان مراکز پر باورچی، کل وقتی ڈاکٹر اور اضافی

چوکیداری کی خدمات مہیا کرائی گئی ہیں۔

نشیلی ادویہ کے شکار لوگوں کی شناخت کے لئے پہلی بار قومی سروے کرایا گیا ہے۔ اس سروے کی دائرے میں 185 اضلاع، 1.5 لاکھ مکانات اور چھ لاکھ افراد آئے ہیں۔ یہ سروے جلد مکمل ہونے کی توقع ہے۔

سر پر میلا ڈھونے والے افراد کی بازآبادکاری اور میلا ڈھونے والوں کا قومی سروے: مہاتما گاندھی کی 150 ویں یوم پیدائش پر محکمہ میلا ڈھونے والوں کے خلاف تاریخی ناانصافی اور تذلیل کو ختم کرنے کا عزم کئے ہوئے ہے اوران لوگوں کو باوقار زندگی گزارنے کے لئے بازآبادکاری کا تہیہ کئے ہوئے ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے ایک قومی سروے کرایا گیا ہے جو 170 نشان زد اضلاع جو 18 ریاستوں پر محیط ہیں، کرایا گیا ہے۔ یہ سروے قومی صفائی کرمچاری مالی اور ترقیاتی کارپوریشن کے توسط سے اور ریاستی حکومتوں اور سماجی تنظیموں کے تعاون سے کرایا گیا ہے۔ 125 اضلاع میں سروے مکمل ہوچکا ہے اور 5365 میلا ڈھونے والے افراد کی شناخت کی گئی ہے۔ قومی سروے میں شناخت کئے گئے میلا ڈھونے والے ہر فرد کو یک مشت نقدا امدا (ٹی سی اے) دی جائے گی۔ یہ رقم 40,000 روپے رکھی گئی ہے۔ ان لوگوں کی بازآبادکاری بھی کی جائے گی اور اس

نمبر شمار اسکیم کا نام/ پروجیکٹ	مالی (کروڑ روپے)	وجودی (کروڑ روپے)
(i) قومی درج فہرست ذات مالی وترقیاتی کارپوریشن	1729.07	333245
(ii) قرض پر مبنی اسکیمیں	52.12	62159
کل	1781.19	395404
2 قومی صفائی کرمچاری مالی وترقیاتی کارپوریشن		
(i) عمومی قرض اسکیم (جنرل لون اسکیم)	440.88	41645
(ii) مائیکرو مالی اسکیم	176.91	42890
(iii) ہنر کی ترقی تربیتی پروگرام	50.36	35017
کل	668.15	119552
3 قومی پسماندہ طبقات مالی وترقیاتی کارپوریشن		
(i) عموی قرض اسکیم (جنرل لون اسکیم)	732.58	132124
(ii) مائیکرو مالی اسکیم	734.50	531870
(iii) ہنر کی ترقی تربیتی پروگرام	59.78	57274
کل	1526.86	721268

کے بعد دیگر اقدامات کئے جائیں گے۔

علاوہ ازیں این ایس کے ایف ڈی سی تربیت، بازآبادکاری اور بیداری پیدا کرنے پر توجہ مرکوز کرے گی۔ 10,000 صفائی کارندوں اور کوڑا کچرا اٹھانے والوں کو تربیت فراہم کرنے کے لئے ریکوگنائزیشن پرائر ارننگ (آر پی ایل) پروگرام کی مدد لی جائے گی۔ ان لوگوں کو کام کرنے کے محفوظ صحت مند اور میکانیکی طریقے سکھائے جائیں گے۔ قانون میں میلا ڈھونے کے رواج کے سدباب کے اہتمام سے متعلق میلا ڈھونے کے بارے میں بیدار کرنے کی غرض سے بڑی میونسپلٹیوں میں متعلقین بشمول میونسپل انجینئر، سنٹرل انسپکٹر، ٹھیکیدار کے ورکشاپوں کا اہتمام کیا جائے گا۔ اس اسکیم کے لئے میونسپل کارپوریشنوں کی شرکت ناگزیر ہے۔ میونسپل کارپوریشنوں اور پنچایتوں کے ساتھ معاہدے کے ذریعے صفائی ستھرائی کے لئے درکار گاڑیوں اور آلات وغیرہ کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔ صفائی سے متعلق کارکنوں کے سیلف ہیلپ گروپوں کو قرض فراہم کرانے کی سہولیات مہیا کرائی جائیں گی تاکہ وہ گاڑیاں اور آلات وغیرہ خرید سکیں۔ اس سے یہ صفائی کارکن صفائی کے غیر محفوظ اور غیر صحت مند طریقوں سے محفوظ رہ سکیں گے۔

کارپوریشنیں: اس محکمے میں تین مالی ترقیاتی کارپوریشنیں ہیں یعنی این بی سی ایف ڈی سی (قومی پسماندہ طبقات مالی ترقیاتی کارپوریشن) این ایس کے ایف ڈی سی اور این ایس ایف ڈی سی (قومی درج فہرست ذاتوں، مالی وترقیاتی کارپوریشن)

یہ کارپوریشنیں منافع خور کمپنیاں نہیں ہیں بلکہ ان کا مقصد زیر ہدف گروپوں کی معاشی اور ترقیاتی سرگرمیوں کو فروغ دینا اور ان کو ذریعہ معاش، ہنر کی ترقی اور خود کا کاروبار کی فراہمی میں مدد کرنا ہے۔ اس مقصد کے لئے کارپوریشنیں حکومت کی طرف سے امدادی کردار ادا کرتی ہیں۔

ان کی مالی اور وجودی حصولیابیاں ٹیبل میں دی گئی ہے:

ڈاکٹر امبیڈکر بین الاقوامی مرکز و امبیڈکر قومی میموریل (ڈی اے این ایم)

ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر کے تصورات کے فروغ کے لئے محکمے نے ڈاکٹر امبیڈکر بین الاقوامی مرکز (DAIC) قائم کیا ہے جس کا افتتاح عزت مآب وزیر اعظم 7 دسمبر 2017 کو 15 جن پتھ، نئی دہلی میں واقع DAIC میں کیا۔ یہ مرکز ڈاکٹر امبیڈکر کی تعلیمات اور ان کے نظریات کی تشہیر میں کلیدی رول ادا کرے گا۔ یہ سماجی اور معاشی مسائل پر تحقیق کے لئے بھی اہم مرکز کا کام کرے گا اور داخلی نمو اور متعلقہ سماجی و معاشی مسائل پر دانشورانہ غور وخوض کے مرکز کے طور پر کام کرے گا۔

ڈاکٹر امبیڈکر قومی میموریل (ڈی اے این ایم) کا افتتاح وزیر اعظم نے 13 اپریل 2018 کو کیا تھا۔ یہ ڈاکٹر امبیڈکر کی زندگی اور ان کے زمانے کے بارے میں جدید ترین میوزیم ہے۔ اس میوزیم کو دیکھنے کے لئے روزانہ لوگوں کی بڑی تعداد آتی ہے۔

ماخذ: محکمہ آئین کی دفعہ 38 ویں میں درج وعدے کی تکمیل پر پابند ہے جس میں لوگوں کی بہبود کے فروغ کے لئے سماجی نظام کی بات کہی گئی ہے۔ محکمے کا عہد اس حکومت کے رہنما اصول، سب کا ساتھ سب کا وکاس کے عین مطابق ہے۔ یہ نصب العین اس وقت حاصل ہوگا جب اس محکمے کے زیر ہدف حاشیہ اور کمزور آبادی کو اختیارات تفویض ہوں گے تاکہ وہ اپنی بھرپور صلاحیت کا مظاہرہ کرسکیں۔

☆☆☆

'نیو نارتھ ایسٹ' کے تصور سے ہی حقیقت کی شکل لے گا 'نیو انڈیا' کا خواب: وزیر داخلہ

☆ مرکزی وزیر راج ناتھ سنگھ نے کہا کہ 'نیو انڈیا کی راہ 'ترقی یافتہ اور پرامن 'نیو نارتھ ایسٹ' سے ہو کر ہی گذرے گی۔ شیلانگ میں آج نارتھ ایسٹرن کونسل (این ای سی) کے 67 ویں مکمل اجلاس کی اختتامی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ وزیر اعظم جناب نریندر مودی کا 2022 تک ایک نیو انڈیا کا خواب ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ نیو انڈیا کا خواب نیو نارتھ ایسٹ تصور سے ہی شرمندہ تعبیر ہوگا۔ وزیر داخلہ نے کہا کہ 'نیو نارتھ ایسٹ' بہتر روڈ کنیٹی ویٹی اور اطلاعاتی ٹکنالوجی کے ساتھ ابھرے گا۔ انہوں نے مزید کہا کہ شمال مشرق کو بہتر روڈ کنیٹی ویٹی کی ضرورت ہے اور حال میں اس نے اس شعبے میں کس پیش رفت کی ہے۔ مسٹر راج ناتھ سنگھ نے کہا کہ اس خطے میں اقتصادی امکانات موجود ہیں، انہیں حقیقت کی شکل بہتر کنیکٹی ویٹی کے ذریعہ ہی کی جاسکتی ہے۔ وزیر داخلہ نے مزید کہا کہ اگر ہم اس خطے میں معیاری براڈ بینڈ خدمات دستیاب کرا سکیں تو شمال مشرق کے نوجوانوں کو ان کے گھر کے قریب روزگار کے مواقع مل سکیں گے۔ انہوں نے کہا کہ اس سے ملک کے دور دراز علاقے میں مقامی نوجوانوں کی نقل مکانی بھی روکے گی۔ مرکزی وزیر داخلہ نے کہا کہ آئی ٹی آئی اور پالی ٹیکنیک اداروں کو فروغ ہنرمندی کے کام میں اپنا کردار ادا کرنا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ این ای سی کو فروغ ہنرمندی کے لئے علاقائی ادارہ قائم کرنے پر بھی غور کرنا چاہئے۔ مسٹر راج ناتھ سنگھ نے کہا کہ روزگار کے مواقع اور آمدنی میں اضافہ کے عمل کو رفتار ملنے سے شمال مشرقی خطے (این ای آر) میں شورش جیسے مسائل پر قدغن لگانے میں مدد ملے گی۔ انہوں نے کہا کہ شمال مشرقی ریاستوں کو چاہئے کہ نجی سرمایہ کاروں کو سازگار ماحول تیار کریں تاکہ سرمایہ کار خود کو محفوظ محسوس کریں اور ان کے مسائل کا تدارک بھی کیا جائے۔ اس سے سرمایہ کاری کو زبردست تقویت ملے گی۔ مرکزی وزیر داخلہ نے 2022 تک کسانوں کی آمدنی دوگنی کرنے کے وزیر اعظم مسٹر نریندر مودی کی خواب کی تکمیل کے لئے زرعی نمو میں تیزی لانے پر بھی زور دیا۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں چاہئے کہ ہم برآمدات کے لئے ایسی فصلیں اگائیں جن پر لاگت کم آئے اور جن کی قیمت زیادہ ہو۔ ریلوے کی وزارت جلد خراب ہو جانے والی اشیا اور کیوی و پھولوں جیسی باغبانی سے متعلق مصنوعات کی برآمدات میں سپر فاسٹ اے سی ویگنوں کے ذریعہ مدد کر سکتی ہیں۔ انہوں نے زرعی مصنوعات کی مارکیٹنگ کے لئے نارتھ ایسٹرن ریجنل ایگری کلچرل مارکیٹنگ کارپوریشن لمیٹیڈ یعنی شمال مشرقی خطے سے متعلق زرعی مارکیٹنگ کارپوریشن لمیٹیڈ (این ای آر اے ایم اے سی) کے احیا کا مشورہ دیا۔ انہوں نے کہا کہ دی نارتھ ایسٹرن ریجن کمیونیٹی ریسورس منیجمنٹ پروجیکٹ (این ای آر سی او آر ایم پی) خود امدادی گروپوں کے ساتھ مل کر خطے میں آمدنی اور روزگار کے مواقع میں اضافہ کرنے کی کوششوں میں مدد کر سکتا ہے۔ مسٹر راج ناتھ سنگھ نے پولیس ڈھانچے کو بہتر بنانے کے کام میں شمال مشرقی ریاستوں کو مرکز کے تعاون کی یقین دہانی کرائی۔ انہوں نے کہا کہ شمال مشرقی ریاستوں کو چاہئے کہ وہ نظم و نسق کی صورتحال کو بہتر بنانے اور خطہ میں پولیس نظام کو مضبوط کرنے کے لئے موجودہ امن کے منظر نامے سے فائدہ اٹھائیں۔ مرکزی وزیر داخلہ نے کہا کہ سبھی شمال مشرقی ریاستوں میں ترقی کے غیر معمولی امکانات ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان مخصوص ترقیاتی شعبوں کی نشاندہی کریں اور موثر نفاذ کے ساتھ ایک منصوبہ بنائیں۔ مسٹر راج ناتھ سنگھ نے کہا کہ منصوبوں کا نفاذ پابند وقت طریقے پر ہو۔ انہوں نے مزید کہا کہ نظام کے اندر موجود خامیوں کو دور کرنے اور مکمل شفافیت اور جوابدہی کو یقینی بنانے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں شمال مشرقی ریاستوں کے وزرائے اعلی سے گذارش کرتا ہوں کہ وہ مشنری جوش وجذبے کے ساتھ کام کریں۔

ایس سرینواس راؤ اور سندریش ڈی ایس

تفویض اختیارات بذریعہ اعلیٰ تعلیم:

درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل میں سماجی تبدیلی

گزشتہ چند دھائیوں میں درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل کی حالت بہتر ہوئی ہے پھر بھی ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ تبدیلی کے لئے زمین تیار کرلی گئی ہے اور ایس سی اور ایس ٹی طبقے کو تعلیم کی اہمیت کا اندازہ ہوگیا ہے جس سے شک نہیں کہ معیاری اعلی تعلیم تک دسترس اور اس کا حصول اور اس کے محفوظ روزگار کے مواقع ان دیرینہ حاشیہ بردار گروپوں کو سماجی طور پر بااختیار بنانے کے لئے لازمی ذرائع ہیں۔

مضمون نگار بالترتیب جے این یو کے ذاکر حسین سنٹر فار ایجوکیشنل اسٹڈیز سوشل سائنس آف اسکول میں ایسوسی ایٹ پروفیسر اور ریسرچ اسکالر ہیں
srinivas.zhces@gmail.com
dssundresh@gmail.com

کچھ ذاتوں اور قبائل کو دوسرے کے مقابلے میں فوقیت ہوتی ہے۔ یہ ایک مسلم سماجی حقیقت ہے۔ اسی طرح کچھ ذاتیں اور قبائل دوسروں کے مقابلے غیر مراعات یافتہ اور پسماندہ ہیں۔ اسی سماجی حقیقت کے پیش نظر آئین کے کم مراعات یافتہ اور زیادہ پسماندہ گروپوں (روایتی وقار پر مبنی درج فہرست ذاتوں کی پست درجہ بندی اور جغرافیائی الگ تھلگ رہنے اور محرومیت پر مبنی درج فہرست قبائل) کو خصوصی تحفظ اور مثبت اقدامات جیسے امتیاز مخالف، ظلم وتشدد مخالف اقدامات مثلاً چھوت چھات کا رواج (درج فہرست ذاتوں کے ضمن میں) آراضی اور بودوباش کے حق کا تحفظ (درج فہرست قبائل کے ضمن میں) وظیفوں کی فراہمی اور تعلیم اور روزگار کے شعبوں میں (درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل دونوں کے لئے) تحفظ اور حال ہی میں شروع کیا گیا مرکزی اور ریاستی بجٹوں میں سرکار کے ہر محکمہ میں درج فہرست ذاتوں اور قبائل کے لئے ضمنی منصوبوں میں بجٹ کا اختصاص ان اقدامات میں شامل ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ضمنی منصوبوں کی وجہ سے گزشتہ دس برس میں درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل میں بیوپاریوں اور تاجروں کا ایک نیا زمرہ پیدا ہوگیا۔

اس نئے زمرے کے وجود میں آنے سے ملک میں تعلیم یافتہ درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل کا ایک نیا درجہ پیدا ہوگیا ہے جس کے اپنے خواب بھی ہیں اور خواہشات بھی۔ تعلیم اور روزگار میں مثبت پالیسیوں کی وجہ سے یہ سماجی تبدیلی پیدا ہوئی ہے۔ یہ بات مطالعہ سے ثابت ہے۔ اب بے شک وشبہ یہ دعوی کیا جاسکتا ہے کہ آزادی کے بعد اعلی تعلیم اور روزگار میں تحفظ ہی درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل میں اس نئے تعلیم یافتہ زمرے کے مورد وجود میں آنے کی اصل وجہ ہے۔ اعلی تعلیم اور سرکاری روزگار میں تحفظ پر سختی سے کی گئی عمل داری سے اگلی نسل کے درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل کو یہ مصنوعی پابندیاں ختم کرنے کا حوصلہ ملا اور ان کو ہر طرح کے سماجی، اقتصادی اور سیاسی طور پر اختیارات تفویض ہوئے۔ ان اختیارات کا اظہار تعلیمی اور سماجی میدانوں میں ہوتا ہے۔ ایک طرح سے یہ تاثرات سلسلہ وار ہیں۔ سرکاری پالیسیوں سے درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل کو تعلیم کے حصول کے لئے اختیارات حاصل ہوئے جس سے ان کے سماجی اور معاشی وقار میں بہتری آئی۔ اس بہتری سے ان کے لئے اعلی تعلیم، ہنر اور وسیع تعلیم کے مواقع حاصل ہوئے۔

اولین، غیر مراعات یافتہ لوگوں کو سماجی طور پر زیادہ اختیارات عطا کرنے کا اہم اثر یہ ہوا کہ یہ لوگ روزگار کے لئے بہتر اور معقول تعلیم کے حصول کی خواہش کرنے لگے۔ قطع نظر خطے یا ریاست کے درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل میں خواندگی کی شرح میں اضافہ درج کیا گیا۔ ابتدائی تعلیم میں ان کی حاضری بھی بڑھی۔

اسکول یا پڑھائی چھوڑنے والوں کی تعداد میں خاطر خواہ کمی واقع ہوئی اور اسکول میں باقی رہنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوا۔ اگرچہ ابھی بھی یہ باعث تشویش بنی ہوئی ہے۔ ابتدائی سے ثانوی اور ثانوی سے اعلی سطح تک اضافہ ہوا ہے لیکن ابھی بھی یہ مطلوبہ ہدف سے کم ہے۔

اعلی تعلیم میں شراکت اور تفویض اختیارات: سماجی اور معاشی طور پر اختیارات کی تفویض سے درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل کی اعلی تعلیم میں شمولیت میں اضافہ ہوا ہے جو بہتر طرز زندگی، سماجی وقار اور معاشی مواقع کی دستیابی کی ضمانت ہے۔ گزشتہ پندرہ برسوں میں درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل کی حاضری کی مجموعی شرح میں زبردست اضافہ ہوا ہے۔ مثال کے طور پر درج فہرست ذاتوں کی مجموعی شرح (جی ای آر) 2014-15 میں 19.1 فی صد ہوگئی جب کہ 2005-06 میں یہ محض 8.4 فی صد تھی (ٹیبل 1) اسی طرح درج فہرست قبائل کی جی ای آر اعلی تعلیم میں 2005-06 میں 6.6 فی صد بڑھ کر 2014-15 میں 13.4 فی صد ہوگئی ہے۔

درج اصل ان شرحوں میں 1999-2000 میں بہتری آنی شروع ہوگئی تھی۔ جب نئی الفیہ کے دہے میں سرکاری پالیسیوں اور اقدامات کی بدولت اعلی تعلیم میں اداروں کی تعمیر کی دوسری لہر شروع ہوئی تھی۔ اگر ہم درج فہرست ذاتوں کی 1999-2000 کی جی ای آر (5.9 فی صد) کو مدنظر رکھیں تو 2014-15 یہ چوگنا ہوگئی ہے۔ جہاں تک درج فہرست قبائل کا تعلق ہے، یہ اضافہ محض دوگنا ہوا ہے (1999-2000 میں 6.43 سے 2014-15 میں 13.7) (راؤ; 2017:159, GoI, 2016: pages 29 and 31)۔ اس کے برعکس غیر محفوظ شدہ سمیت تمام دیگر گروپوں کی مجموعی جی ای آر 2005-06 میں 11.6 سے بڑھ کر 2014-15 میں 24.3 ہوگئی)۔

اس سے کچھ نتائج اخذ کئے جاسکتے ہیں۔ 2000 سے 2015 تک کے عرصے میں اعلی تعلیم کے شعبے میں تمام گروپوں کی نمائندگی میں اضافہ ہوا، خاص طور پر درج فہرست ذاتوں کے لوگوں میں اس اضافہ نے درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل کی خواتین کو بھی مستفید کیا۔ مثال کے طور پر 2005-06 (ایس سی خواتین کے لئے 6.4 ایس ٹی خواتین 4.7) ایس سی اور ایس ٹی خواتین کی اعلی تعلیم میں شمولیت تین گنی ہوگئی یعنی 2014-15 میں ایس سی خواتین کے لئے 18.2 اور ایس ٹی خواتین کی 12.3)

درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل کی اعلی تعلیم میں شمولیت میں واضح اضافہ سے ان گروپوں کو سماجی اور معاشی طور پر بااختیار بنانے میں تعلیم کے تئیں بیداری کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔ اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ پہلی نسل کے ایس سی اور ایس ٹی کو اعلی تعلیم کے استفادے سے سماجی طور پر بااختیار بنانے میں مدد ملی۔ جس طرح سے درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل کے لوگ سول سروسز کے اعلی شعبوں میں ملازمتیں حاصل کررہے ہیں اور کبھی اعلی مرتبت افراد کے لئے تصور کئی جانے والے پیشہ ورانہ کورسوں مثلاً انجینئرنگ، میڈیسن، قانون اور یونیورسٹی میں تدریس میں شامل ہورہے ہیں۔ اس سے ان کی ازسرنو موجودہ دور درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل سے تعلق رکھنے والے متوسط طبقوں اور پیشہ ورانہ تقسیم کی نئے طور پر ڈھانچہ بندی ہوتی ہے۔ البتہ یہ بات بھی قابل توجہ ہی کہ درجہ چہار کی زیادہ تر ملازمتیں بھی پہلے درجے کی سرکاری اور نجی شعبے کی ملازمتوں میں بیشتر درج فہرست ذات اور درج فہرست قبائل کے لوگ ہیں جس سے جدید سیکولر پیشوں میں درجہ بند اہرام کی مشکل پیدا ہوگئی ہے۔ اس کی وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ لوگ جلدی پڑھائی چھوڑ کر چھوٹی موٹی نوکری کرلیتے ہیں۔ ان لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔ اس رجحان سے قطع نظر کم وقار سے اعلی وقار میں تبدیلی اور جدید پیشوں کے اپنانے کی وجہ سے درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل کی سماجی اہمیت اور

ٹیبل 1: اعلی تعلیم میں مجموعی حاضری کی شرح (جی ای آر) 2005-06 تا 2014-15)

سال	مرد	خواتین	کل	مرد	خواتین	کل	مرد	خواتین	کل
2005-06	13.5	9.4	11.6	10.1	6.4	8.4	8.6	4.7	6.6
2014-15	25.3	23.2	24.3	20.0	18.2	19.1	15.2	12.3	13.7

وسیلہ حکومت ہند، 2016. صفحہ 25, 29, اور 31

وقار میں اضافہ ہوا ہے۔ آزادی کے بعد سے ایک اور رجحان سامنے آیا اور وہ یہ کہ فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل سے تعلق رکھنے والے پیشہ ورانہ افراد زیادہ تعداد میں اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے بیرون ملک جارہے ہیں۔ وہاں ملازمتیں حاصل کررہے ہیں اور ان میزبان ملکوں میں مقیم ہندوستان کے گروپوں کو مستحکم کررہے ہیں۔ اس سے غیر مراعات یافتہ لوگوں کے سماجی اور معاشی طور پر بااختیار بننے کا اظہار ہوتا ہے۔ اس کے برعکس ملک بھی ظلم وزیادتی اور امتیازی سلوک کے واقعات آج بھی رونما رہور ہے ہیں جس سے یہ فائدے بے وقت نظر آتے ہیں۔

ٹیبل 2 روزگار کے مختلف شعبوں میں کل ایس سی ایس ٹی دیہی خاندانوں کی کل آبادی		
	درج فہرست ذاتیں	درج فہرست قبائل
دیہی خاندانوں کی کل تعدا	33164085	19737399
سرکار	3.95%	4.36%
پبلک	0.93%	0.58%
نجی	2.42%	1.48%

نوٹ: زمرے کے حساب سے خاندانوں کی کل تعداد کا 6 فی صد ہے۔

وسیلہ: وزارت دیہی ترقی 2011

چند تشویش کن مسائل باعث تشویش ہیں۔ اعلیٰ تعلیم کی نجکاری کے مضر اثرات مراعات یافتہ طبقوں پر باعث تشویش ہیں۔ ان کی وجہ سے خواہش مندو درج آتے ہیں۔ اس سے دو نتائج اور کئے جاسکتے ہیں۔ ایک 2000 کے بعد سے نجی پیشہ ورانہ تعلیم اداروں میں اعلیٰ تعلیم کو زیادہ فروغ ملا ہے اور یہ نجی شعبوں کی سہولت درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل کے افراد کو دستیاب نہیں کیوں کہ وہ آئین میں مذکور تحفظ دینے کے پابند نہیں ہیں۔ اس کی وجہ سے درج فہرست ذاتوں اور قبائل کے افراد کی کثیر تعداد جنرل اعلیٰ تعلیم میں داخلہ لیتے ہیں جس سے ان کے ملازمت کے مواقع مفقود ہوجاتے ہیں۔ دوسرا، نجی شعبے میں روزگار میں جہاں روزگار کے مواقع زیادہ ہوں، تحفظ نہیں دیا جاتا، اس لئے درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل کے لوگوں کو اس نجی شعبے میں روزگار نہیں ملتا اور وہ تعلیم یافتہ بے روزگار بن کررہ جاتے ہیں۔ ان دونوں وجوہات کی وجہ سے آزادی کے بعد سماجی تبدیلی کا عمل غیر مراعات یافتہ لوگوں کے لئے ست رہا ہے۔

علاوہ ازیں تمام گروپوں میں صنفی مساوات (خصوصاً درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل میں) ایک اہم مسئلہ ہے۔ اگرچہ اعلیٰ تعلیم میں خواتین کی شراکت داری میں اضافہ ہوا ہے لیکن یہ ابھی بھی مردوں سے بہت پیچھے ہیں۔ یہ بات اہمیت کی حامل ہے کہ شہری علاقوں کی ایس سی، ایس ٹی خواتین دیہی علاقوں کی خواتین سے بہت بہتر ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ خواتین کی بڑی تعداد اعلیٰ تعلیم کی بدولت آئی سماجی تبدیلی سے بے بہرہ ہیں۔ قابل بات یہ ہے کہ جو ایس سی ایس ٹی خواتین اعلیٰ تعلیم حاصل کررہی ہیں، ان کا تعلق زیادہ تر موافق پالیسیوں سے مستفید ہونے والی دوسری نسل سے ہے جس کا مطلب ہے کہ پہلی نسل کی ایس سی، ایس ٹی خواتین ابھی بھی پالیسیوں سے مستفید نہیں ہورہی ہیں اور مواقع کا فائدہ نہیں اٹھا پارہی ہیں۔ اس مدعے کی وضاحت کے لئے ہمیں دیہی علاقوں کے روایتی روزگار شعبے میں درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل کی صورت حال کا جائزہ لینا ہوگا۔

ٹیبل 2 میں رسمی روزگار شعبے میں ایس سی اور ایس ٹی کی دیہی آبادی کی ابتر صورت حال کو پیش کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ایس سی اور ایس ٹی میں سب سے زیادہ محروم طبقے کی ترقی اور تفویض اختیارات کے لئے موافق بے اثر پالیسیوں کا جائزہ بھی لیا گیا ہے۔

دوسری باعث تشویش بات جو اس تعلیم یافتہ روزگار کی ابتدائی صورت حال کے بارے میں ہے، وہ یہ ہے کہ سرکاری شعبے میں روزگار مسلسل کم ہورہا ہے اور کیوں کہ نجی شعبے میں تحفظ نہیں ہے، اس لئے درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل کو بااختیار بنانے کا ست ہوگیا ہے بلکہ رک گیا ہے۔ روزگار کی غیر دستیابی سے اس سماجی گروپوں میں تعلیم کے تئیں دلچسپی کم ہوسکتی ہے۔

اگرچہ گزشتہ چند دہائیوں میں درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل کی حالت بہتر ہوئی ہے پھر بھی ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ تبدیلی کے لئے زمین تیار کرلی گئی ہے اور ایس سی اور ایس ٹی طبقے کو تعلیم کی اہمیت کا اندازہ ہوگیا ہے جس سے شک نہیں کہ معیاری اعلیٰ تعلیم تک دسترس اور اس کا حصول اور اس کے محفوظ روزگار کے مواقع ان دیرینہ حاشیہ بردار گروپوں کو سماجی طور پر بااختیار بنانے کے لئے ضروری ذرائع ہیں۔

☆☆☆

ڈاکٹر سندھیائے لیمائے

سماجی تفویض اختیارات برائے معذورین

جسمانی معذوری سے متاثر تمام افراد کے سماجی مساوات اور شمولیت کو فروغ دینے کی مقامی اور قومی کارروائیوں پر زور۔ حالاں کہ سماجی تفویض اختیارات کو شمولی تعلیم اور سماجی معاشی روابط جیسے دیگر شعبہ ہائے زندگی کے توسط سے حاصل کیا جاسکتا ہے لیکن یہ ایک مخصوص شعبہ ہے جہاں اوزار، طریقہ کار اور طرز فکر سماجی شمولیت کے فروغ کے لئے موجود ہے۔ اس لئے سماجی پالیسیاں اور سہولتیں سماجی تفویض اختیارات حاصل کرنے میں معذور افراد کی حوصلہ افزائی کے لئے اہم ہتھیار ثابت ہوسکتے ہیں۔

ہندوستان میں سب سے بڑا اقلیتی گروپ وہ ہے جس کے افراد برسوں سے بنیادی سہولتوں سے محروم ہیں۔ سماج میں مسلسل نظرانداز کیا جارہا ہے، اچھوت سمجھا جارہا ہے اور معاشرتی سرگرمیوں میں شامل نہیں کیا جارہا ہے۔ ایسے افراد کو پرسنز وتھ ڈس ابیلیٹی (پی ڈبلیوڈی) کہا جاتا ہے۔ ہندوستان میں آج بھی معذور افراد کو کچلا اور دبایا جاتا ہے اور سماج میں ایک مکمل شہریت کے ساتھ مواقع سے محروم رکھا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ سماج میں ایک باوقار زندگی جینے کا موقع فراہم نہیں کیا جاتا کیوں کہ اس معاملے میں سماج کا اٹل دقیانوسی اور متعصّبانہ طرز فکر ہے جو معذور افراد کو کمتر، نااہل، نامعقول اور خاندان کے وسائل اور سماج پر بوجھ تسلیم کرتا ہے۔ سال 2011 کی مردم شماری کے مطابق ہندوستان میں معذور افراد کی تعداد 268.14 لاکھ ہے جو ملک کی مجموعی آبادی کا 2.21 فی صد ہے۔ ملک میں کل معذور افراد میں سب سے زیادہ تعداد حرکت پیدا کرنے کی قوت سے محروم افراد (54.37)، اس کے بعد قوت سماعت سے محروم (50.73) اور قوت بصارت سے محروم افراد (50.33) ہیں۔

معذورین کی باز آبادکاری کے شعبے میں کام کرنے والے پیشہ وران کے درمیان طرز فکر میں تبدیلی رونما ہوئی ہے اور انہوں نے اب معذور افراد کے حقوق پر، معذور افراد کے لئے یکساں مواقع اور ان کی سماجی دھارے میں سرگرم شمولیت پر اپنی خاص توجہ مبذول کی ہے۔ اب اس حقیقت کو باضابطہ تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ معذور افراد بھی ان تمام معاشی، جذباتی، حیاتیاتی، دانشورانہ، روحانی، سماجی اور سیاسی تقاضوں کے ساتھ انسان ہیں جن کی دیگر عام لوگوں کو ضرورت ہوتی ہے۔ حالاں کہ اس سمت میں ہم نے کافی کام کیا ہے تاہم معذور افراد کو تفویض اختیارات کے توسط سے سماجی ذمہ داریوں میں ان کی شمولیت کو یقینی بنانے اور رکاوٹوں سے پاک اور حقوق کی بنیاد پر معاشرہ بنانے کے لئے ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔

تفویض اختیارات اصطلاح کے مختلف سماجی، ثقافتی اور سیاسی تناظر میں مختلف معنی ہیں۔ اس اصطلاح میں خود استحکام، ضبط، کسی کے حق کے لئے آواز بلند کرنے کی اہلیت، آزادی، خود فیصلہ سازی شامل ہیں۔ تفویض اختیارات انفرادی اور اجتماعی سطح پر متعلق ہوسکتا ہے اور اس کے معاشی، سماجی یا سیاسی مفہوم ہوسکتے ہیں جو کسی کے اختیارات اور وسائل پر کنٹرول میں توسیع کرسکتے ہیں اور ایسے فیصلے جو کسی کی زندگی کو متاثر کرسکتے ہیں، سماجی تفویض اختیارات کا عمل ایک وسیع شعبہ ہے جس میں سماجی خدمات اور کمیونٹی ڈیولپمنٹ اصول طے کرتے ہیں۔ سماجی تفویض اختیارات وسائل پر مبنی مداخلت کے عملاً طرز فکر کو فروغ دیتا ہے۔

سماجی نے تفویض اختیارات برائے معذورین کے لئے حکومت کی اپیل: حکومت نے پالیسی امور پر خاص توجہ مرکوز کرنے

مضمون نگار ٹاٹا انسٹی ٹیوٹ ممبئی میں ایسوسی ایٹ پروفیسر ہیں۔
limaye.sandhya@gmail.com
slimaye@tiss.edu

اوراس سے متعلق کارروائیوں کو بامقصد فروغ دینے کے لئے معذورافراد کےتفویض اختیارات اور بہبود کے مقصد سے 12 مئی سال 2012 کو وزارت برائے سماجی انصاف وتفویض اختیارات سے معذورافراد کے تفویض اختیارات کے لئے ایک علاحدہ ڈپارٹمنٹ قائم کیا ہے۔ اس ڈپارٹمنٹ کے اہم مقصد میں سے ایک مختلف پہلوؤں بشمول سماجی تفویض اختیارات جیسے اے ڈی آئی پی، ایس آئی پی ڈی اے وغیرہ اسکیم کے ساتھ باز آبادکاری ہے۔

1. ایڈس اینڈ اپلائنسس (اے ڈی آئی پی:) اسکیم کی خریداری/فٹنگ کے لئے معذور افراد کی امداد: اس اسکیم کے تحت گزشتہ تین برسوں (2014 تا 2017) کے دوران 430.98 کروڑ روپے کی امدادی رقم استعمال کی گئی جس سے پورے ہندوستان میں 5265 کیمپوں کے توسط سے 7.03 لاکھ معذور افراد نے استفادہ کیا۔ پہلی مرتبہ سال 2014 میں معذور افراد کے عالمی دن کے موقع پر اے ڈی آئی پی اسکیم کے تحت قوت سماعت کے عمل جراحی کا پروگرام شروع کیا گیا جس میں ملک کے 172 اسپتالوں کو اس مقصد کے لئے پینل میں شامل کیا گیا۔ اس وقفے کے دوران سرجری کے 794 معاملات (اے ڈی آئی پی کے تحت 667 اور سی ایس آر کے تحت 127) انجام دیئے گئے اور ان تمام معاملات میں عمل جراحی کے بعد صحت یابی کے عمل تک توسیع کی گئی۔ اے ڈی آئی پی اسکیم کے تحت ڈپارٹمنٹ نے سنگینی کے اعتبار سے زیادہ معذور افراد 37000 روپے قیمت والی موٹر لگی ہوتو نیچے تین پہیہ گاڑیاں 25000 روپے فی کس کے رعایتی دام پر بھی فراہم کرائیں ((اصل قیمت کا فرق 12000 روپے کا ایم پی ایل اے ڈی ایس/ایم ایل اے فنڈ/ریاستی حکومت کے تعاون/خود استفادہ کنندگان کے تعاون سے انتظام کیا گیا۔ اس طرح سے گزشتہ تین برسوں کے دوران 9.10 کروڑ روپے مالیت کی موٹر سائیکلیں 3639 ضرورت مندوں میں تقسیم کی گئیں۔ پس ان امداد/آلات سے معذورافراد کو زیادہ خودمختاری اورحرکت پیدا کرنے کی قوت حاصل کرنے میں مدد ملی جس سے ان کی سرگرم شراکت اورشمولیت کی راہ ہموار ہوئی۔

مشن موڈ میں ٹکنالوجی ڈیولپمنٹ پروجیکٹس: جسمانی طور پر معذور افراد کو ٹکنالوجی کے استعمال کے توسط سے مناسب اور کفایتی لاگت والے ایڈس اینڈ اپلائنسز کی فراہمی اور سماج میں ان کی سرگرم شمولیت اور روزگار کے ان کے لئے مواقع میں اضافے کے پیش نظر مذکورہ اسکیم 1990-91 کے دوران شروع کی گئی۔ اسکیم کے تحت مناسب آر اینڈ ڈی پروجیکٹوں کی نشاندہی کی گئی اور ایڈس اینڈ اپلائنسز کی تیاری کے لئے مالی مدد فراہم کی گئی۔ اس اسکیم کو آئی آئی ٹی، تعلیمی اداروں، ریسرچ ایجنسیوں اور رضاکار تنظیموں وغیرہ کے توسط سے نافذ کی گئی۔ مالی امداد 100 فی صد کی بنیاد پر فراہم کی گئی۔ اس سلسلے میں چار تکنیکی مشاورتی گروپ تشکیل دیئے گئے جنہیں پروجیکٹوں کے انتخاب اور معذوری یعنی آرتھوپیڈک (بشمول دماغی، فالج) بصارت، قوت گویائی وسماعت اور اعصابی کے شعبوں میں مختلف مرحلوں کی پیش رفت پر نظر ونگرانی کی ذمہ داری دی گئی۔

متعلقہ تکنیکی مشاورتی گروپوں کے ذریعے جن پروجیکٹوں کی سفارش کی گئی، انہیں وزارت برائے سماجی انصاف اور تفویض اختیارات کے سکریٹری کی زیر صدارت ایک اعلی سطحی کمیٹی کے سامنے پیش کیا گیا۔

2. ثانوی مرحلے پر معذور افراد کے لئے شمولی تعلیم (آئی ای ڈی ایس ایس): یہ اسکیم ایسے جسمانی طور پر معذور بچوں کی مدد کرتی ہے جن کی عمر 14 برس یا اس سے زیادہ ہے۔ اس اسکیم کے تحت سرکاری، کارپوریشن اور حکومت سے امداد یافتہ اسکولوں میں زیر تعلیم بچوں کو نویں کلاس سے 12 ویں کلاس میں اپنی ثانوی تعلیم مکمل کرنے میں مدد کرتی ہے۔ اس اسکیم کے تحت جسمانی طور پر معذور بچوں کو ایلی مینٹری اسکول سے سکنڈری اسکول میں منتقلی اور ان کی جسمانی معذوری کے اعتبار سے ایڈس معاون ٹکنالوجی اور دیگر متعلقہ سہولتوں کی فراہمی یقینی بنانا، جسمانی معذوری کے اعتبار سے ایڈس اینڈ اپلائنسز کی فراہمی، تدریسی مواد تک رسائی، ٹرانسپورٹ سہولت، ہاسٹل، اسکالرشپ، کتابیں معاون ٹکنالوجی اور دیگر متعلقہ سہولتوں کی فراہمی یقینی بنانا۔ جسمانی معذوری کے شکار طلبا کو اپنی اعلی تعلیم مکمل کرنے کے لئے مختلف اسکالرشپ بھی حاصل ہوتی ہیں۔ یہ شمولی تعلیم جسمانی طور پر معذور افراد کو دیگر جسمانی طور پر فٹ افراد کے ساتھ مسابقت میں مدد کرتی ہے اور شمولیت کی راہ ہموار کرتی ہے۔

3. ایکسیس ایبل انڈیا کمپنین: وزیر اعظم نے 3 دسمبر 2015 و معذور افراد کی ماحولیات، ٹرانسپورٹ، انفارمیشن اینڈ کمیونی کیشن ٹکنالوجی (آئی سی ٹی) ماحولیاتی نظام میں رسائی کے لئے اس مہم کا آغاز کیا تھا۔ یہ مہم اس معذوری کے جسمانی طرز کے اصولوں پر مبنی ہے جو معذور فرد کے اختیار کے باہر اور سماج کے سبب ہوئی۔ ماہرین کی ایک اہم بلڈرز اور کارکنان سمیت تمام متعلقین میں عام بیداری کے لئے عام بیداری پروگرام اور ورکشاپ کے انعقاد پر سرگرمی سے کام کر رہی ہے۔

اس سلسلے میں ایک ویب پورٹل بھی قائم کیا جارہا ہے جہاں لوگ کسی بلڈنگ تک رسائی سے متعلق تصاویر اور تبصرے اپ لوڈ کرسکتے ہیں۔

4-معذور افراد کا قانون (ایس آئی پی ڈی اے) کے نفاذ کے لئے اسکیم: یہ ایک وسیع جیت اسکیم ہے جس کے تحت ہنرمندی کے فروغ، رکاوٹوں سے پاک ماحول کی سازگاری، اس شعبے میں چند ادارے چلانا اور قانون کے نفاذ سے متعلق دیگر سرگرمیاں شامل ہیں۔ مثال کے طور پر یہ اسکیم پی ڈبلیو ڈی ایکٹ کی دفعہ 46 کے مطابق اہم سرکاری عمارتوں میں رکاوٹوں سے پاک ماحول فراہم کرتی ہے۔ اس میں ریمپ، ریل، لفٹ، وہیل چیئر استعمال کرنے والوں کے لئے ٹوائلٹ، بریل نشان، سماعت سے متعلق اشارے، ٹکٹائل فلورنگ کی فراہمی شامل ہیں۔

5-دین دیال ڈس ایبلڈ ری ہیبی لیشن اسکیم (ڈی ڈی آر ایس): جسمانی معذوری کے شکار افراد کی بازآبادکاری سے متعلق پروجیکٹوں کے لئے این جی او کو مالی امداد فراہم کی جاتی ہے۔ اس کا مقصد افراد کو اپنی مطلوبہ جسمانی، شعوری، دانشورانہ، نفسیاتی اور یا سماجی ذمہ داری کی سطح پر پہلو سے برقرار رکھنے اور رسائی ہے۔

6-انفارمیشن، کمیونی کیشن اینڈ ٹکنالوجی (آئی سی ٹی): کسی بھی شہر میں معذور افراد کے لئے سرکاری سہولتوں سے متعلق جانکاری فراہم کرنے کے لئے ایک موبائل ایپ شروع کیا جائے گا۔ موبائل کمیونی کیشن معذور افراد کو متعدد نئے امکانات بھی فراہم کرے گا۔ اس شعبے میں نئے ڈیوائس مستقل تیار کئے جارہے ہیں جیسے کہ کمپیوٹر کے لئے آواز کی شناخت والے پروگرام۔ اس میں اہم مقامات جیسے اے ٹی ایم، بینک، مالز، ٹوائلٹ وغیرہ کی جانکاری ہوگی۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کے استعمال کرنے والوں کے لئے درجہ بندی کی بھی سہولت ہوگی کہ یہ معذور افراد کے لئے کتنے موافق ہیں۔

حکومت بصارت سے محروم افراد کے لئے سیٹ ٹاپ بکس تیار کرنے کی منصوبہ کررہی ہے تاکہ ٹی وی پروگراموں کو ان کے لئے مفید بنایا جاسکے۔ موجودہ وقت میں اشارے کی زبان میں صرف ایک نیوز بلیٹن ہے۔ اس ضمن میں حکومت آئندہ پانچ برسوں کے دوران ہر سال 200 افراد کو اشاروں کی زبان کی تربیت فراہم کرے گی۔ اشارے کی زبانیں 25 فی صد سے زائد پروگراموں میں متعارف کی جائیں گی۔ اس کا آغاز ٹیلی ویژن کو معذور افراد کے زیادہ موافق بنانے سے کیا جائے گا۔

علاوہ ازیں سرکاری ویب سائٹ پر جانکاری کو متن سے صوتی طرز میں بھی تبدیلی کیا جاسکے گا۔ اس سے بصارت سے متاثر افراد اسکرین ایڈر پروگرام کے توسط سے استفادہ کرسکیں گے۔

7-اسکیم برائے عام بیداری اور تشہیر: اس اسکیم کا آغاز 2014 میں بڑے پیمانے پر تشہیر کے مقصد سے کیا گیا تھا جس میں الیکٹرانک، پرنٹ، فلم میڈیا یا ملٹی میڈیا کے توسط سے اسکیم کی ایونٹ کی بنیاد پر تشہیر شامل ہے۔ یہ پروگرام مرکزی و ریاستی حکومت کے ذریعے معذور افراد کے بہبود کے لئے چلائے جارہے ہیں تاکہ معذور افراد کی سماجی شمولیت کی فضا ہموار کی جائے۔ معذور افراد کے آئینی حقوق سے متعلق جانکاریاں عام کی جائیں اور آجرین اور دیگر گروپوں میں معذور افراد کی سازی، ہیلپ لائن کی فراہمی اور اسی طرح کی دیگر سہولتیں۔ سماجی تفویض اختیارات معذور افراد کے معیار زندگی کو حاصل کرنے کے لئے ناگزیر ہے اور ساتھ ساتھ یہ ایک مستقل عمل ہے۔

اختتامیہ: سماجی تفویض اختیارات درج ذیل چار سطحوں پر نافذ کیا جاسکتا ہے (1) انفرادی سطح جہاں پر کوئی فرد اپنی قدر پیمائی کرے اور سرگرم طریقے سے زندگی بسر کرے۔ (2) خاندانی سطح جہاں خاندان رہنمائی حاصل کرے اور جسمانی معذوری سے متاثر اپنے ممبران کی سماجی بازآبادکاری کے لئے حمایت حاصل کرے۔

(3) برادری سطح۔ جہاں عام بیداری سے متعلق پروگرام منعقد کئے جائیں، سماجی برادری کی حمایت کے ساتھ ساتھ سرکاری پالیسیاں سماجی شمولیت کا موجب ہوں گی جہاں کسی شخص کو اپنی حالت کو سدھارنے میں مدد ملے اور شمولی ماحول تیار ہو اور (4) سماجی پالیسیوں کی سطح پر۔ جسمانی معذوری سے متاثر تمام افراد کے سماجی مساوات اور شمولیت کو فروغ دینے کی مقامی اور قومی کارروائیوں پر زور۔ حالاں کہ سماجی تفویض اختیارات کو شمولی تعلیم اور سماجی معاشی روابط جیسے دیگر شعبہ ہائے زندگی کے توسط سے حاصل کیا جاسکتا ہے لیکن یہ ایک مخصوص شعبہ ہے جہاں اوزار، طریقہ کار اور طرز فکر سماجی شمولیت کے فروغ کے لئے موجود ہے۔ اس لئے سماجی پالیسیاں اور سہولتیں سماجی تفویض اختیارات حاصل کرنے میں معذور افراد کی حوصلہ افزائی کے لئے اہم ہتھیار ثابت ہوسکتے ہیں۔

☆☆☆

اردو اخبارات و رسائل خرید کر پڑھیں۔

ڈاکٹر منی راجو

مالی شمولیت کے ذریعے بااختیار بنانا

مالی شمولیت کے آئین سازوں نے ہندوستان کے آئین میں اس سلسلے میں کافی اور لازمی اہتمام فراہم کرنے کی غرض سے پہلے سے کافی غوروخوض کیا تھا نیز اسے یقینی بنایا تھا کہ سماج کے کمزور طبقوں کو زندگی کے تمام پہلوؤں میں انصاف، حیثیت میں برابری، سماجی تحفظ اور اقتصادی/ مالی تحفظات فراہم ہوں۔ یکے بعد دیگرے حکومتوں نے وسیع تر مالی شمولیت کے لئے سماجی اور اقتصادی لوازمات کو تسلیم کیا ہے نیز غریب لوگوں کو سماج کے بقیہ لوگوں کے برابر لانے کے لئے اختراعی طریقے تلاش کر کے وقتاً فوقتاً اہم پالیسی تبدیلیاں کی ہیں۔ ہندوستان میں یکے بعد دیگرے حکومتوں نے آئین میں لازمی ترمیمات بھی کی ہیں نیز قانون سازانہ ڈھانچہ بھی لائی ہیں تا کہ سماج کے ہر ایک شخص کے لئے سماجی اور اقتصادی تحفظات کو یقینی بنایا جائے۔

ایک ابتدائی اقدام کے طور پر بینکوں کو قومی ملکیت میں لیا گیا ہے۔ بینکوں کے لئے ترجیحی شعبے کو قرض دینے کی ضروریات کے سلسلے میں اہتمام کئے گئے ہیں۔ سرکاری پالیسی اقدامات پر عمل درآمد کو یقینی بنانے کے لئے سرکردہ بینک اسکیم شروع کی گئی تھی۔ دیہی علاقوں میں عوام کے لئے رابطہ فراہم کرنے نیز ان کے گھر کے قریب بینکاری کی سہولیات فراہم کرنے کی غرض سے علاقائی دیہی (آر بی آئی) قائم کئے گئے ہیں سروس ایریے کے طریقے کا نظریہ لایا گیا ہے۔ ضرورت مند لوگوں کے لئے ایک پلیٹ فارم فراہم کرنے کی غرض سے اپنی مدد آپ کرنے والے گروپ (ایس ایچ جی) اور بینک کے رابطے کے پروگرام شروع کئے گئے تھے تا کہ وہ خود کفالت کے لئے اور مفید اقتصادی سرگرمیوں میں مصروف ہونے کے لئے کاروباری اور اختراعی خیالات پیش کریں۔ سماج کے غریب طبقوں کی رسائی میں اضافہ کرنے کے لئے گزشتہ برسوں میں ریزرو بینک آف انڈیا (آر بی آئی) نے کثیر اقدامات کئے ہیں۔

مالی شمولیت ضرورت مند کمزور طبقوں اور کم آمدنی والے گروپوں کے لئے بروقت مالی خدمات اور مناسب قرض تک رسائی کو یقینی بنانے کا عمل ہے۔ مالی شمولیت شمولیتی ترقی اور فروغ کے سیاق وسباق میں سب سے زیادہ اہم پہلوؤں میں سے ایک پہلو بن گئی ہے۔ شمولیتی ترقی کو فروغ دینے نیز مالی شمولیت کی مانگ اور فراہمی کے پہلوؤں کے سلسلے میں رکاوٹوں کو دور کرنے اور چیلنجوں سے نمٹنے کے لئے حکومت آر بی آئی، قومی ملکیت میں لئے گئے بینکوں درج فہرست بینکوں، علاقائی دیہی بینکوں اور اب چھوٹے مالیہ جاتی اداروں (ایم ایف آئی) کے ذریعے ادا کردہ اہم کردار تعریف کا متقاضی ہے۔

حکومت سماج کے کمزور طبقوں کو شمولیاتی طور سے بااختیار بنانے کے کاز کے لئے پابند عہد ہے۔ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ، غریبی ختم کرنے اور سماج کے محروم طبقوں کو بااختیار بنانے کے لئے موجودہ حکومت کے تحت مختلف سنگ میل اقدامات کئے گئے ہیں۔

عالمی سیاق وسباق میں بیشتر ملک اب زیادہ جامع ترقی کے ذریعے کے طور پر مالی شمولیت کی طرف دیکھتے ہیں جس میں ملک کا ہر ایک شہری ایک ایسے مالی وسیلے کے طور پر آمدنی کا استعمال کر سکے جسے مستقبل میں مالی

مضمون نگار نئی دہلی میں واقع حکومت ہند کے نیتی آیوگ کے سماجی شعبے میں نائب مشیر کے طور پر کام کر رہے ہیں۔
Mraju-sb@gov.in,
mrajusb@gmail.com

حیثیت کو بہتر بنانے کے لئے استعمال کیا جاسکے نیز جس سے ملک کی معیشت کی ترقی میں تعاون مل سکے۔ مالی شمولیت مرکزی حکومت کی ایک اعلی پالیسی ترجیح بن گئی ہے تاکہ مساوی سماج کو یقینی بنایا جائے کیوں کہ ہندوستان کی کافی آبادی اقتصادی عدم تحفظ میں رہتی ہے۔ ہمہ گیر مالی شمولیت کے سلسلے میں اقدامات کرنا ایک قومی عہد اور ہندوستان کے لئے سرکاری پالیسی کی ایک ترجیح دونوں ہے۔ تمام 649481 گاؤوں تک بینک کاری کی خدمات پہنچنے کا قطعی نتیجہ حاصل کرنے کے لئے مالی شمولیت کو کافی آبادی کے لئے نیز مالی اداروں کی پائیداری کے لئے بھی ایک پائیدار کاروباری عمل بننا ہوگا۔

ہندوستان میں مالی شمولیت کے لئے رکاوٹیں

کچھ تحقیقی مطالعات سے پتہ چلا ہے کہ کافی تعداد میں قوانین موجود ہونے، پالیسی سازوں کی سنجیدہ کوششوں، آر بی آئی کے رہنما خطوط، سرکردہ بینکوں کی اسکیم اور شکایات سے متعلق مخصوص افسر کے تقرر کے باوجود، اب بھی ملک میں مکمل مالی شمولیت حاصل کرنے کی راہ میں کچھ رکاوٹیں حائل ہیں:

بھارتی ڈی بی (2016) کا کہنا ہے کہ مانگ کے سلسلے میں مالی شمولیت کے لئے اس مطالعے میں نشاندہی کردہ وجوہات کم آمدنی، غریبی، ناخواندگی اور بیداری کا فقدان ہیں۔ فراہمی کے سلسلے میں بتائی گئی وجوہات شاخ کی نزدیکی، اوقات، بہتر زیادہ دستاویز بندی اور طریقے، بینکوں کے عملے کا رویہ اور زبان ہیں۔

رنجنی اور باپٹ (2015) کا کہنا ہے کہ دستاویز بندی کی ضروریات میں مشکلات کی وجہ سے بینک سے رابطہ کرنے کے سلسلے میں رکاوٹیں، قرض کی منظوری کا طریقہ، ادائیگی کی غیر لچک دار شرائط، ضروریات بتانے کی عدم صلاحیت، چھوٹے قرضوں کے لئے بینک سے رابطہ کرنے میں تامل مالی شمولیت حاصل کرنے کی راہ میں بڑی رکاوٹ ہیں۔

چرن سنگھ (2014) کا کہنا ہے کہ ریزرو بینک آف انڈیا اور حکومت ہند کے ذریعے کئے گئے مختلف اقدامات کے باوجود اطمینان بخش نتائج ابھی دیکھے جانے باقی ہیں۔ انہوں نے گاہک سے متعلق اور تکنیکی مسائل کے طور پر چیلنجوں کی درجہ بندی کی ہے۔ موبائل نمبر کا اندراج اور پن نمبر مالی ناخواندگی کے ساتھ گاہکوں کے لئے ایک بڑی سد راہ ہے۔ ذرائع تک رسائی، موبائل سروس کے آپریٹروں کے ساتھ تال میل بینکوں کے لئے دیگر چیلنج ہیں۔ مالی خدمات کے کم دخول، کاروباری نمائندوں کی کم کارگزاری سے بھی مالی شمولیت کی کامیابی محدود ہوتی ہے۔

راجیو گپتا (2014) سچندر جی آر (2013) کا کہنا ہے کہ حاشیائی کسان بے زمین مزدور، زبانی پٹے دار، خودروزگار شدہ اور غیر منظم شعبے کے کاروباری، شہروں کی گندی بستیوں میں رہنے والے لوگ، نقل مکانی کرنے والے لوگ یا نسلی اقلیتیں اور سماجی طور سے خارج کردہ گروپ، سینئر شہری اور خواتین مالی شمولیت کی وسعت سے باہر ہیں۔ نشاندہی کردہ چیلنجوں میں یہ شامل ہیں: (i) ایجنٹ اور فروخت کنندہ کا خطرہ (ii) کھپت پر مبنی اخراجات کے طریقے (iii) معطل کھاتے (iv) بیداری کی ناکافی سطحیں (v) بنیادی ڈھانچے کی کمی (vi) خواندگی کی کم شرحیں (vii) بچت کی کم عادت (viii) وصولی سے متعلق مسائل، (ix) چھوٹے لین دین اور لین دین کے زیادہ اخراجات (x) پائیداری کا عنصر۔

آشو (2014) کا کہنا ہے کہ دیہی علاقوں میں بینکوں کی شاخوں کا دخول لین دین کے زیادہ اخراجات کی وجہ سے غیر پائیدار تھا۔ کاروباری نمائندے (بی سی) کے ماڈل کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ یہ دیہی علاقوں میں محدود ہے۔ مالی خواندگی کی کمی اور مالی مصنوعات کی خراب مارکیٹنگ کے نتیجے میں دیہی غریبوں میں کم بیداری رہتی ہے جو قرض کے غیر رسمی ذرائع پر انحصار کرتے ہیں جن سے ان کی سہولت کے مطابق ان کی ضروریات پوری ہوتی ہیں۔ پیچیدہ مالی خدمات کی مارکیٹ مصنوعات کا ایک وسیع سلسلے کی پیش کش کرتی ہے لیکن بیداری کی کمی کی وجہ سے ان مصنوعات کا استعمال محدود رہتا ہے۔

راؤ ایس کے (2010) مطالعے میں کہا گیا ہے کہ شمولیتی ترقی کا حصول کافی پہلے 1969 میں بینکوں کو قومی ملکیت میں لئے جانے کے عمل کا ایک نتیجہ تھی۔ اس مطالعے کے مقصد کے لئے انہوں نے آر بی آئی کے ذریعے شائع کردہ اعداد وشمار کا تجزیہ کیا ہے تاکہ اس حقیقت کو کافی طور سے ثابت کیا جائے کہ قومی ملکیت میں لئے جانے کے بعد بینک کاری کے فروغ سے غیر بینک والے اور دیہی علاقوں میں بینک کاری کے دخول کی راہ ہمواری ہوئی ہے۔ ان کا خیال ہے کہ بینکوں کے ذریعے شاخوں کی توسیع کے لئے چلائی گئی وسیع سرگرمی کے باوجود بینک کاری کے شعبے کے چیلنجوں سے نمٹا نہیں گیا

ہے نیز ملک میں مکمل شمولیتی ترقی حاصل کرنے کے لئے نئے ذرائع کو تسلیم کئے جانے کی ضرورت ہے۔

بڑاجینا، ایس ، این اور پروفیسر گنڈی میڈا، ایچ (2010) نے 2008 کے دوران سولہ ریاستوں میں مالی شمولیت حاصل کرنے کے سلسلے میں اپنی مدد آپ کرنے والے گروپ کے رابطے کے پروگرام کے اثر کا مطالعہ کیا ہے۔اس مطالعے میں یہ پایا گیا ہے کہ بینک کاری کے رسمی نیٹ ورک کے وسیع احاطے کے باوجود، بنیادی مالی خدمات اب بھی سماج کے بڑے طبقوں کے لئے قابل رسائی نہیں ہیں۔

موجودہ صورت حال

حکومت ہند مالی شمولیت کے لئے کامیابی کے ساتھ کثیر پہلوؤں کا پتہ لگا رہی ہے۔گزشتہ پانچ برسوں کے دوران ہم نے سماجی اور اقتصادی طور سے بااختیار بنانے کے طریقہ کار میں حیرت انگیز تبدیلی دیکھی ہے۔ توجہ ترقی کے اشتراکی اور شہریوں کی مصروفیت کے ماڈل کی جانب رہی ہے۔ بہت سے موقعوں پر عزت مآب جناب نریندر مودی کے ذریعے عوام میں اعادہ کردہ عہد سے اقتصادی نظام میں تیزی سے تبدیلیاں آئی ہیں۔

مالی شمولیت اور حکومت

درج فہرست ذاتوں کی قومی مالیاتی و ترقیاتی کارپوریشن (این ایس سی ایف ڈی سی): حکومت ہند نے فروری 1989 میں کمپنیوں سے متعلق قانون 1956 کی دفعہ 25 (ایک کمپنی جو منافع کے لئے نہیں ہے) کے تحت ایک سرکاری کمپنی کے طور پر این ایس سی ایف ڈی سی قائم کی تھی۔ این ایس سی ایف ڈی سی کا وسیع مقصد غریبی کی دگنی سطح کی حد سے نیچے زندگی گزارنے والے درج فہرست ذاتوں کے فرقوں کو اقتصادی طور سے بااختیار بنانے کے لئے مالیہ فراہم کرنا، سہولت مہیا کرنا اور فنڈ جمع کرنا ہے۔

این ایس سی ایف ڈی سی ریاستیں چینلائزنگ ایجنسیوں اور علاقائی دیہی بینکوں (آر آر بی) کے توسط سے از سر نو مالیہ فراہم کرنے کے طور پر غریبی کی دگنی سطح سے زندگی گزارنے والی درج فہرست ذاتوں کو رعایتی شرحوں پر قرضے (معیاری قرضے، چھوٹا مالیہ اور تعلیم/ پیشہ ورانہ تعلیم اور تربیت) دیتی ہے۔ ترقیاتی سرگرمیوں کے تحت این ایس سی ایف ڈی سی ہنرمندی کے فروغ اور مارکیٹنگ کے لئے نشانہ شدہ گروپوں کو براہ راست طور سے امداد بھی فراہم کرتی ہے۔

اپنی شروعات سے لے کر 31 مارچ 2015 تک این ایس سی ایف ڈی سی نے اپنی ریاستی چینلائزنگ ایجنسیوں کو 3019.87 کروڑ روپے کی مالیت کے کل قرضے تقسیم کئے ہیں جس سے غریبی کی دگنی سطح سے نیچے زندگی گزارنے والی درج فہرست سے تعلق رکھنے والے 941034 افراد کو فائدہ ہوا ہے۔

درج فہرست قبیلوں کی قومی مالیاتی و ترقیاتی کارپوریشن (این ایس ٹی ایف ڈی سی): این ایس ٹی ایف ڈی سی 2001 کے دوران قائم کی گئی تھی نیز یہ کمپنیوں سے متعلق قانون 1956 کی دفعہ 25 (یعنی ایک کمپنی جو منافع کے لئے نہیں ہے) کے تحت لائسنس کی حامل ایک کمپنی کے طور پر تشکیل دی گئی ہے تاکہ درج فہرست قبیلوں کو ان کی اقتصادی اور تعلیمی ترقی کے لئے رعایتی مالی امداد فراہم کی جائے۔

این ایس ٹی ایف ڈی سی اپنی مدد آپ کرنے والے گروپوں کی مدد کرتی ہے نیز فی ایس ایچ جی 25 لاکھ روپے تک یونٹ لاگت کے حامل پروجیکٹوں کے لئے مالی امداد دیتی ہے۔ این ایس ٹی ایف ڈی سی فی رکن 50,000 روپے تک کے قرض کی شرط کے ساتھ پروجیکٹ کے 90 فی صد تک اخراجات بھی فراہم کرتی ہے۔ یہ کارپوریشن پروجیکٹ سے متعلق اثاثوں کی خریداری اور چالو سرمایے کے لئے ٹرائیفیڈ کے پینل میں شامل قبائلی دست کاروں کو رعایتی مالیہ فراہم کرتی ہے۔

این ایس ٹی ایف ڈی سی فی یونٹ 25 لاکھ روپے تک کے اخراجات والے پائیدار پروجیکٹوں کے لئے معیاری قرض بھی فراہم کرتی ہے۔ اس اسکیم کے تحت پروجیکٹ کی 90 فی صد لاگت تک مالی امداد دی جاتی ہے نیز بقیہ لاگت سبسڈی/ پروموٹروں کے تعاون/ حاشیائی رقم سے پوری کی جاتی ہے۔ سود کی شرح 5 لاکھ روپے تک 6 فی صد سالانہ اور 10 لاکھ روپے تک 8 فی صد سالانہ نیز 10 لاکھ روپے سے اوپر 10 فی صد سالانہ ہے۔ آدی واسی مہیلا سشکتی کرن یوجنا (اے ایم ایس وائی) درج فہرست قبیلوں کی خواتین کی اقتصادی ترقی کے لئے ایک مخصوص اسکیم ہے جس کے تحت این ایس ٹی ایف ڈی سی 4 فی صد سالانہ کی شرح سود پر ایک لاکھ روپے تک کی لاگت کے پروجیکٹ کے لئے 90 فی صد تک قرض فراہم کرتی ہے۔

این ایس ٹی ایف ڈی سی نے 31 مارچ 2017 تک کام کاج کے اپنے بارہ برسوں میں 1654.92

کروڑ روپے تقسیم کئے ہیں۔ ماضی حال میں این ایس ٹی ایف ڈی سی نے درج فہرست قبیلوں کی تعلیمی ہنرمندی کے فروغ کے لئے نئی اسکیمیں مثلاً آدیواسی شکشارن یوجنا (اے ایس آر وائی) بیداری پیدا کرنا وغیرہ شروع کی ہیں۔

صفائی کرمچاریوں کی قومی مالیاتی و ترقیاتی کارپوریشن (این ایس کے ایف ڈی سی): این ایس کے ایف ڈی سی ایک کمپنی جو منافع کے لئے نہیں ہے، کے طور پر 24 جنوری 1997 کو کمپنیوں سے متعلق قانون 1956 کی دفعہ 25 کے تحت قائم کی گئی تھی۔ یہ مکمل طور سے حکومت ہند کی ملکیت والی کارپوریشن ہے نیز اس کا منظور شدہ سرمایہ حصص 600.00 کروڑ روپے ہے۔

این ایس کے ایف ڈی سی مستفیدین کو فنڈس تقسیم کرنے کی غرض سے متعلقہ ریاستوں حکومتوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں کی انتظامیہ کے ذریعے نامزد کردہ ریاستی چینلائزنگ ایجنسیوں (ایس سی اے) کے لئے نیز علاقائی دیہی بینکوں (آر آر بی)/قومی ملکیت میں لئے گئے بینکوں کے لئے فنڈس تقسیم کرتی ہے۔ ریاستی چینلائزنگ ایجنسیاں سماجی بہبود کے ضلعی محکمے کے ساتھ ربط میں حتمی مستفیدین کو یہ فنڈس تقسیم کرتی ہیں۔ عام اسکیم کے لئے زیادہ سے زیادہ 15 لاکھ روپے اور سووچھتا اودیامی یوجنا کے تحت زیادہ سے زیادہ 25 لاکھ روپے کی مالی امداد فراہم کی جاتی ہے۔

پسماندہ طبقات کی قومی مالیاتی و ترقیاتی کارپوریشن (این بی سی ایف ڈی سی): این بی سی ایف ڈی سی سماجی انصاف اور بااختیار بنانے کی وزارت کی سرپرستی میں حکومت ہند کا ایک ادارہ ہے۔ این بی سی ایف ڈی سی 1500 کروڑ روپے کے منظور شدہ سرمایہ حصص سے 13 جنوری 1992 کو کمپنیوں سے متعلق قانون 1956 کی دفعہ 25 کے تحت قائم کی گئی تھی۔ اس کارپوریشن کو 2017 کے اختتام تک حکومت ہند کے ذریعہ ادا شدہ سرمائے کے طور پر 1124 کروڑ روپے ادا کئے جا چکے ہیں۔ یہ کمپنی منافع کے لئے نہیں ہے جس کا مقصد پسماندہ طبقوں کے فائدے کے لئے اقتصادی اور ترقیاتی سرگرمیوں کو فروغ دینا نیز ہنرمندی کے فروغ اور خود روزگار والے کاموں کے سلسلے میں ان طبقوں کے غریب تر طبقے کی مدد کرنا ہے۔ یہ کارپوریشن مختلف ریاستوں میں 46 ریاستی چینلائزنگ ایجنسیوں (ایس سی اے) تک، این بی سی ایف ڈی سی نے 3575.52 کروڑ روپے کی رقم تقسیم کی ہے جس سے دیگر پسماندہ طبقوں سے تعلق رکھنے والے 2300363 افراد کو فائدہ ہوا ہے۔

اقلیتوں کی قومی مالیاتی و ترقیاتی کارپوریشن (این ایم ڈی ایف سی): این ایم ڈی ایف سی کمپنیوں سے متعلق قانون 1956 کی دفعہ 25 کے تحت ایک کمپنی جو منافع کے لئے نہیں ہے، کے طور پر 30 ستمبر 1994 کو قائم کی گئی تھی۔ این ایم ڈی ایف سی کا بنیادی منشور خود روزگار/آمدنی پیدا کرنے والی گرمیوں کے لئے اقلیتوں کو رعایتی مالیہ فراہم کرنا ہے۔ اقلیتوں کے لئے قومی کمیشن سے متعلق قانون 1992 کے مطابق مشتہر کردہ اقلیتی مسلمان، عیسائی، سکھ، بودھ اور پارسی ہیں۔ عبد میں جنوری 2014 میں مشتہر کردہ اقلیتی فرقوں کی فہرست میں جین فرقے کا بھی اضافہ کیا گیا تھا۔ این ایم ڈی ایف سی کے پروگرام کے تحت دستکاروں اور خواتین کو ترجیح دی جاتی ہے۔

1994 میں اپنے قیام سے لے کر 30 جون 2018 تک این ایم ڈی ایف سی نے 1426308 مسفیدین کو 4680.16 کروڑ روپے کے بقدر قرض تقسیم کئے ہیں۔ 2017-18 کے دوان 129489 مستفیدین کو 570.83 کروڑ روپے کی رقم تقسیم کی گئی تھی۔ موجودہ مالی سال 2018-19 کے دوران (30 جون 2018 تک) این ایم ڈی ایف سی نے 10800 مستفیدین کو 112.00 کروڑ روپے کے بقدر قرض دیئے ہیں۔

معذور افراد کی قومی مالیاتی و ترقیاتی کارپوریشن (این ایچ ایف ڈی سی 400 کروڑ روپے کے منظور شدہ سرمایہ حصص سے 24 جنوری 1997 کو کمپنیوں سے متعلق قانون 1956 کی دفعہ 25 کے تحت ایک کمپنی کے طور پر معذور افراد کو اقتصادی طور سے بااختیار بنانے کے سلسلے میں ایک اہم کردار ادا کرنے کے لئے حکومت ہند کے ذریعے قائم کی گئی تھی۔ یہ ملک میں معذور افراد کے فائدے کے لئے ایک اعلی کارپوریشن کے طور پر کام کرتی رہی ہے۔

یہ کارپوریشن معذور افراد کو اقتصادی طور سے بااختیار بنانے کی غرض سے ان کے فائدے کے لئے نیز اقتصادی/سماجی سیڑھی اوپر چڑھنے کے سلسلے میں ان کی مدد کرنے کے لئے مالی امداد دیتی رہی ہے۔ یہ کارپوریشن معذور افراد کی آمدنی پیدا کرنے والی سرگرمیاں قائم کرنے/انہیں وسعت دینے کے لئے سود کی رعایتیں شرح پر مالی امداد فراہم کرتی ہے۔ سود کی رعایتی شرح پر معذور افراد کی اعلی تعلیم کے لئے بھی مالی امداد دی جاتی ہے۔ این ایچ ایف ڈی سی نے 31 مارچ 2017 تک ملک میں 142349 معذور افراد کے فائدے کے لئے 801.66 کروڑ روپے کی رقم جاری کی ہے۔

راشٹریہ مہیلا کوش (آر ایم کے): راشٹریہ مہیلا کوش (آر ایم کے) خواتین اور بچوں کی ترقی کی وزارت کے تحت ایک خود مختار تنظیم ہے۔ یہ سوسائٹیوں کے اندراج سے متعلق قانون 1860 کے تحت اندراج شدہ ایک سوسائٹی نیز چھوٹے مالیے سے متعلق ایک اعلی تنظیم ہے۔ اس کا خاص مقصد روزی روٹی کے سلسلے میں مختلف قسم کی مدد کرنے نیز گاہک کے لئے سازگار طریقے میں آمدنی پیدا کرنے والی سرگرمیوں کے لئے غریب خواتین کو چھوٹا قرض فراہم کرنا ہے تاکہ ان کی سماجی و اقتصادی ترقی عمل میں آئے۔ آر ایم کے 6 فی صد کی سادہ شرح سود پر آمدنی پیدا کرنے والی سرگرمیوں کے لئے بین مصالحتی تنظیموں (آئی ایم او) کے توسط سے غریب ترین اور بے اثاثہ خاتون کاروباریوں کے لئے چھوٹا مالیہ فراہم کرتا ہے جو سود کی 14 فی صد سادہ شرح تک ایس ایچ جی مستفیدین کو قرض دیتی ہیں۔

مدرا یوجنا: عزت مآب وزیر خزانہ جناب ارون جیٹلی نے مالی سال 2015-16 کے لئے مدرا بینک کی تشکیل کا اعلان کیا تھا۔ چناں غیر کارپوریٹ غیر

زرعی چھوٹے/بہت چھوٹے کاروباریوں کے لئے 10لاکھ روپے تک کا قرض فراہم کرنے کے لئے عزت مآب وزیر اعظم جناب نریندر مودی نے 8اپریل 2015 کو مدرا (ایم یو ڈی آر اے) آغاز کیا تھا۔تجارتی بینکوں، آر آر بی، چھوٹے مالیاتی بینکوں، امداد باہمی بینکوں، ایم ایف آئی اور این بی ایف سی کے ذریعے قرض دیئے جاتے ہیں۔

قرض لینے والا شخص قرض دینے والے کسی بھی ادارے سے رابطہ قائم کرسکتا ہے یا مدرا پورٹل کے ذریعے آن لائن درخواست دے سکتا ہے۔ پی ایم ایم وائی کی سرپرستی میں مدرا نے تین مصنوعات یعنی ششو کشور اور ترون تیار کی ہیں تا کہ مستفیدین ہونے والے چھوٹے یونٹ/کاروباری ادارے کی ترقی وفروغ کے مرحلے اور تنڈر کی ضروریات کو اجاگر کیا جائے نیز ترقی وفروغ کے اگلے مرحلے کے لئے ایک حوالہ جاتی پوائنٹ بھی فراہم کیا جائے۔

اسٹینڈ اپ انڈیا اسکیم، ایک گرین فیلڈ کاروبار قائم کرنے کے لئے بینک کی فی شاخ قرض لینے والے درج فہرست ذات (ایس سی) یا درج فہرست قبیلے (ایس ٹی) کے کم سے کم ایک شخص نیز قرض لینے والی کم سے کم ایک خاتون کو دس لاکھ روپے اور ایک کروڑ روپے کے درمیان بینک قرضوں کے سلسلے میں سہولت مہیا کرتی ہے۔ یہ کاروبار اشیاء سازی، خدمات یا تجارت کے شعبے میں ہوسکتا ہے۔سود کی شرح اس زمرے کے لئے بینک کی سب سے کم قابل اطلاق شرح ہوگی۔ اس اسکیم میں 25فی صد حاشیائی رقم پر غور کیا گیا ہے جو مجاز مرکزی /ریاستی اسکیموں کے ساتھ انضمام میں فراہم کی جاسکتی ہے۔ اس اسکیم کی شروعات سے لے کر 7مارچ 2018 تک اسٹینڈ اپ انڈیا اسکیم کے تحت سرکاری شعبے نجی اور علاقائی بینکوں کے ذریعے دیئے گئے قرضوں کی تعداد بالترتیب 51,888، 2445اور 1009 ہے۔ مذکورہ اسکیم کی شروعات سے لے کر 7مارچ 2008 تک علاقائی دیہی بینکوں نے درج فہرست ذاتوں (ایس سی) کے زمرے کے قرض لینے والے لوگوں کے لئے 180 قرضے منظور کئے ہیں۔

کاروباری سرمایے کے فنڈ کی اسکیم: سماجی انصاف اور بااختیار بنانے کی وزارت نے اپنی نوعیت کا پہلا کاروباری سرمایے سے متعلق فنڈ شروع کیا ہے تا کہ درج فہرست ذاتوں کو رعایتی مالیہ فراہم کر کے ان میں ہندوستان میں کاروباری سرگرمیوں کو فروغ دیا جائے۔

صورت حال 27 جون 2018 کے مطابق

تفصیل	موجودہ صورت حال
کمپنیوں کی تعداد جن کے لئے امداد منظور کی گئی	71 کمپنیاں
منظور کردہ رقم	255.37 کروڑ روپے
کمپنیوں کی تعداد جنہوں نے رقم کی تقسیم سے استفادہ کیا ہے	56 کمپنیاں
رقم کی کل تقسیم	176.76 کروڑ روپے

قرض میں اضافے کی گارنٹی کی اسکیم :وزیر خزانہ نے جولائی 2014 میں مرکزی بجٹ تقریر کے دوران اعلان کیا تھا کہ درج فہرست ذاتوں سے تعلق رکھنے والے ان نوجوان اور اسٹارٹ اپ کاروباریوں کے لئے جو نئے متوسط طبقے کے زمرے کا حصہ ہونے کی تمنا کرتے ہیں، قرض میں اضافہ کرنے کی سہولت کے سلسلے میں 200 کروڑ روپے کی رقم مختص کی جائے گی تا کہ درج فہرست ذاتوں میں اعتماد پیدا کرنے کے علاوہ سماج کے اس نچلے طبقے میں کاروباری سرگرمی کی حوصلہ افزائی کی جائے جس کے نتیجے میں روزگار کے مواقع پیدا ہوں۔سماجی انصاف اور بااختیار بنانے کی وزارت حکومت ہند کے تحت سماجی انصاف اور بااختیار بنانے کے محکمے نے سماجی شعبے کے اپنے اقدامات کے تحت درج فہرست ذاتوں کے لئے قرض میں اضافے کی گارنٹی کی اسکیم اسپانسر کی ہے۔

قرض لینے والے مجاز لوگ اور خطرے کا احاطہ: 31دسمبر 2017 تک پیش رفت ، قرض دینے والے کچھ رکن اداروں نے کل 21.27 کروڑ روپے کے قرضوں کی منظوری دی ہے جن کے لئے 14.40 کروڑ روپے کا کل گارنٹی احاطہ آئی ایف سی آئی نے فراہم کیا ہے۔ دلت چیمبرس آف کامرس (ڈی آئی سی سی آئی) کے مختلف چیپٹروں کے ساتھ تال میل میں سیمینار، کانفرنسیں اور بیداری کے پروگرام منعقد کر کے نیز بینکروں کے ریاستی سطح کی کمیٹی (ایس ایل بی سی) کی میٹنگوں میں شرکت کر کے وسیع تشہیر کے ذریعے اس اسکیم کو فروغ دینے کی کوشش کی جارہی ہے۔ ملک بھر میں پی ایس یو بینکوں کو حساس بنایا جارہا ہے۔

وزیر اعظم جن دھن یوجنا (پی ایم جے ڈی وائی): وزیر اعظم جناب نریندر مودی نے 15اگست 2014 کو ایک نئی اسکیم پردھان منتری جن دھن یوجنا (پی ایم جے ڈی وائی) کا اعلان کیا تھا تا کہ پہلے کی اسکیموں کے منفی اثرات کو کم کرنے کے لئے بینکاری، پنشن اور بیمہ فراہم کرنے کے لئے سماج کے کمزور طبقے کے لئے مالی شمولیت کو یقینی بنایا جائے اور اس طرح سے انہیں مالی آزادی اور استحکام فراہم کیا جائے۔ ملک بھر میں اس اسکیم کے تحت 1.5 کروڑ بینک کھاتے کھولے گئے تھے۔

ان اسکیموں سے واضح طور سے یہ بات اجاگر ہوتی ہے کہ حکومت سماج کے کمزور طبقوں کو شمولیاتی طور سے بااختیار بنانے کے کاز کے لئے پابند عہد ہے۔جیسا کہ بیان کیا گیا ہے، غریبی ختم کرنے اور سماج کے محروم طبقوں کو بااختیار بنانے کے لئے موجودہ حکومت کے تحت مختلف سنگ میل اقدامات کئے گئے ہیں۔

☆☆☆

ڈاکٹر سنیل شکلا

شمولیاتی ترقی کی حکمت عملی کے طور پر

محروم لوگوں میں کاروباری سرگرمی کو فروغ

ابھرتی ہوئی ایک معیشت کو اپنے پروگراموں اور اسکیموں میں سب کو شامل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تا کہ سماج کے ہر ایک طبقے کو بااختیار بنایا جائے۔گزشتہ سات دہوں میں ہندوستان نے حکمت عملانہ طور سے مداخلتیں کی ہیں تا کہ ہر ایک طبقہ کے لئے اقتصادی طور سے بااختیار ہونے کے مواقع پیدا کئے جائیں تاہم سماج کے کمزور طبقوں کو اوپر اٹھانے کے سلسلے میں اقدامات کرنے کی کافی گنجائش باقی ہے جن کے پاس سماجی اور اقتصادی ترقی کرنے کے سلسلے میں ناگزیر سماجی سرمایے کا فقدان ہے۔ متعدد بار اقلیتی فرقوں، معذور افراد اور خواتین کو سماجی بدنامی کی وجہ سے علاحدگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ہماری آبادی کے جسمانی طور سے اور مختلف طور سے معذور طبقوں کو بھی بعض اوقات رہن سہن کے ناموزوں حالات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔مختلف سماجی گروپوں میں پائی گئی عدم مساوات کی صورت حال میں اضافہ ہورہا ہے۔ اگر اس آبادی کے کمزور طبقے کو صنف اور معذوری کے لحاظ سے مزید الگ تھلگ کیا جاتا ہے تو تعداد تشویش کن ہوجائے گی۔نرم کاری اور اقتصادی ترقی کے متعدد برسوں کے باوجود وسائل اور مواقع تک مساوی نیز شمولیاتی ترقی کی صورت حال کا حصول اب بھی ایک غیر حاصل کردہ نشانہ ہے۔

سازگار سماجی تصور

نیتی آیوگ کے لئے پرتھم کے ذریعے کئے گئے ایک مطالعے میں کہا گیا ہے کہ ردعمل کا اظہار کرنے والے تقریباً 70فی صد لوگ جن کا تعلق نیم شہری یا دیہی علاقوں سے ہے، اپنے شہری ہم پلہ لوگوں کے شدید برخلاف خود روزگار والے لوگ بننے کی تمنا رکھتے ہیں'' (انڈین ایکسپریس 2016)۔ نتیجہ تحقیقات میں اس حقیقت کا اعادہ کیا گیا ہے کہ خاص طور سے دیہی علاقوں میں ملک کے نوجوان غریبی اور بے روزگاری پر قابو پانے کی غرض سے کاروباری سرگرمی کے لئے تیار ہورہے ہیں۔ ہندوستان جوش وخروش اور حوصلے کے حامل نوجوانوں کا ملک ہے۔اگر ہم نوجوان آبادی سے متعلق خاکوں کو دیکھیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ ان میں سے بیشتر نوجوانوں کا تعلق ان دیہی علاقوں میں نظرانداز کردہ فرقوں سے ہے، جہاں زیادہ تر وسائل کی رکاوٹوں والا ماحول ہے۔لیکن ان افراد میں کاروباری سرگرمی کی لائیفک خصوصیت ہے جسے کامیاب کاروباری بنانے کے لئے فروغ دیا جاسکتا ہے۔ نئی مصنوعات تیار کرنا، نئے حل اور حکمت عملیوں کے ذریعے پیچیدہ سماجی مسائل حل کرنا انہیں موہ لیتا ہے۔وہ سماج میں تبدیلی کے ذرائع بننے کی تمنا کرتے ہیں۔ انہیں مناسب رہنمائی کے ساتھ ایک قابل اعتماد امدادی نظام کی ضرورت ہے تا کہ وہ نئے کاروبار کے طور پر اپنے خیالات کو آگے لے جاسکیں اور انہیں کامیاب کاروباریوں میں تبدیل کرسکیں۔گلوبل انٹرپرینرشپ مانیٹر (جی ای ایم) کی رپورٹ 17-2016 میں یہ پایا گیا ہے کہ ''کاروباری ادارے'' کی شرح 16-2015 میں 9فی صد سے بڑھ کر 14.9فی صد ہوگئی ہے جبکہ ''ناکامی کے ڈر'' کی شرح 16-2015 میں 44فی صد سے گھٹ کر 17-2016 میں 37.5فی صد ہوگئی ہے۔جی ای ایم کی رپورٹ 17-2016 میں یہ بات بھی پائی گئی ہے کہ ہندوستان میں تقریباً 44فی صد بالغوں کو ''کاروبار شروع کرنے کے اچھے مواقع'' نظر آتے ہیں جب کہ 44فی صد بالغ لوگ یہ محسوس کرتے ہیں کہ ان میں کاروبار شروع کرنے کی اچھی صلاحیتیں ہیں۔ اسی طرح سے ایم اے انٹرپرینرشپ انڈیا کی رپورٹ 2015 میں پایا گیا ہے کہ ردعمل کا اظہار کرنے والے 30فی صد لوگ ''خود اپنا کاروبار شروع کرنے'' کا تصور کرتے ہیں (اس مطالعے میں آمدنی والے گروپوں، تعلیمی پس منظر اور صنف میں 21 ریاستوں کے 10768 انفرادی ردعمل کا استعمال کیا گیا ہے)۔ مذکورہ بالا دو مطالعات کے نتیجہ تحقیقات کو دیکھتے ہوئے یہ بات اخذ کی جاسکتی ہے کہ کاروباری سرگرمی کا مستقبل حوصلہ افزا ہے کیوں کہ سماج میں اس کے بارے میں تصور کافی بدل چکا ہے۔اس کے علاوہ یہ ملک میں کاروباری سرگرمی کے فروغ کے لئے ایک صحت مند علامت ہے۔

چیلنج اور مواقع

تعلیم اور ہنرمندیوں کا فقدان نظرانداز کردہ لوگوں میں ایک بڑی رکاوٹ ہے۔ اعتماد اور خود پر یقین کا اس طرح فقدان خاص طور سے خواتین میں دیکھا جاتا ہے۔ کاروباری سرگرمیوں کی ترغیب نیز تربیت کے ساتھ ہنرمندی کے فروغ سے ان کمیوں کو دور کیا جاسکتا ہے۔ ورکشاپ اور سیمیناروں کے اجلاس نوجوانوں میں اعتماد پیدا کرنے اور رویے کے تعین سمت کے آزمودہ طریقے ثابت ہوئے ہیں۔کاروباری سرگرمی پر مرکوز تربیت پر مشتمل منصوبہ بندی کے حکمت عملانہ نظریے کے ذریعے

مضمون نگار انٹرپرینرشپ ڈیولپمنٹ انسٹی ٹیوٹ آف انڈیا کے ڈائریکٹر ہیں۔ sunilshukla@ediindia.org

کاروباری سرگرمیوں کے فروغ کے اقدامات کے ذریعے سماج کے محروم کردہ طبقوں کو بااختیار بنانے کے لئے چوہری حکمت عملی

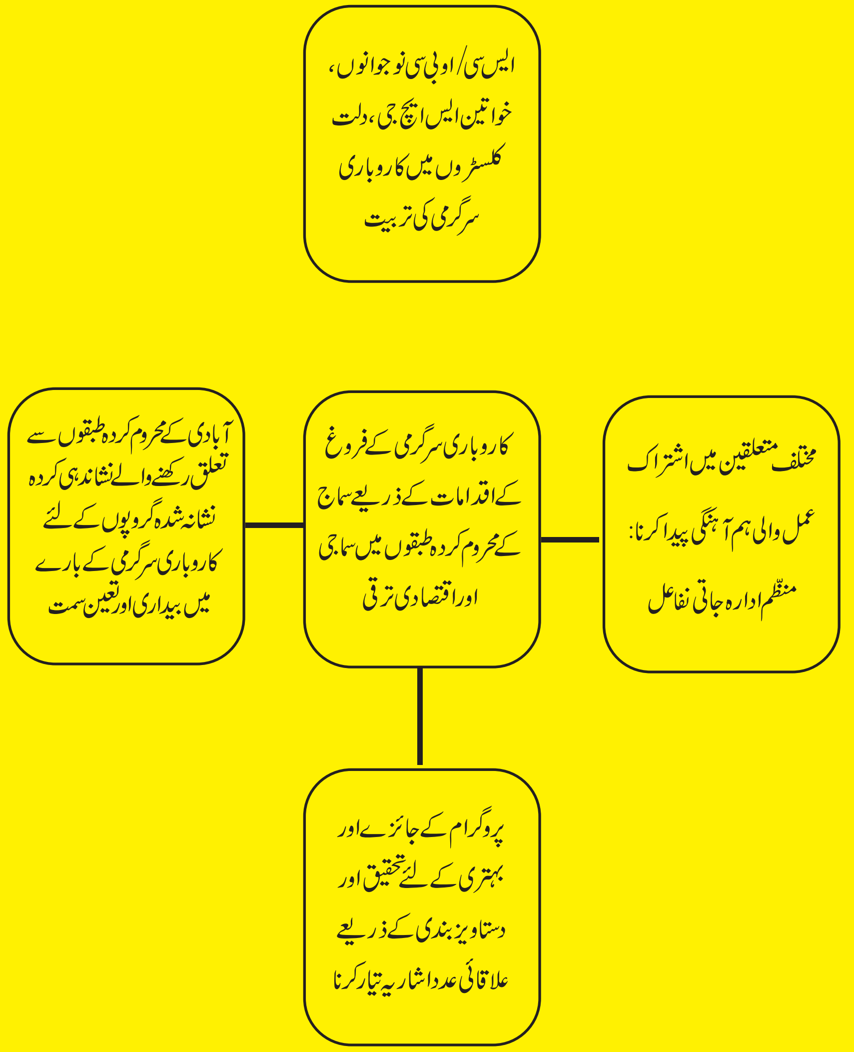

آبادی کے ان نظرانداز کردہ طبقوں کو خود روزگار کے مواقع کے سلسلے میں تیار کیا جا سکتا ہے۔

مالیے کی کمی، خطرے کا ڈر اور کام کاج کے لائق خواندگی کا فقدان وہ کچھ وجوہات ہیں جو انہیں خود اپنا کاروبار شروع کرنے سے پیچھے رکھتی ہیں۔ مزید برآں اس شعبے میں تحقیق کے نتائج میں ایک دیہی کاروباری کے لئے کچھ ابتدائی روکاوٹوں کے طور پر خام مال کی سپلائی میں روکاوٹوں، کافی سرمایے کے فقدان، مارکیٹنگ کے بنیادی ڈھانچے کی عدم موجودگی کی نشاندہی کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ تعلیم کی کمی کی وجہ سے دیہی کاروباری لوگ طبعی میلان اور صلاحیت کی کمی نیز ان کو دستیاب مختلف سہولیات کے سلسلے میں بیداری کی کمی سے بھی متاثر ہوتے ہیں۔ چناں چہ وہ اکثر اپنے آپ کو خود روزگار والے کاروبار کرنے سے دور رکھتے ہیں اور روزانہ اجرت والے مزدوروں کے طور پر کام کرنے لگتے ہیں۔ دیہی کاروباروں کے لئے مذکورہ بالا صلاحیت اور چیلنجوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے دیہی ڈھانچے کے لئے کاروباری سرگرمی کا سیاق و سباق تیار کرنا اہم ہے۔ مارکیٹ کے اندرونی حالات اور بڑے پالیسی ڈھانچوں پر ان کے انحصار کے درمیان بین تعلق کو سمجھنا اہم ہے تاکہ علاقوں کی نوعیت اور ضروریات کے مطابق کاروباری سرگرمی کے فروغ کے مناسب پروگرام وضع کئے جائیں۔

ہندوستان میں 1990 کی اقتصادی اصلاحات کے بعد کے نتیجے میں ملک میں دولت کاروباریوں میں خال خال اضافہ ہوا ہے لیکن نجی کاروباروں کی ملکیت نیز ان کے ذریعے پیدا کردہ روزگار میں ان کی نمائندگی درج فہرست ذات سے تعلق رکھنے والے فرقوں کے لئے بہت کم رہی ہے۔ درج فہرست ذات کی ملکیت والے کاروباروں میں ورک فورس کی شرکت کی کم شرحوں کے ساتھ یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ درج فہرست سے تعلق رکھنے والے مالکان کاروباری گرمی کی رکاوٹوں کو دور کرنے کے قابل نہیں ہیں جب کہ او بی سی سے تعلق رکھنے والے مالکان کاروباری گرمی کی رکاوٹوں کو دور کرنے کے لئے قابل نہیں ہیں جب کہ او بی سی سے تعلق رکھنے والے مالکان کے قابل ہیں۔ مزید برآں درج فہرست ذاتوں کو مقابلہ کرنے کی صلاحیت کی وجہ سے نیز کاروبار کے شعبے میں درپیش امتیاز کی وجہ سے بھی اپنے کارباروں کی توسیع کرنا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ تجارت اور صنعت کے دلت ہندوستانی ایوان (ڈی آئی سی سی آئی) نے نظرانداز کردہ فرقوں کے نوجوان کو بااختیار بنانے کے سلسلے میں متعدد قابل تعریف اقدامات کئے ہیں۔ مذکورہ بالا چیلنجوں سے نمٹنے کی غرض سے حکومت نے مندرجہ ذیل پالیسی اقدامات کئے تھے:

(i) اسٹارٹ اپ انڈیا پروگرام:

اسٹارٹ اپ انڈیا کے منصوبہ عمل کے ایک حصے کے طور پر حکومت ہند نے 10,000 کروڑ روپے کے سرمایے سے اسٹارٹ اپس کے لئے فنڈس کا ایک فنڈ (ایف ایف ایس) قائم کیا تھا تاکہ اگلے چار برسوں میں ان کمپنیوں کی مدد کی جائے۔ فنڈس بڑھتے ہوئے نئے کاروباروں کی زندگی ہوتے ہیں۔ بتایا گیا ہے کہ یہ پیسہ اسمال انڈسٹریز ڈیولپمنٹ بینک آف انڈیا (سڈبی) کے توسط سے تقسیم کیا جائے گا۔ اب تک اس رپورٹ میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ 600 کروڑ روپے کی کل رقم ایف ایف ایس کے لئے سڈبی کی جاری کی جا چکی ہے۔ جب کہ سڈبی نے 6.05.7 کروڑ روپے کا وعدہ کیا ہے۔ 90.62 کروڑ روپے 17 متبادل سرمایہ کاری فنڈس (اے آئی ایف) کو تقسیم کئے جا چکے ہیں۔ 337.02 کروڑ روپے کی اس طرح کی سرمایہ کاریاں تقریباً 75 اسٹارٹ اپس کے لئے کی جا چکی ہیں۔ اس کے علاوہ اس رپورٹ میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ کل 74 اسٹارٹ اپس کو آمدنی ٹیکس سے متعلق قانون کی

دفعہ 80 آئی اے سی کے تحت ٹیکس سے مستثنیٰ کیا گیا ہے۔ گویہ توقع ہے کہ ان اہتمام سے ملک بھر میں اسٹارٹ اپ کی آرزوؤں میں اضافہ ہوگا نیز ان کے کاروباروں میں دوبارہ جان ڈالے گی، اسٹارٹ اپ انڈیا پروگرام کو نوجوان اور تمنار کھنے والے کاروباریوں کو بااختیار بنانے کے لحاظ سے ایک قابل دید اثر چھوڑنے کے لئے ابھی رفتار پکڑلی ہے۔ دو برسوں میں اس نے واقعی ایف ایف ایس کی ایک چھوٹی سی رقم ہی استعمال کی ہے۔ قیمتوں کو معلومات اور سیکھنے کے وسائل فراہم کرنے کے لئے ایک واقعی اسٹارٹ اپ انڈیا مرکز قائم کیا گیا تھا۔ پورٹل نے اب تک 75643 سوالات حل کرنے نیز اسٹارٹ اپ انڈیا مرکز پر 15000 اندراج کردہ استعمال کنندگان کا دعوی کیا ہے۔ اسٹارٹ اپ انڈیا پروگرام کے تحت نئے کاروباریوں کے وضع کردہ سیکھنے اور فروغ کا ماڈیول اب تک 189,000 افراد نے استعمال کیا ہے۔ اگرچہ یہ اقدام قابل تعریف ہے لیکن ہمارے جیسے ملک میں اس کا اثر بہت کم ہے۔ یہ بات بھی کہی جاسکتی ہے کہ متعلقہ سرکاری محکمے نے بھی مختلف جامع کوششوں کے ذریعے کاروباری سرگرمی کے لئے ایک سازگار ماحول پیدا کرنے کے سلسلے میں موزوں اقدامات کئے ہیں۔

(ii) **اسٹینڈ اپ انڈیا**: اسٹینڈ اپ انڈیا اقدام کے تحت ملک میں تقریباً 2.5 لاکھ نئے کاروباری لوگ پیدا کرنے کے لئے ایس سی/ایس ٹی اور خاتون کاروباریوں کی فنڈ فراہم کرنے کے سلسلے میں بینکوں کی تقریباً 1.25 لاکھ شاخوں کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ نظریہ یہ ہے کہ ایس سی/ایس ٹی اور خواتین میں کاروباری سرگرمی کو فروغ دینے کی غرض سے اسٹارٹ اپ انڈیا اسکیم کے تحت ایک ایس سی/ایس ٹی اور ایک خاتون کو بینکوں کی ہر ایک شاخ کے ذریعے دیئے جانے کے لئے 10 لاکھ سے 100 لاکھ تک بینک قرضوں کے سلسلے میں سہولت مہیا کی جائے۔ یہ اسکیم موجودہ مالی بنیادی ڈھانچے اور قرض کی گارنٹی کی اسکیموں کو بھی بروئے کارلائے گی تاکہ ابتدائی طور سے کمزور طبقوں کونشانہ بناتے ہوئے سب سے نچلی سطح پر لوگوں تک پہنچا جائے۔ تقریباً 2.5 لاکھ لوگ اس سے مستفید ہوں گے۔ درحقیقت یہ اسکیم اقتصادی طور سے بااختیار بنانے اور روزگار کے مواقع پیدا کرنے کے لئے نچلی سطح پر کاروباری سرگرمی کو فروغ دینے کی غرض سے تشکیل دی گئی تھی۔ اب تک اس اسکیم کے تحت 60795 درخواستیں موصول ہوچکی ہیں اور تقریباً 13217 کروڑ روپے کی منظوری دی جاچکی ہے۔ قومی طور سے 133236 شاخوں کے ساتھ 1.3 بینک اسٹارٹ اپ انڈیا ویب پورٹل پر سرگرم ہیں اور قرض کے لئے جمع کردہ 10084 آن لائن درخواستوں میں سے 2908 قرضوں کی منظوری دی جاچکی ہے۔

(iii) **مدرا اسکیم (پردھان منتری کی مدرا یوجنا، پی ایم ایم وائی)**: مائیکرو یونٹس ڈیولپمنٹ اینڈ ری فائنانس ایجنسی (ایم یو ڈی اے مدرا) عمل درآمدی مالی ادارہ ہے جو اسٹارٹ اپ انڈیا اقدام کے تحت پروگرام کے مقاصد پورے کرتا ہے۔ مدرا ان مالی اداروں کو فنڈ کی مدد فراہم کرتی ہے، جو ملک میں چھوٹے یونٹوں کو چھوٹے قرضے دیتے ہیں۔ بینکوں، این بی ایف سی، ایم ایف آئی اور دیگر ایف آئی بچولیوں کے ذریعے دیئے گئے چھوٹے قرضوں کے سلسلے میں عدم ادائی کے خلاف ادائیگی کے طور پر کام کرنے کی غرض سے چھوٹی یونٹوں کے لئے قرض کی گارنٹی کا فنڈ بھی شروع کیا گیا تھا۔ چھوٹے قرضوں کی زمرہ بندی کی گئی ہے نیز فرم کی ترقی اور فنڈ کی اس کی ضروریات کے مطابق انہیں ''ششو''، کیشور اور ترون کا نام دیا گیا ہے۔ پی ایم ایم وائی اسکیم کے تحت 12 کروڑ مستفیدین کو چھ کھرب روپے دیئے گئے ہیں نیز بارہ کروڑ مستفیدین میں سے 28 فی صد مستفیدین (یعنی 3.25 کروڑ) پہلی بار کاروباری بنے ہیں۔ اس کے علاوہ اس بات کا ذکر کرنا کارآمد ہے کہ قرض لینے والے لوگوں میں سے 74 فی صد (یعنی 9 کروڑ) خواتین ہیں نیز 55 فی صد کا تعلق ایس سی/ایس ٹی اوبی سی زمروں سے ہے۔ تین برسوں میں اس اسکیم نے سماج کے نچلے طبقے کو بااختیار بنانے کی کوششیں کی ہیں تاہم ابھی بہت کچھ کئے جانے کی ضرورت ہے۔ پیروی کرنے کے نظام اور کاروباری سرگرمی کی نگرانی کرنے سے مدرا کے امداد یافتہ کاروباریوں کی بقا میں اضافہ ہوگا نیز اگر یہ کاروبار ترقی کے راستے پر برقرار رہتے ہیں تو حکومت روزگار کے مزید مواقع پیدا کرسکے گی۔

اسٹارٹ اپ ولیج انٹر پرینرشپ پروگرام (ایس وی ای پی) کا اعلان بھی 15-2014 کے بجٹ اجلاس کے دوران کیا گیا تھا تاکہ سرکاری مالی امداد سے خود روزگار کے مواقع حاصل کرنے کے سلسلے میں دیہی نوجوانوں کو ترغیب دی جائے۔ زیادہ تر ایس وی ای پی دیہی معیشت کو سہارا دینے کی غرض سے وضع کیا گیا ہے۔ اس کا مقصد چھوٹے قرضوں اور مشیرانہ مدد کے ذریعے مالی شمولیت حاصل کرنا بھی ہے۔ یہ تجویز کیا گیا تھا کہ یہ پروگرام حکومت ہند کی دیہی ترقی کی وزارت کے قومی دیہی روزی روٹی مشن کے ایک ضمنی اسکیم کے طور پر کام کرے گا۔ چار برسوں کے دوران اس نظریے کو صحیح قرار دینے کے اپنے موجودہ مرحلے میں ایس وی ای پی نے 24 ریاستوں کے 125 بلاکوں میں تقریباً 1.82 لاکھ دیہی کاروبار قائم کرنے اور انہیں مستحکم بنانے کے سلسلے میں تعاون کرنا شروع کردیا ہے۔ امید ہے کہ اس سے تقریباً 3.78 لاکھ افراد کے لئے روزگار کے مواقع پیدا ہوں گے۔ اس اقدام نے اپنی شروعات سے دیہی کاروباری سرگرمی کے منظر کو حساس بنادیا ہے۔ ہر ایک علاقے کو کاروباری بنانے کے لئے اس اسکیم کے عمل درآمد ڈھانچے کو معیاری بنایا جاسکتا ہے تاکہ پائیدار دیہی کاربار قائم کئے جائیں۔

اختتام: آخر میں یہ کہنا مناسب ہے کہ ہمارے ملک کے نظر انداز کردہ اور سماجی طور سے پسماندہ طبقوں میں (خاص طور سے وہ جو امتیازی طاقتوں کے بین طبقوں میں آتے ہیں یعنی نچلی ذات کی معذور خواتین) کاروباری سرگرمی کی صلاحیتوں کو فروغ دینے سے سماجی اور اقتصادی دونوں محاذوں پر کثیر جہتی ترقی عمل میں آسکتی ہے۔ اس کا استعمال امتیاز کرنے کی سماجی بدمزگی کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک موثر اثباتی عملی ذریعے کے طور پر کیا جاسکتا ہے۔ کاروباری سرگرمی کے فروغ کی باقاعدہ مداخلتوں، صلاح مشورے کے معیاری اجلاسوں نیز چھوٹے مالیے اور اپنی مدد آپ کرنے والے گروپوں کی صلاحیت کا استعمال کرتے ہوئے چھوٹے کاروباروں کو فروغ کے لئے ایک مربوط پالیسی حکمت عملی سے سماجی طور سے پسماندہ فرقوں کو ایسے مقابلہ جاتی کاروباریوں میں بدلا جاسکتا ہے جو ہمارے ملک کی اقتصادی آرزوئیں پوری کرسکیں۔ مزید برآں کاروباری ترغیب کے ساتھ روزگار کی تربیت اور روزی روٹی سے متعلق ہنرمندیوں میں اضافہ کرنے کے سلسلے میں کام کرنے کے دو مقصد ہیں، ایک طرف روزگار کے مواقع پیدا کرنا اور دوسری طرف بروئے کار نہ لائے گئے وسائل اور مواقع سے استفادہ کرنا۔ ☆☆☆

ڈاکٹر شیلو سرینواسن

ہندوستان میں

تمام مسائل کے پس پشت درازئ عمر کارفرما

کارگر درازئ عمر کا تصور اس ٹھوس سائنسی حقیقت پر مبنی ہے کہ بڑھی عمر کا تعلق جسم میں توانائی کی سطح اور جسمانی اور دماغی سرگرمیوں کے مابین مسلسل تال میل پر محیط ہوتا ہے۔ بیشتر ذہنی کارکردگیوں میں عمر سے متعلق زیاں کو پلٹا بھی جاسکتا ہے۔ سینجینکس (Cenagenics) اس کا جدید ترین اکثریتی علاج ہے۔ لاس ویگاس جیسے شہروں میں تو یہ بہت مقبول ہو رہا ہے۔ وہاں لوگ اس کو لافانی بننے کے لئے استعمال کرتے ہیں (ٹائم اپریل 25، 2011) بڑھاپے کے اثرات عصابی نفسیاتی کی تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ دماغی سرگرمی سے نیورون (Neuroon) نئے خلیہ پیدا کرتے ہیں جو دیگر نیورون سے رابطے قائم کرتے ہیں۔ جب دماغ کام نہیں کرتا تو یہ خلیے (Dendrites) سکڑ جاتے ہیں۔ اگر آسان الفاظ میں بیان کیا جائے تو اس کا مطلب ہے کہ اکثر انسان مسائل حل کرنا موقوف کر دے تو ایک وقت ایسا آئے گا جب وہ مسائل حل کرنے کی صلاحیت بھی کھودے

مصنفہ ڈگنٹی فاؤنڈیشن اور ڈگنٹی لائف اسٹائل کی بانی صدر اور ڈگنٹی ڈائیلاگ میگزین کی مدیرہ ہیں۔
sheilu.sreenivasan@dignityfoundation.com

گا۔ اس سے سبق یہ ملتا ہے کہ خود کو فعال اور مصروف رکھیں۔ اگر آپ ایسا کرتے ہیں تو عمر میں بڑھوتری نہیں ہوگی اور نہ ہی کارکردگی میں ابتری پیدا ہوگی۔ یہ آپ کے اپنے اختیار میں ہے۔

کچھ تدریسی تھیوریاں ہیں مثلاً ویئر اینڈ ٹیئر تھیوری (Wear and Tear) نیورو ڈاکٹرین (Neuroendocrine) تھیوری نے ارتقا بمقابلہ تاریخ کی تھیوری، جینٹک کنٹرول تھیوری، فری ریڈیکل تھیوری (Free Redical) نے واسٹ اکیومولیشن (Waste accumulation) تھیوری، کیلورک ریسٹرکشن (Caloric Restriction) پروڈکٹو ایجنگ (Productive Ageing) تھیوری جن سے عمر دراز اور بہتر ہو پائی جس کا منتر اہم آج کل لے رہے ہیں، درحقیقت اس طرح کی معلومات سے زندگی بہتر ہو جاتی ہے اور معمر افراد ان کو اپنانے پر ہو جاتے ہیں۔ مجھے خود کو بہت اچھا لگا تھا جب میں نے عمر درازی کے بارے میں تحقیق کا مطالعہ کیا تھا۔

گزشتہ دہائی میں درازی عمر کے بارے میں تحقیق یکسر بدل گئی ہے۔ ایک جین (Gene) کی تبدیلی سے وہ جانور جن کو بوڑھا ہو جانا چاہیئے تھا جوان دکھائی دیتے ہیں۔ انسانوں میں یہ تبدیلی ایک نوے سالہ بزرگ کو 45 برس کی عمر کا احساس دلائے گی۔ اس طرح سوچنے پر ہمیں درازی عمر ایک عارضہ معلوم ہوگی جس کا علاج کیا جاسکتا ہے یا کم از کم اس کو موخر کیا جاسکتا ہے۔ درازی عمر ایک بہت وسیع میدان ہے۔ بہت سے لوگ اس میں تحقیق کرنے اور بڑھاپے کا راز جاننے کے لئے بے چین ہیں۔ وہ جوان بنے رہنا چاہتے ہیں۔ (میگزین) Guarente, L. and Kenyon, C, Nature 408 معلومات یا علم ایسا بنیادی قدم فراہم کرتا ہے جو بڑھاپا ہونے یا عمر دراز ہونے کے خوف کو دور کرتا ہے۔ یہ خوف معمر افراد کے بارے میں مفروضات اور توہمات پر مبنی ہے۔

مغرب آج کل ان کاموں میں مصروف ہے۔ ہندوستان میں ہم نو کروڑ دس لاکھ معمر افراد یعنی 60 سال کی عمر سے تجاوز کر چکے افراد کے لئے خوراک، مکان، طبی خدمات، بیمہ اور آمدنی کے تحفظ جیسے مسائل سے جوجھ رہے ہیں۔ حکمران وقت کی طرف سے بڑی تعداد میں ان اقدامات کی ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ کچھ ایسے شعبے بھی ہیں جن میں غیر سرکاری تنظیمیں اور گروپ اپنا رول ادا کرسکتے ہیں۔ اپنے مضمون میں میں ان تنظیموں پر توجہ دوں گا۔

ایک ایسے معاشرے میں جہاں معمر افراد کے بارے میں منفی شبیہ رائج ہو اور ان سے امتیازی سلوک کیا جاتا ہو، کوئی کیا کرسکتا ہے؟ یہ ایک بنیادی مسئلہ ہے۔ ثبوت کے طور پر بزرگوار ای اے ابراہیم (81) کی مثال لیتے ہیں جو ایک مقامی کالج میں سنسکرت پڑھنے کے لئے داخلہ لینا چاہتے تھے لیکن ان کو عمر زیادہ ہونے کی وجہ سے داخلہ نہیں ملا۔ انہوں نے ممبئی یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری لینے کے لئے کوشش کی کیوں کہ ایسی صورت

معمر افراد کا گروپ چند غیر سرکاری تنظیمیں حکومت کے ساتھ مل کر ہندوستان میں درازی عمر کے مسائل سے متعلق پالیسیاں وضع کر سکتی ہیں۔ لیکن نئی دلی میں وزارتوں کو اس سلسلے میں بیداری کرنے کے لئے زیادہ اور مسلسل کوششوں کی ضرورت ہے۔

میں ان کے صرف یہی متبادل تھا۔ انہوں نے 75 برس کی عمر میں سنسکرت میں سند حاصل کر لی۔

کارگر اور مفید درازئ عمر کے دوران مواقع کے انکار کا شمار کیا جائے تو اس کے لئے ٹنوں روپ درکار ہوگا۔ اس طرح کی دستاویزات ڈگنٹی ڈائیلاگ (Dignity Dialogue,) میگزین میں دستیاب ہیں جس میں مصنف اپنا درد، مایوسی، دلبرداشتگی اور فریب دیہی تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔

معمر افراد مواقع کی فراہمی ایک ایسا مسئلہ ہے جو آج کے ہندوستان کو درپیش ہے۔ یہ مسائل یوروپ کے پختہ عمر اور جاپان کے سفید بالوں کو بھی درپیش ہیں۔ ٹاٹا انسٹی ٹیوٹ آف سوشل سائنسز کے سابق ڈائریکٹر اور ماہر شماریات ڈاکٹر پربھوناتھ مکھرجی نے جولائی 1991 کو معمر افراد کی اولین تقسیم اسناد کے مواقع پر خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ ہندوستان کی آبادی کی تقسیم کے لحاظ سے غیر سرکاری تنظیموں کے ذریعے اعلیٰ ترین مواقع فراہم کرانا بہت اہم اہمیت کا حامل ہے۔ سرکار سے زیادہ غیر سرکاری تنظیمیں اختراعی تصورات پیش کر رہی ہیں۔

سماجی خدمت گار سماجیات کا طالب علم ہونے کے ناطے اور معمر افراد کی بہتر زندگی کے لئے خدمات فراہم کرنے کی وجہ سے میرا ذاتی تجربہ ہے کہ ہندوستان کے متوسط طبقے سے تعلق رکھنے والے معمر افراد درازی عمر کے مفید اور کارگر طریقے اور علم حاصل کرنے میں تیزی کا مطالعہ کرتے ہیں۔ مغرب میں ریٹائرمنٹ کے بعد کی سرگرمیوں میں چھٹیاں بتانا، اچھا کھانا کھانا، مستی مذاق کرنا اور مزے لینا شامل ہے جب کہ اس کے بالکل برعکس ہندوستان میں معمر افراد سماجی خدمت کے لئے کام کرنا پسند کرتے ہیں۔ ہندوستان میں سبکدوش افراد زندگی کو ہنسی کھیل میں بتانے کی بجائے کسی خاص مقصد کے لئے کام کرنا پسند کرتے ہیں۔

مذکورہ بالا بیان کا ثبوت ممبئی میں مل سکتا ہے جہاں 663 معمر افراد نے ممبئی میونسپل کارپوریشن کے ساتھ مل کر وقار کے ساتھ ممبئی کی صفائی پروجیکٹ شروع کیا ہے۔ انہوں نے اپنی صبح کی چہل قدمی کو سڑکوں کی صفائی پر مامور صفائی کرمچاریوں سے بات چیت کے مواقع پر بدل دیا ہے۔ انہوں نے ہفتہ وار اجلاس میں میونسپل وارڈ افسران کے ساتھ شہر کے مسائل اور ان کے حل تلاش کئے۔ جشن آزادی کو انہوں نے ''کوڑے سے کچرے سے آزادی'' کے جشن کے طور پر منایا۔ بزرگ افراد نے کمیونٹی لیڈر کے رول نبھاتے ہوئے لوگوں کو سڑکوں پر کوڑا نہ پھینکنے کے لئے آمادہ کیا۔ انہوں نے اپنی گلیوں اور سڑکوں کو مثالی سڑکیں اور دوسروں کو تقلید کا موقع فراہم کیا۔ انہوں نے کچرے کو چھانٹ کر اور صحن میں کمپوسٹ کھاد بنا کر عملی اقدام کیا۔ ماحول کے تئیں ان کی دلچسپی نے ان کو چست درست بنائے رکھا تاکہ سماجی شرکت معمر افراد کے لئے درازی عمر کے اثر کو کم کرنے کے لئے بہترین دوا ہے۔

اس کے علاوہ ہیلپ لائن کی بھی مثال لی جا سکتی ہے جہاں تقریباً 200 معمر رضا کار صرف ممبئی میں اکیلے رہنے والے معمر افراد کو رفاقتی خدمات فراہم کرتے ہیں۔ کبھی کبھی بزرگ افراد فون پر چالیس چالیس منٹ باتیں کرتے ہیں اور اپنی روداد سناتے ہیں۔ یہ تاثرات نرگس اولیا (75) کے ہیں جو ایک ہیلپ لائن رضا کار ہیں۔ رضا کار جو سب 50 برس سے زیادہ کی عمر کے ہیں، ان معمر افراد کی مدد کرتے ہیں جن کو ان کے بچوں یا رشتہ داروں نے جائیداد کے معاملے میں بوریت اور مایوسی کا شکار ہونے سے بچ جاتے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار میترانی (85) نے کیا ہے۔

مفید اور کارگر درازی عمر صرف منافع بخش کاموں تک محدود نہیں رہنی چاہئے۔ سبکدوشی کے بعد جب آپ کا دوسرا کیریئر شروع ہوتا ہے تو اس کو آپ کام اور فرصت کا بہترین تال میل کے طور پر سمجھ سکتے ہیں۔ جب وسیع تر کارکردگی میں ایسے کام شامل ہو جاتے ہیں جن میں محنت کش لوگوں کی ضرورت ہو اور آپ اپنی مرضی سے خواہش سے اس کام میں حصہ لیتے ہیں تو اس کی سماجی

اہمیت بڑھ جاتی ہے۔

پہلا، بین النسلی مساوات کی سیاست میں ایک مضبوط دلیل کے طور پر پیش کی جاسکتی ہے۔ اس اظہار سے کہ بلوغت ابھی بھی ثمر آور ہے اس تاثر کی نفی ہوتی ہے کہ معمر افراد کی حیثیت خاندان/ سماج میں ایک فضول شے ہے۔ دوسرا دراز عمر میں مفید اور کارکردگی مثلاً اچھی صحت، سیکھنے کی خواہش، دماغی صحت اور زندگی میں سکون و اطمینان کے مثبت نفسیاتی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ تیسرے اس کے سماجی فائدے بھی ہیں۔ آدمی علاحدہ او رمعاشرہ کے حاشیہ پر رہنے کے بجائے باہمی ربط ضوابط اور مل جل کر رہتا ہے۔

کارآمد اور فعال زندگی گزارنے سے معمر افراد میں خود اعتمادی اور احترام پیدا ہوتا ہے۔ ہندوستان معمر افراد کو جس چیز کی خواہش ہے، وہ شہرت، نام و دولت کی نہیں بلکہ عزت اور احترام کی ہے۔ کارآمد اور فعال زندگی کا صرف احساس ہی کافی نہیں ہے بلکہ اس کا اظہار بھی ہونا چاہئے جو معمر افراد کی عزت نفس کے لئے ضروری ہے۔ جب پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں اپنے دادا دادی، نانا نانی کو ایک پرمعنی او ربا مقصد زندگی گزارتے ہوئے دیکھتے ہیں تو یہ ان کے لئے باعث فخر ہوتا ہے اور وہ ان کی مصروفیات کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں۔ نوجوان نسل اپنے والدین اور نانی نانا، دادی، دادا پر فخر کرتے ہیں جن کو وہ اچھی طرح اور شفقت بھرے انداز میں بات کرتے، اپنا خیال آپ رکھتے اور بامقصد مصروفیات میں وقت گزارتے دیکھتے ہیں۔ یہ ہماری حقیقی دریافت ہے جو ہماری ذاتی ملاقاتوں، خط و کتابت، مقالوں اور انٹرویو کے ذریعہ ڈگنیٹی فاؤنڈیشن کو حاصل ہوتی ہیں۔ معمر افراد اپنی باقی زندگی عزت واحترام کے ساتھ پروقار انداز میں گزارنا چاہتے ہیں۔

قدیم اور وسطی زمانے کے درازی عمر سے متعلق تاثرات جو زندگی کے آخری حصے کو دنیا کے تیاگ پر مرکوز تھے، اب تیزی سے بدل رہے ہیں۔ ان تاثرات کی جگہ اب سیکولر، سائنسی، اور جدت پسندی سے متعلق ذاتی تاثرات لے رہے ہیں۔ آزادی کے بعد کے ہندوستان کی نسلوں تک تو یہ صحیح ہے جنہوں نے آزادی کی پہلی لہر کا مزہ چکھا ہے۔

معمر افراد کو معاشرے کا فعال اور کارآمد حصہ تصور کرنا اتنا ہی اہم ہے جتنا کہ ان لوگوں کا بازار میں حصہ۔ وال اسٹریٹ جنرل نے یوں ہی نہیں لکھا کہ ضعیفوں کی نگہداشت میں بہت پیسہ ہے۔ یہ ایک ایسا پہلو ہے جسے ہندوستان میں بیوپاریوں اور تاجروں نے نظرانداز رکھا ہے۔ معمر افراد کے لئے بیمہ، مکانات کی تعمیر، صحت، چھٹیاں اور ثقافت سے منسلک نگہداشت ان کی ضروریات کے مطابق پیش کی جاسکتی ہیں۔ اس وقت تک غیر سرکاری تنظیموں ضعیفوں کو کارآمد زندگی گزارنے کے طریقہ تلاش کرنے چاہئیں۔ ڈگنٹی فاؤنڈیشن کی طرف ستمبر 2011 میں ممبئی، چنئی، بنگلور اور پنے میں ریٹائرمنٹ ایکسپو کا اہتمام کیا گیا تھا جس میں اس بازار کی صلاحیت کی طرف توجہ دلائی گئی تھی جو معمر افراد کے لئے مصنوعات اور خدمات فراہم کرسکتا ہے۔

حکومت کو ہندوستان کے ضعیفوں کے لئے اپنی وسیع ذمہ داریوں کا احساس ہے اور وہ درازی عمر سے پیدا ہونے والے مسائل سے بھی واقف ہے۔ یہ ایک ایسا دقیق شعبہ ہے جس سے نبرد آزما ہونے کے لئے وسیع علم کی ضرورت ہے۔ ہم حکومت سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ آبادی کی بڑھتی عمر کے اثرات سے نمٹنے کے لئے دانشوروں کا گروپ تیار کرے جو اس مسئلہ پر غور وخوض کرسکیں۔ قومی پالیسی برائے معمر افراد 1999 ایک شاندار دستاویز ہے جو دیکھنی میں ترقی پسند معلوم ہوتی ہے۔ لیکن درازی عمر سے منسلک نئی جہتیں نکل رہی ہیں مثلاً 80 برس سے زیادہ عمر کے افراد کی تعداد میں وسیع ترقی جو 700 فی صد تک پہنچ گئی ہے۔ عام آبادی کے مقابلے معمر افراد کی آبادی میں 350 کا اضافہ ہو رہا ہے۔ اس لئے ہندوستان بزرگوں کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے متعدد اسکیمیں شروع کرنے کی فوری ضرورت ہے۔ بہت سی غیر سرکاری تنظیمیں اس سلسلے میں حکومت کے ساتھ اپنے وسائل شامل کرنے کو تیار ہیں۔ انہیں بس حکومت کی پہل کا انتظار ہے۔

ریاستی سطح پر کیرالہ، تمل ناڈو، ایم پی اور ہماچل پردیش جیسی ریاستوں نے معمر افراد کے مسائل کے سد باب کے لئے متعدد اسکیمیں شروع کی ہوئی ہیں۔ اس میں وہ ایک دوسرے سے کافی کچھ سیکھ سکتے ہیں۔

آئندہ آنے والے دس برسوں میں سیاسی طبقوں، دفتری ملازمین کی تعلیم غیر سرکاری تنظیموں کے ایجنڈے میں شامل ہوسکتی ہے۔ معمر افراد کا گروپ چند غیر سرکاری تنظیمیں حکومت کے ساتھ مل کر ہندوستان میں درازی عمر کے مسائل سے متعلق پالیسیاں وضع کرسکتی ہیں۔ لیکن نئی دلی میں وزارتوں کو اس سلسلے میں بیداری کرنے کے لئے زیادہ اور مسلسل کوششوں کی ضرورت ہے۔ آغاز کے طور پر کچھ منظم غیر سرکاری تنظیم، گروپ اور معمر افراد کی انجمنیں سرکاری محکموں کے ساتھ متحدہ طور پر آواز اٹھا سکتی ہیں۔

☆☆☆

ڈاکٹر ٹی برہماننڈم/ ڈاکٹر کے وی سرینواس

پنچایتی راج اداروں میں

محروم فرقوں کو بااختیار بنانا

بااختیار بنانے کے عمل کو جدوجہد کرنے والا ایک نظریہ سمجھا جاتا ہے نیز سماجی اور نفسیاتی تبدیلیوں کی مختلف اقسام کو سمجھانے کے لئے مختلف سیاق وسباق میں اس کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کی زیادہ وسیع تضمین میں اس نظریے کی توضیح عوام کی صلاحیتوں اور انتخابات کی توسیع، بھوک، حاجت اور محرومی سے آزادی پر مبنی انتخاب کرنے کی صلاحیت، نیز ان کی زندگی کو متاثر کرنے والے فیصلوں میں شرکت، یا ان کی توثیق کرنے کے موقع کے طور پر کی جاتی ہے۔ بااختیار بنانے کے نظریے کا استعمال انسانی حقوق، اقتصادی عدم تحفظ، اور محروم کردہ گروپوں جیسے مختلف سیاق وسباق میں نیز ان کی صلاحیت سازی کے بارے میں اور حقوق سے متعلق مسائل حل کرنے کے سلسلے میں بھی کیا جاتا ہے۔

بااختیار بنانے کا عمل دو اہم پہلوؤں پر مشتمل ہوتا ہے۔ ایک طرف صلاحیتیں پیدا کرنا، ہنرمندیوں کی راہ میں رکاوٹوں کو دور کرنا اور عوام کی صلاحیت، اور دوسری طرف فیصلہ سازی کے امور میں شرکت کرنے یا فیصلے کرنے کا اختیار حاصل کرنا، جن سے ان کی زندگیاں متاثر ہوتی ہیں۔ نظریاتی طور سے بااختیار بنانے کا عمل ایک ایسا عمل ہے، جس سے عوام کو بڑھی ہوئی بیداری کے ذریعے اپنی زندگیوں پر کنٹرول حاصل کرنے، کارروائی کرنے اور زیادہ سے زیادہ کنٹرول حاصل کرنے کے سلسلے میں کام کرنے میں مدد ملتی ہے۔

بااختیار بنانے کے لئے لازمی طور سے فیصلہ سازی کے اداروں میں سیاسی شمولیت نیز موجودہ طاقتی تعلقات میں تبدیلی کی ضرورت ہوتی ہے جہاں سماج کے کچھ طبقے اپنے مخصوص تاریخی اور ثقافتی تجربات کی وجہ سے فیصلہ سازی کے عمل سے باہر رہتے ہیں۔ چناں چہ ایک جمہوری سیاسی ڈھانچے میں بااختیار بنانے کا عمل حکمرانی کے ادارے میں مناسب اور موثر نمائندگی لازمی کرتا ہے، تاکہ لوگ اپنی تشویشات کا اظہار کرسکیں نیز اپنی زندگیوں کو متاثر کرنے والے امور کے بارے میں فیصلہ کرنے کے عمل میں شرکت کرسکیں۔

حکمرانی کے اداروں میں نظرانداز کردہ یا خارج کردہ گروپوں کی سیاسی نمائندگی سے کھیل کے فوائد بدلنے نیز سماج کے مراعات یافتہ طبقوں کے ساتھ طاقتی تعلقات کے سلسلے میں بات چیت کرنے کے لئے انہیں کافی اختیار فراہم ہوگا۔ سیاسی طور سے بااختیار بنانے کو سیاسی شمولیت بھی سمجھا جاتا ہے یعنی وہ حد جس تک ایک گروپ نے سیاسی فیصلہ سازی میں نمایاں نمائندگی اور اثر حاصل کیا ہے۔

محروم طبقے

ہندوستان میں 1.1 ارب لوگوں کی آبادی ہے اور سالانہ چھ تا سات فی صد اوسط اقتصادی شرح ترقی کے باوجود بھی اس کی تقریباً ایک چوتھائی آبادی غریبی میں رہتی ہے۔ ہر دس ہندوستانیوں میں سے سات ہندوستانی اب بھی دیہی علاقوں میں رہتے ہیں۔ ایک غریب آدمی کی اقتصادی حالت کو اس کی بہبود، مساوات اور سماجی حقوق کی سماجی جہتوں کے ساتھ لاینحل طور سے وابستہ کیا جاتا ہے۔ ہندوستان میں کمزور اور نظرانداز کردہ گروپ جدا نہیں ہیں اور آسانی سے قابل شناخت ہیں۔ سماجی تانا بانا نسلی طور سے گوناگوں، سماجی طور سے طبقی اور بناوٹ میں مختلف العناصر ہے۔ کم خواندگی، انتہائی غریبی، پیچیدہ سماجی ونسلی ماحول ہونے کی وجہ سے غریب اور کمزور لوگوں پر تاریخی استبداد کیا جاتا ہے نیز نسلوں کو ماتحت بنایا جاتا ہے۔

آئین میں درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبیلوں کے ساتھ حفاظتی اور ترجیحی سلوک کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جس میں تعلیمی اداروں اور سرکاری شعبے میں ریزرویشن کی شکل میں مساوی طور سے سلوک کئے جانے اور اثباتی عمل کئے جانے کا حق بھی شامل ہے۔ اس میں ان گروپوں کے خلاف امتیاز کرنے یا سماجی تفاعل،

مصنفین بالترتیب سنٹر فار ملٹی ڈسپلنری ڈیولپمنٹ ریسرچ دھارواڑ کرناٹک میں ایسوسی ایٹ پروفیسر، آچاریہ ناگارجن یونیورسٹی، گنٹور، اے پی میں پوسٹ ڈاکٹورل فیلو
tdosamma@gmail.com

پبلک جگہ سے افراد کو خارج کرنے یا جسمانی تعلق کے کسی بھی رواج کی ممانعت کی گئی ہے۔ لیکن اقتصادی اور سماجی تعلق کے کسی بھی رواج کی ممانعت کی گئی ہے۔ لیکن اقتصادی اور سماجی زندگیوں کے کم متشدد شعبوں تک بھی پنچایتی راج کے نظام میں ان نظرانداز کردہ گروپوں کی شرکت دباؤ اور پابندیوں کی وجہ سے افسردہ کن ہے۔ سیاسی شرکت تک ان کی رسائی کا انحصار غالب سماجی طبقے کے ساتھ ان کے اقتصادی اور سیاسی تعلقات پر ہے۔

تاریخی پس منظر

پنچایتی راج کے نظام کو مستحکم بنانے کا کام آزادی کے بعد ہندوستانی حکومت پر آ گیا تھا۔ جمہوریت کو مستحکم کرنے کے لئے گاؤوں کو مستحکم کیا جانا تھا کیوں کہ ہندوستان دیہی پنچایتوں کا ملک ہے۔ مہاتما گاندھی شدت سے گرام سوراج میں یقین رکھتے تھے۔ ان کے مطابق گاؤوں کا انتظام و انصرام خود کفیل بننے کے لئے منتخبہ پنچایتوں کے توسط سے خود ان کے ذریعے کیا جانا چاہئے۔ لیکن حیرت انگیز طور سے انہیں آئین کا مسودہ تیار کرنے کے کام میں شامل نہیں کیا گیا تھا۔ گاندھی جی کی مداخلت کی وجہ سے اس کو مملکتی پالیسی کے ہدایتی اصولوں کی دفعہ 40 میں شامل کیا گیا تھا۔

ابتدا میں وہ عوامی دلچسپی اور جوش و خروش پیدا کرنے میں ناکام رہے تھے۔ پنچایتوں میں جوش و خروش لانے کے لئے منصوبہ بندی کمیشن نے 1956 میں بلونت رائے مہتہ کی سربراہی میں ایک مطالعاتی ٹیم مقرر کی تھی۔ اس کمیٹی نے سفارش کی تھی کہ صرف نچلی سطح کی ایجنسی مقامی قیادت اور مقامی لوگوں کے درمیان ایک رابطہ قائم کرسکتی ہے اور اس نے ملک میں پنچایتی راج کے تین سطحی اداروں (پی آر آئی) کی سفارش کی تھی۔

1960 کے دہے کے وسط تک پنچایتی راج ملک کے تمام شعبوں میں پہنچ گیا تھا اور عوام نے محسوس کیا تھا کہ یہ ایسا نظام ہے جو مقامی سطح پر ان کے مسائل پر توجہ دے سکتا ہے لیکن اپنی رسائی کے دو برسوں کے اندر ہی یہ مزید مستحکم ہونے میں ناکام رہا تھا۔ ماہرین نے یہ بھی کہا ہے کہ ان کے پاس آئینی منظوری اور وضاحت کی کمی تھی نیز پنچایتی راج کے بیشتر اداروں نے خود انتظام و انصرام والے اداروں کے بجائے حکومت کے ایجنٹوں کے طور پر کام کیا ہے۔ ماتھر کے مطابق ان اداروں کو عوام کی شرکت کے اداروں کے طور پر نہیں دیکھا گیا تھا جو جمہوریت کو مستحکم اور گہرا کرنے کے سلسلے میں ایک کردار ادا کرتے ہیں بلکہ ان کو قومی پالیسیوں پر عمل درآمد کرنے کے کام

میں سہولت بہم پہنچانے کے ذرائع کے طور پر دیکھا گیا تھا۔

73 ویں آئینی ترمیم

ستمبر 1991 میں پنچایتی راج کا بل پیش کیا گیا تھا اور بعد میں چھوٹی ترمیمات کے ساتھ 73 ویں آئینی ترمیمی قانون کے طور پر یہ منظور کیا گیا تھا نیز 24 اپریل 1993 کو نافذ ہوا تھا۔ اس قانون کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اس نے پنچایت کے اداروں کو آئینی حیثیت دی ہے نیز اس قانون پر عمل درآمد کرنا تمام ریاستی حکومتوں کے لازمی ہوگیا ہے۔ اس ترمیم سے پنچایتی راج کے اداروں کے ڈھانچے، ساخت اور فرائض میں یکسانیت آئی ہے۔ اس نے سماجی اور اقتصادی ترقی کو فروغ دینے نیز دیہی ہندوستان میں رہن سہن کی حالت میں بہتری لانے کے لئے پنچایتی راج کو قوت رفتار اور زور رفتار دیا ہے۔ پنچایتی راج کی تشکیل شاید اختیارات میں ساجھے داری کرنے کے سلسلے میں عام لوگوں کی شرکت کے حصول کے لئے جمہوری ہندوستان میں بہترین تغیر کلی ہے۔

اس قانون میں دیہی، درمیانہ اور ضلعی سطحوں پر پنچایتوں کا ایک تین سطحی نظام فراہم کیا گیا ہے۔ اس قانون میں کہا گیا ہے کہ ہر ایک گاؤوں میں گرام سبھا ہونی چاہئے۔ اس قانون کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ تمام پنچایتوں میں درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبیلوں کی آبادی کے تناسب سے ان کے لئے نشستیں مخصوص کی جانی چاہئیں نیز ایک تہائی نشستیں خواتین کے لئے مخصوص کی جائیں گی۔ درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبیلوں کی آبادی کے تناسب سے ان کے لئے چیرپرسنوں کے عہدوں اور نشستوں کے ریزرویشن میں اس ملک کے سماجی، سیاسی ڈھانچے میں بنیادی تبدیلی لانے کی صلاحیت ہے۔ ریزرویشن کی پالیسی سے ملک کی تمام 239,582 پنچایتوں میں تقریباً 18.51 فی صد ایس سی، 11.26 فی صد ایس ٹی اور 36.87 فی صد خواتین کو منتخب کرنے کا موقع ملا ہے۔

پنچایتی راج کے اداروں میں محروم طبقے

اس وقت سترہ ریاستیں پنچایتی راج کی تمام سطحوں پر خواتین کے لئے 50 فی صد ریزرویشن پر عمل درآمد کررہی ہیں۔

آلوک (14-2013) کے مطابق ایسے 15 فی صد ایس سی، 19.28 فی صد ایس ٹی اور 43 فی صد خواتین ہیں ملک بھر میں 2770,755 دیہی پنچایتوں میں سے لازمی ریزرویشن کے ذریعے منتخب ہو رہے ہیں۔ اس سے ہر پانچ سال میں مقامی سطح پر منتخب کردہ 50 لاکھ سے زیادہ

ٹیبل1۔پنچایتوں میں کمزور طبقوں اور خواتین کی نمائندگی(یکم اپریل2014کے مطابق)

نمبرشمار	ریاست	خواتین کی نمائندگی		ایس سی کی نمائندگی		ایس ٹی کی نمائندگی		میزان
		نمبر	ریزرویشن	نمبر	ریزرویشن	نمبر	ریزرویشن	نمبر
1	آندھراپردیش	129028	50.0	48720	18.88	23610	9.2	257,055
2	آروناچل پردیش	3889	33.0	NA	NA	9372	99	9,372
3	آسام	9903	50.0	1344	4.66	886	3.6	26,844
4	بہار	68066	50.0	22201	16.36	1053	0.8	136,130
5	چھتیس گڑھ	86538	50.0	19753	11.00	63864	32.0	158,776
6	گوا*	504	33.0	NA	NA	92	8.0	1,559
7	گجرات	40015	33.0	8247	7.00	25967	14.0	120,048
8	ہریانہ	24876	33.3	14684	20.00	NA	NA	68,152
9	ہماچل پردیش	13947	52.6	7467	24.70	1299	6.6	27,832
10	جموں وکشمیر	9905	33.0	2708	8	3723	11.0	33,847
11	جھارکھنڈ	31157	50.0	5870	11.00	18136	34.1	53,207
12	کرناٹک	41577	50.0	17723	18.46	10275	9.6	95,307
13	کیرالہ	9907	50.0	867	5.00	187	1.7	19,107
14	مدھیہ پردیش	204111	50.0	60726	15.00	113642	27.5	203,221
15	مہاراشٹر	101569	50.0	22201	11.25	30236	14.1	396,918
16	منی پور	836	51.0	39	1.96	36	2.6	1,724
17	اڑیسہ*	78482	50.0	16390	16.25	22240	22.1	100,863
18	پنجاب	33484	33.0	30923	25.79	NA	NA	96,576
19	راجستھان	60351	50.0	19542	17.20	15342	12.6	120,727
20	سکم	549	50.0	77	7.00	418	38.0	1,099
21	تمل ناڈو	40075	35.0	30270	24.00	1841	1.0	119,399
22	تریپورہ	2044	50.0	1508	27.11	309	5.1	5,676
23	اتراکھنڈ	34494	50.0	12230	19.80	2067	3.1	61,452
24	اترپردیش*	309511	39.0	185159	24.0	NA	NA	773,980
25	مغربی بنگال	19762	50.0	17605	41.67	4168	14.3	58,865
	مرکز کے زیر انتظام علاقے							
26	انڈمان ونکوبار *	289	33.8	NA	NA	NA	NA	876
27	چنڈی گڑھ	57	34.4	28	18.66	NA	NA	149
28	دادراینڈنگرحویلی	47	36.9	3	2.00	112	81.8	125
29	دمن اینڈدیو*	41	33.0	4	1.00	16	11.0	111
30	لکش دیپ*	41	33.0	NA	NA	110	100	110
31	پوڈوچیری*	370	36.2	239	21.00	NA	NA	1,021
	ہندوستان	1355425	43.00	546528	15.00	349001	19.28	2950128

ماخذ: ریاستی حکومتوں کے ذ ریعے فراہم کردہ معلومات

نوٹ: میگھالیہ، میزورم اورناگالینڈ کو آئین کے 73ویں ترمیمی قانون کے دائرے سے خارج کیا گیا ھے۔

نمائندوں کے ساتھ واقعی جمہوری انقلاب آیا ہے۔ ان میں سے 13 لاکھ خواتین ہیں اور 5.5 لاکھ سے زیادہ فہرست ذاتیں ہیں۔ 5.5 لاکھ کے اندر، درج فہرست ذاتوں سے تعلق رکھنے والی خواتین بھی صدر اور وارڈ اراکین کے طور پر منتخب ہو رہی ہیں۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ کیجئے ٹیبل 1)

یہ خاص طور سے سماج سے ایس سی ایس ٹی کو دور رکھنے کے لحاظ سے ہمارے سماج میں ایس سی اور ایس ٹی کے بارے میں روایتی احساس کو کم سے کم کرنے کے سلسلے میں ایک اہم منصوبہ بند نظریہ ہے۔ پنچایتوں کی نئی نسل کے کام کاج شروع کرنے سے متعدد مسائل سامنے آئے ہیں جو انسانی حقوق پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبیلوں کے منتخبہ نمائندے پنچایتی سطح پر فیصلہ سازی اور مختلف غریب حامی پروگراموں پر عمل درآمد کرنے کے کام میں سرگرمی سے شرکت کر رہے ہیں۔ یہ بات ہندوستان میں مطبوعہ اور غیر مطبوعہ دونوں تصنیفات کے مختلف عالمانہ مطالعات سے دیکھنے میں آئی ہے۔ وہ اپنے علاقوں میں سڑکوں، پینے کے پانی اور سڑکوں پر روشنی جیسی سہولیات قائم کرنے اور انہیں برقرار رکھنے کے امور پر یکساں طور سے توجہ دیتے ہیں۔ یہ سمجھا جاتا ہے کہ ایس سی لیڈران ان ترقیاتی سرگرمیوں کو ترجیح دیتے ہیں جن کے نتیجے میں ان کے فرقے کو فائدہ ہوتا ہے۔

دفعہ 243 ڈی میں بھی لازمی دور کی صراحت کی گئی ہے یعنی پنچایتی راج کے تین سطحی نظام میں ایک انتخاب سے اگلے انتخاب کے لئے انتخابی حلقوں میں نشستوں کے ریزرویشن کی ڈھانچہ جاتی بندشیں۔ گو یہ قانون اسی انتخابی حلقے میں مقابلوں کے لئے دوسری مدت فراہم کرنے میں ناکام رہا ہے لیکن اس سے ریزرویشن کے تحت پڑوسی انتخابی حلقے میں مقابلے کے لئے اسی گروپ/فرقے کو مدد ملی ہے۔ یہ سماج کے نظرانداز کردہ طبقوں کے لئے اشتراکی جمہوریت کا حقیقی تغیر کلی ہے۔

کرناٹک، کیرالہ، تمل ناڈو، راجستھان اور سکم کے دیہی عوام میں بیداری کی سطح سے گرام سبھا کے کام کاج اور اس کے فیصلوں میں نمایاں تبدیلیاں آئی ہیں نیز وہ گرام سبھا کے فیصلوں پر کامیابی سے عمل درآمد کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں دوارکا ناتھ نے تمل ناڈو کی حکومت کے ایک مثال کا حوالہ دیا ہے جس نے چوکے بغیر ہر سال 26 جنوری 15 اگست، یکم مئی اور 2 اکتوبر کو گرام سبھا منعقد کرنے کے احکام جاری کئے ہیں۔ مدھیہ پردیش پنچایتی راج قانون میں ایک اور نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ انہیں سالانہ طور سے 16 سے زیادہ گرام سبھا میٹنگیں منعقد کرنی چاہئیں۔ یہ نچلی سطح پر خود حکمرانی کا ایک اچھا طریقہ ہے۔

پنچایتی راج میں خواتین کے بارے میں ایک اور دلچسپ عنصر یہ ہے کہ سیاسی طور سے بااختیار بنانے سے ان کی سماجی حیثیت میں اضافہ ہوا ہے۔ پنچایتی رکنیت نے عوامی شعبے میں خواتین کو بہتر حیثیت دی ہے۔ یہ بات اوڈیشہ ضلع میں پدمانابھا بھٹ کے مطالعے سے دیکھی جاسکتی ہے۔

گزشتہ دو دہوں میں پنچایتی راج کی اداروں کے کام کاج کے تجربے سے پتہ چلا ہے کہ سوک فرائض کی عملی آوری سمیت، استحکام اور تسلسل حاصل کیا جا رہا ہے۔ لیکن پی آر اداروں کے بہت سے چیرپرسن اور اراکین ان کے براہ راست یا غیر براہ راست انتخابات کی وجہ سے نہیں بلکہ مقامی حکمرانی میں بامعنی حصے کی کمی کی وجہ سے محروم کردہ محسوس کرتے ہیں۔

نظرانداز کردہ طبقوں کے خلاف عناصر

کئی ریاستوں مثلاً آندھرا پردیش، ہریانہ، ہماچل پردیش، مدھیہ پردیش، اڑیسہ، چھتیس گڑھ، مہاراشٹر اور راجستھان نے انتخابات میں حصہ لینے کے لئے اہلیت کے اصول کے طور پر دو بچوں کا معیار بھی شروع کیا ہے۔ گو یہ معیار مردوں اور عورتوں دونوں کے خلاف جاتا ہے، یہ خاص طور سے درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبیلوں سے تعلق رکھنے والی خواتین کے لئے زیادہ نقصان دہ ہے کیوں کہ ان کنبوں کی اکثریت بڑے اور مشترک کنبے کے معیار پر عمل کرتی ہے۔

دیہی علاقوں میں روایتی/غالب گروپوں کے مسلسل غلبے اور 73 ویں ترمیم کے آئینی اہتمام نے مخالفانہ یا تنازع والی دیہی صورت حال کو شدید کر دیا ہے جس کے نتیجے میں اکثریت و بیشتر تشدد، خون خرابے اور جانی نقصان سمیت بڑے پیمانے پر انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں ہوئی ہیں۔ بیشتر ریاستوں میں پنچایتوں کے انتخابات سے پہلے اور بعد میں بڑے پیمانے پر تشدد ہوا ہے۔ نیز بہت سی نشستیں مقابلہ کئے بغیر جیتی گئی تھیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اقتدار کی لڑائی نہ صرف ریاست اور پنچایتوں کے درمیان ہے بلکہ روایتی غالب طاقتی، ڈھانچے اور نچلی سطحوں پر نظرانداز کردہ گروپوں کی ابھرتی ہوئی نئی قیادت کے درمیان بھی ہے۔ غالب گروپ آزادانہ طور سے رائے دہندگی مہم چلانے، میٹنگوں میں شرکت کرنے، دفتر چلانے، خود اپنے نمائندوں کے لئے ووٹ حاصل کرنے کی کوشش کرنے کے عمل میں شرکت کر کے اپنے آئینی حقوق استعمال کرنے کے لئے کمزور طبقوں، خاص طور سے درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبیلوں کی پرزور طریقے سے مخالف مخالفت کرتے ہیں۔

اختتام

73 ویں آئینی ترمیمی قانون کا مقصد سماج کے نظرانداز کردہ طبقوں کو بااختیار بنانا ہے۔ گو ابتدائی دور میں سماج کی درجہ وار تقسیم، روایتی اداروں، نیابتی شمولیت اور نظرانداز کردہ فرقوں کی خراب معاشی حالت جیسے متعدد عناصر کی وجہ سے توقع کے مطابق اس قانون سے تبدیلی نہیں آسکتی ہے۔ لیکن کچھ عرصے نظرانداز کردہ فرقے خاص طور سے اپنے فرقوں اور اپنے علاقوں کو بہتر بنانے کے سلسلے میں فیصلہ سازی اور عمل درآمد کرنے کے عمل میں خود سے سرگرمی سے شرکت کر رہے ہیں۔ ان سب کے باوجود اب بھی کچھ مسائل ایسے ہیں جنہیں سنجیدگی سے حل کئے جانے کی ضرورت ہے مثلاً خواتین کے ساتھ اقتدار کی ساجھے داری۔ اس سمت میں ایک مثبت قدم سے پنچایتی راج کے اداروں میں خواتین کو خاص طور سے نظرانداز کردہ فرقوں کی خواتین کو بااختیار بنانے کے لئے قوت محرکہ ملے گی۔

☆☆☆

کیا آپ جانتے ہیں؟

دِشا

دشا 10-0 سال کی عمر کے ایسے معذور بچے، جو نیشنل ٹرسٹ ایکٹ کے تحت معذوری کے چار زمروں میں آتے ہیں، کے لئے مدد اورانہیں جلد از جلد اسکول بھیجنے کے لئے تیار کرنے کی اسکیم ہے۔اس ایکٹ کے تحت آٹزم، سیر یبرل پلاسی، مینٹل ریٹارڈیشن اورملٹی پل ڈس ایبلیٹیز سے متاثرہ افراد کی بہبود کے لئے نیشنل ٹرسٹ قائم کیا گیا ہے۔نیشنل ٹرسٹ ایکٹ کا مقصد دشا سینٹروں کا قیام ہے تا کہ معذور افراد کوعلاج ، تربیت اور ان کے خاندان کے افراد کی مدد کر کے معذور افراد کا جلداز جلد علاج شروع کیا جاسکے۔اس اسکیم کے تحت معذور افراد کے لئے کام کرنے والی کوئی بھی تنظیم ،معذور افراد کے سرپرستوں کے لئے کام کرنے والی کوئی بھی تنظیم یا کوئی رضا کار تنظیم نیشنل ٹرسٹ میں اپنا اندراج کرا سکتی ہے۔ ایسی تنظیموں کورجسٹرڈ آرگنائزیشن (آراو) کہا جاتا ہے۔

نیشنل ٹرسٹ دشا سینٹر کے قیام کے لئے مالی مدد، انہیں چلانے کے لئے مالی مدد اور ہر ماہ ان پر آنے والے اخراجات کے لئے مالی مدد فراہم کرتا ہے۔

ماھانہ مالی اخراجات :نیشنل ٹرسٹ کے ساتھ رجسٹریشن کے بعد رجسٹرڈ آرگنائزیشن (آراو) کو ان کے دشا سینٹر میں کم از کم درج ذیل سہولیات فراہم کی جائیں گی:

(a) **ڈے کیئر** : رجسٹرڈ آرگنائزیشن (آراو) معذور افراد کو ان کی عمر کے مطابق ہر روز دن میں کم از کم چار گھنٹے (صبح 8 سے شام 6 بجے کے درمیان) ڈے کیئر سہولیات فراہم کریں گی۔ ڈے کیئر مہینے میں کم از کم اکیس دن کھلے رہنے چاہئیں۔ نیشنل ٹرسٹ کی طرف سے فنڈ حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ کسی بھی دشا سینٹر میں کم از کم پندرہ دن حاضری ہونی چاہئے۔

دشا سینٹر میں معذوروں کا ہر بیچ زیادہ سے زیادہ بیس معذور افراد پر مشتمل ہوگا اس میں تیس فیصد اضافہ کی اجازت ہوگی۔یعنی ہر بیچ میں زیادہ سے زیادہ چھبیس معذور افراد رہ سکیں گے۔چھبیس سے زیادہ ہوجانے کی صورت میں دشا سینٹر کو مزید کسی معذور کو اندراج کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

اگر معذور افراد کی مزید قابل اطمینان تعداد ہوجائے تو رجسٹرڈ آرگنائزیشن (آراو) نئے دشا سینٹر کے لئے درخواست دے سکتے ہیں۔رجسٹرڈ آرگنائزیشن (آراو) کو ایل آئی جی (بشمول بی پی ایل) اور ایل آئی جی پی ڈبلیو ڈی سے اوپر (جو آراو کے لئے پیڈ سیٹ ہوگی) کا تناسب 1:1 ہونا چاہئے ۔ایل آئی جی سے اوپر کے لئے آراو ادائیگی کی رقم معذور افراد کے سرپرستوں' والدین' خاندان کے افراد یا کسی دیگر ادارہ سے براہ راست یا باہمی معاہدہ کی بنیاد پر حاصل کر سکتے ہیں۔

رجسٹرڈ آرگنائزیشن (آراو) کو ماہرین امراض اطفال یا اس شعبہ کے ماہرین سے مسلسل رابطہ میں رہنا ہوگا تا کہ وہ دشا سینٹروں میں زیادہ سے زیادہ معذور افراد کا اندراج کرا سکیں۔

(b) **اسٹاف**: اسپیشل ایجوکیٹر، ارلی انٹروینشن تھیراپسٹ ، سائیکو تھیراپسٹ، آکیوپیشنل تھیراپسٹ اور معذور افراد کے لئے کاونسلر نیز دیکھ بھال کرنے والے اور آیا کو رکھنے کی گنجائش ہے۔ان مراکز میں فزیکل ٹریز اور اسپیچ تھیراپسٹ کو بھی رکھا جاسکتا ہے۔

(c) **انفرااسٹرکچر سہولیات**: دشا سینٹر میں کم از کم ایک میڈیکل اسسمنٹ روم، ایک ایکٹی ویٹی روم، کھیل کود کے لئے ایک کمرہ، ہونا ضروری ہے۔ اس میں پرسنل کمپیوٹر، اسکینر اور نیٹ کنکشن بھی ہونا چاہئے تا کہ سنٹر اپنے کام کاج کی رپورٹ اور فنڈ کے لئے درخواست نیشنل ٹرسٹ کو بھیج سکیں۔

(d) **کاونسلنگ** : معذور افراد اوران کے سرپرستوں کو مستقل بنیاد پر کاونسلنگ اور رہنمائی فراہم کی جانی چاہئے اور اس بات کو یقینی بنانا چاہئے کہ والدین یا سرپرست کی ان میٹنگوں میں کم از کم ضروری حاضری یقینی ہوسکے۔ رجسٹرڈ آرگنائزیشن (آراو) کو چاہئے کہ والدین اور سرپرستوں کو ان کے معذور بچوں کو مین اسٹریم اسکولوں میں داخلہ کے سلسلے میں بھی مدد کریں۔

(e) **ٹرانسپورٹ سہولیات**: رجسٹرڈ آرگنائزیشن (آراو) معذور افراد کو، اگر وہ دونوں کے لئے باہمی مناسب ہوتو، ٹرانسپورٹ کی سہولیات بھی فراہم کر سکتے ہیں۔

☆☆☆

ڈاکٹر منیشا ورما/مس پوجا پاسی

آیئے ہم اپنی ماؤں کو بچائیں

ہندوستان کا ایم ایم آر اب 130 پر

ہندوستان کا ہر صوبہ اپنے آپ میں ایک ملک کی طرح ہے اور انھیں علاقائی تنوع کی نشاندھی کرنے اور ان کو حل کرنے کی ضرورت ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ ماوں کی زندگیوں کو بچایا جاسکے۔

ہمارے ملک نے ملینیم ڈیولپمنٹ گول (ایم ڈی جی) کے اہداف میں سے ایک اہم ہدف زچگی کے دوران ہونے والی اموات یا میٹرنل مارٹیلیٹی ریٹ (ایم ایم آر) پر قابو پانے میں بڑی کامیابی حاصل کرلی ہے اور 1990 سے 2015 کے درمیان اس میں تین چوتھائی کی واقع ہوئی ہے۔ سیمپل رجسٹریشن سسٹم (ایس آر ایس) کے تازہ ترین اعداد و شمار کے مطابق فی ایک لاکھ زچگی میں ایم ایم آر کی شرح 130 ہے جب کہ 2011-13 میں یہ شرح 167 تھی اس طرح اس میں 37 پوائنٹ کی زبردست کمی آئی ہے۔

قبل اس کے کہ ہم اس بات پر غور کریں کہ ایم ڈی جی کے اس ہدف کو کیسے حاصل کیا گیا آیئے ہم ایم ایم آر کی اہمیت کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایم ایم آر کا تعین حمل کے دوران یا زچگی کے دوران یا اسقاط کے بیالیس دن کے دوران کسی بھی سبب سے فی ایک لاکھ زچگی پر کسی مخصوص ایک سال کے دوران حاملہ کی ہونے والی اموات کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ ایم ایم آر کی شرح کا خواتین کی بارآوری کی عمر (45-14 برس) کی تعداد کو اس کے مقسوم علیہ کی بنیاد پر تعین کیا جاتا ہے۔ ایم ایم آر سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ حاملہ ہونے کے بعد کتنی تعداد میں خواتین کی زندگیوں کو جوکھم لاحق رہتا ہے۔ اس سے اگلا سوال پیدا ہوتا ہے۔ ایم ایم آر ایک اہم اشاریہ کیوں ہے اور اس کی اہمیت کیا ہے؟ ایم ایم آر پورے قومی صحت نظام کا مظہر ہے اور دیگر امور مثلاً بین سماجی تعاون، شفافیت اور تفاوت کے پس منظر میں اس کے مثبت اور منفی نتائج کو پیش کرتا ہے۔ ان کے علاوہ یہ کسی سماج کے سماجی ثقافتی' سیاسی اور اقتصادی فلسفہ کی بھی توضیح کرتا ہے۔ اس طرح یہ صرف نظام صحت کی صلاحیت کو ہی نہیں بتاتا کہ موثر ہیلتھ کیئر کیسے فراہم کی جائے اور حمل نیز بچے کی پیدائش کے دوران پیدا ہونے والی پیچیدگیوں پر کیسے قابو پایا جائے بلکہ یہ کسی ملک کی ترقی کی مکمل تصویر بھی پیش کرتا ہے۔

اب جب ہم یہ سمجھ گئے کہ ایم ایم آر کی اہمیت کیا ہے اور ہمارے ملک نے ایم ڈی جی کا ہدف حاصل کرلیا ہے، ہم یہ سمجھنے کی کوشش کریں کہ اس اہم حصولیابی کا مطلب کیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہندوستان میں زچگی کے دوران شرح اموات میں زبردست کمی آئی ہے اور 2013 کے بعد سے ایم ایم آر میں 22 فی صد کی گراوٹ درج کی گئی ہے۔ 2013 میں زچگی کے دوران جتنی خواتین کی موت ہوجاتی تھی اس کے مقابلے میں 2016 میں اموات کی تعداد سالانہ تقریباً بارہ ہزار کم ہوگئی ہے۔ اس طرح پہلی مرتبہ زچگی کے دوران اموات کی تعداد 44000 سے گھٹ کر 32000 ہوگئی ہے۔ اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ 2013 کے مقابلے میں اب ہر روز 30 خواتین کو حمل سے متعلق ہونے والی اموات سے بچایا جارہا ہے۔ اس محاذ پر جن تین ریاستوں

ڈاکٹر منیشا ورما وزارت صحت و خاندانی بھبود میں میڈیا چیف ھیں۔
مس پوجا پاسی وزارت صحت و خاندانی بھبود میں سینئر کنسلٹنٹ ھیں۔
v.manisha@gmail.com
drpooja.mohfw@yahoo.in

نے سب سے اہم کامیابی حاصل کی ہے ان میں اتر پردیش، اتراکھنڈ اور آسام شامل ہیں جہاں ایم ایم آر میں 60 پوائنٹ سے زیادہ کی کمی آئی ہے۔ فی صد کے لحاظ سے اتر پردیش اور اتراکھنڈ میں 29 فی صد کیرالہ میں 25 فی صد اور مدھیہ پردیش چھتیس گڑھ میں 22 فی صد گراوٹ آئی ہے جو قومی اوسط 22 فی صد سے زیادہ یا اس کے برابر ہے۔ یہ نتائج کافی حوصلہ افزا ہیں کیوں کہ ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہماری کوششیں صحیح سمت میں جا رہی ہیں اور اسے اس حقیقت سے مزید تقویت ملتی ہے کہ ایم ایم آر کے کمپاونڈ سالانہ شرح میں 38 فی صد کی گراوٹ آئی ہے۔

مجموعی طور پر دس ریاستوں نے ایم ایم آر ہدف (139 فی ایک لاکھ پیدائش) کے سلسلے میں ایم ڈی جی کا نشانہ حاصل کرلیا ہے اور چھ ریاستوں نے قومی صحت پالیسی کا ہدف (100 فی ایک لاکھ پیدائش) حاصل کرلیا ہے۔ اس بات کو اجاگر کرنے کی ضرورت ہے کہ ہندوستان ایم ایم آر کے معاملے میں ایس جی ڈی (70 فی ایک لاکھ پیدائش) ہدف حاصل کرنے کی راہ پر گامزن ہے کیوں کہ تین ریاستیں کیرالہ، مہاراشٹر اور تمل ناڈو یہ ہدف حاصل کر چکی ہیں۔ جہاں ایم ایم آر بالترتیب 46، 61 اور 66 ہے۔

یہ حصولیابی ہمیں یہ سوچنے پر بھی آمادہ کرتی ہے کہ ہم ان اہداف کو حاصل کرنے میں کیوں کر کامیاب ہوئے۔ گو کہ سننے میں یہ تو معمولی لگتا ہے لیکن مرکزی وزارت صحت نے اس کے لئے کثیر سطحی اپروچ اختیار کیا ہے۔ وزارت نے سپلائی کے عناصر، مانگ کے عناصر، رسائی کے عناصر، حمل سے متعلق صحت کی دیکھ بھال پر ہونیوالے اخراجات کو کم کرنے کے عناصر (او او پی ای)، پروگرام کے عناصر وغیرہ پر کام کیا۔

مانگ میں اضافہ کرنے یعنی حاملہ خواتین کو محفوظ زچگی کو یقینی بنانے اور ہنگامی حالت میں ان کی دیکھ بھال کرنے کے لئے جننی سرکشا یوجنا (جے وائی ایس) کو نافذ کیا جا رہا ہے اور اس اسکیم سے اب تک 1.04 کروڑ حاملہ خواتین فائدہ اٹھا چکی ہیں۔ جننی ششو سرکشا کاریہ کرم (جے ایس ایس کے) کے تحت سرکاری اسپتالوں میں زچگی کرانے والی ہر خاتون کو مفت دوائیں، مفت جانچ، مفت خوراک، مفت زچگی اور سیزیرین، گھر سے اسپتال یا صحت مرکز تک مفت آمد و رفت کی سہولت فراہم کی جاتی ہے۔ یہی تمام سہولیات بیمار نوزائیدہ بچوں کو ایک سال تک دی جاتی ہے۔ اس سال 1.3 کروڑ سے زیادہ حاملہ خواتین نے جے ایس ایس کے کے فائدے حاصل کئے۔ چوبیس ہزار سے زائد ایمبولینس مفت ٹول فری نمبر پر خدمات کے لئے دستیاب ہیں۔ سپلائی کے پہلو سے کمپرہینسیو ری پروڈکٹیو، میٹرنل، نیو بورن چائلڈ ہیلتھ اینڈ ایڈولسینٹ (RMNCH+A) کی فراہمی کے لئے 'ڈیلیوری پوائنٹس' کو مستحکم کرنے کے خاطر فنڈ فراہم کئے جا رہے ہیں۔ بیس ہزار سے زائد ڈیلیوری پوائنٹس کو مستحکم کیا گیا ہے۔ 2200 سے زائد صحت مراکز فرسٹ ریفرل یونٹس (ایف آر یو) کے طور پر کام کر رہے ہیں جہاں زچگی سے متعلق ایمرجنسی سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ پچاس سے زائد آبسٹریٹک ایچ ڈی یو / آئی سی یو قائم کئے گئے ہیں جہاں ان پیچیدگیوں کا علاج کیا جاتا ہے جن کی وجہ سے زچہ کی زندگی کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔ ان سب کے علاوہ حاملہ خواتین اور بچوں کو جدید ترین صحت خدمات فراہم کرنے کے لئے سرکاری اسپتالوں میں میٹرنل اینڈ چائلڈ ہیلتھ ونگ (ایم سی ایچ) میں بستروں کی تعداد میں اضافہ کیا گیا ہے۔ ملک کی 25 ریاستوں میں 590 سے زائد صحت مراکز میں 32000 سے زائد اضافی بستروں کا نظم کیا گیا ہے۔ انفرااسٹرکچر کا ایک اور اہم جز خون اور اس سے متعلق چیزوں کی محفوظ سپلائی کو یقینی بنانا ہے۔ اس کے لئے 933 بلڈ بینکوں اور 1352 بلڈ اسٹوریج سینٹروں کو فنکشنل بنایا جا رہا ہے۔

صرف انفرااسٹرکچر ہی نہیں بلکہ اسپیشلسٹ، ڈاکٹروں، اسٹاف نرسوں، پیرا میڈکس بشمول آیوش پیرامیڈکس اور اے این ایم سمیت 2.27 لاکھ سے زائد اضافی انسانی وسائل فراہم کئے گئے ہیں۔ آوٹ ریچ خدمات فراہم کرنے اور رسائی کو بہتر بنانے کے لئے تقریباً 10 لاکھ تسلیم شدہ سماجی صحت کارکنوں (آشا) کی خدمات حاصل کی جا رہی ہیں۔ ماہرین کی کمی کو دور کرنے کے لئے انستھیسیا (ایل ایس اے ایس) اور آبسٹریٹیک کیئر بشمول سی سیکشن (ای ایم او سی) میں ڈاکٹروں کی خدمات کا بھر پور استعمال کرنے کے لئے ایم بی بی ایس ڈاکٹروں اور بالخصوص دیہی علاقوں میں کام کرنے والے ڈاکٹروں کو خصوصی تربیت دی جا رہی ہے۔ اب تک 1800 ڈاکٹروں کو ای ایم او سی کی اور 22 سو ڈاکٹروں کو ایل ایس اے ایس میں تربیت دی جا چکی ہے۔ اس کے علاوہ ڈیلیوری پوائنٹس پر کام کرنیوالے افراد کے ہنر کو مستحکم کرنے کیلئے پانچ نیشنل اسکل لیب اور 54 اسکل لیب قائم کئے گئے ہیں۔

پروگرام کے محاذ پر این ایچ ایم کے تحت کنشور شیم آف کیئر اپروچ اپنایا گیا ہے۔ جس کے تحت حاملہ خواتین کو تمام مرحلوں میں، دودھ پلانے والی خواتین اور نوعمر لڑکیوں کو صحت سہولیات فراہم کی جاتی ہے۔ حاملہ خواتین کو حمل سے قبل معیاری دیکھ بھال فراہم کرنے کیلئے 2016 میں پردھان منتری سرکشت ماتر تو ابھیان شروع کیا گیا جس کے تحت ہر ماہ کی نو تاریخ کو حاملہ خواتین کی جانچ کی جاتی ہے اب تک 1.25 کروڑ سے زائد خواتین کو قبل از حمل چیک اپ کیا جا چکا ہے۔

ہیلتھ کیئر میں آئی ٹی سے استفادہ کے لئے مدر اینڈ چائلڈ ٹریکنگ سسٹم (ایم سی ٹی ایس) اور مدر اینڈ چائلڈ ٹریکنگ فیسلیلیشن سینٹر (ایم سی ٹی ایف سی) شروع کیا گیا ہے۔ بروقت اور معیار خدمات فرام کرنے نیز ٹیکہ کاری وغیرہ کے لئے ہر حاملہ خاتون اور بچے پر نگاہ رکھنے کے لئے نام، ٹیلی فون، پتہ پر مشتمل ویب سسٹم شروع کیا گیا ہے۔ (13.54 کروڑ حاملہ خواتین اور 11.7 کروڑ بچے اس سے استفادہ کر چکے ہیں)۔

درج بالا تفصیلات گو کہ جامع ہیں لیکن یہ وزارت کے کاموں کی محض ایک جھلک ہے جو ایم ایم آر کی حصولیابی کے سلسلے میں کی گئی ہے اور اس میں تمام ریاستوں نے بھی اپنا بھرپور تعاون دیا ہے۔ تمام فریقین اور بالخصوص صحت کے شعبے میں کام کرنے والوں اور زمینی سطح پر کام کرنے والے کارکنوں کی مشترکہ کوششوں کے بغیر ان نتائج کا حصول ممکن نہیں تھا۔

امید ہے کہ ہمارا ملک 2030 کے عالمی اہدافی تاریخ سے پہلے ہی ایم ایم آر میں پائیدار ترقیاتی ہدف حاصل کر لے گا۔ اسے یقینی بنانے کے لئے ریاستوں کو ان امور پر کام کرنا ہوگا جو ان کے لئے منفرد چیلنج کی صورت میں انہیں درپیش ہے۔ ہم عام طور پر کہتے ہیں کہ ہندوستان کا ہر صوبہ اپنے آپ میں ایک ملک کی طرح ہے اور انہیں علاقائی تنوع کی نشاندہی کرنے اور ان کو حل کرنے کی ضرورت ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ ماوں کی زندگیوں کو بچایا جا سکے۔

☆☆☆

سخت محنت، نظم وضبط، بہترین حکمت عملی اور منصوبہ بندی کے ذریعہ ہی کامیابی حاصل کی جاسکتی ہے: نائب صدر جمہوریہ ہند

☆ نائب صدر جمہوریہ ہند ایم وینکیا نائیڈو نے کہا ہے کہ شفافیت اور جوابدہی لازمی طور پر ان تنظیموں کے لئے رہنما اصول ہونا چاہئے، جو بڑے پیمانے پر عوام کی بھلائی کے لئے مصروف عمل ہیں۔ وہ یہاں سنٹرل پبلک ورکس ڈپارٹمنٹ کے 164 ویں ڈے کی تقریبات سے خطاب کر رہے تھے۔ اس موقع پر سیاحت کے وزیر مملکت (آزادانہ چارج) جناب الفونس کنن تھانم اور دیگر معززین موجود تھے۔ نائب صدر جمہوریہ نے کہا کہ شہری ترقیات میں سی پی ڈبلیو ڈی کا وسیع رول ہوتا ہے۔ ہمارے شہروں میں اگر کوئی بھی تعمیراتی کام ہوتا ہے، تو فطرت کو ذہن میں ضرور رکھنا چاہئے۔ اسی طرح وہ ماحول دوست بھی ہونا چاہئے۔ انہوں نے مزید کہا کہ سی پی ڈبلیو ڈی کو مزید تعمیراتی پروجیکٹوں کو آگے لے جانے کے لئے مخلصانہ کوششیں کرنی چاہئیں اور ملک کی تعمیر و ترقی میں بڑا اہم رول ادا کرنے والا بدستور رہنا چاہئے۔ انہوں نے مزید کہا کہ بہتر مستقبل کیلئے فطرت، کلچر اور آرکیٹیکچر کا تحفظ کریں۔ اس بات کا ذکر کرتے ہوئے کہ ہندوستان شہری نشاۃ ثانیہ کا مشاہدہ کر رہا ہے، نائب صدر جمہوریہ نے کہا کہ پوری دنیا ہمارے ملک میں آنے والی تبدیلی سے متاثر ہے۔ ہندوستان میں یہ تبدیلی حکومت ہند کے ذریعہ کئے جا رہے متعدد اصلاحات کا نتیجہ ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ یہ امر ہم سبھی کیلئے باعث طمانیت ہے کہ ہمارے ملک کو فی الحال دنیا میں سب سے زیادہ تیزی سے ترقی کرنے والی معیشت کا حامل ملک بننے کا امتیاز حاصل ہے۔ نائب صدر جمہوریہ نے توانائی کے قدرتی ذرائع مثلاً شمسی توانائی کے استعمال کی ضرورت پر خصوصی زور دیا۔ انہوں نے کہا کہ ہر ایک عمارت میں بارش کے پانی کو جمع کرنے کی صلاحیت ہونی چاہئے۔ آب وہوا کی تبدیلی ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ لہذا آب وہوا کی تبدیلی کے اثرات کو ہمیں ہمیشہ ذہن میں رکھنا چاہئے۔ نائب صدر جمہوریہ نے کہا کہ ایک انجینئرنگ ادارے کی حیثیت سے سی پی ڈبلیو ڈی کو بنیادی ڈھانچے کے شعبے میں جدت طرازی، اختراع اور جدید کاری پر توجہ مرکوز کرنی چاہئے تاکہ ہمارے ملک کی تیز رفتار اقتصادی ترقی کو یقینی بنایا جا سکے۔ انہوں نے مزید کہا کہ پروجیکٹوں کی عمل آوری کے دوران سب سے زیادہ اہم پہلو مقررہ میعاد کو برقرار رکھنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ کو جدت طرازی اور اختراع کے میدان میں مسلسل کوشش کرنی چاہئے۔ اپنے کام کرنے کے طریقہ کار میں بہتری لائیں اور اپنی سرگرمیوں کے میدان میں بھروسے مند رہنما بنیں۔ نائب صدر جمہوریہ نے سی پی ڈبلیو ڈی کے ملازمین سے درخواست کی کہ وہ جدید ترین رجحانات کے شانہ بہ شانہ چلنے اور جدید ترین ٹیکنالوجیوں کو اپنانے کی تلقین کی۔ اسی طرح ان سے سی پی ڈبلیو ڈی کو بہترین اور سب سے زیادہ باصلاحیت اداروں میں سے ایک ادارہ بنانے کیلئے بہترین طریقہ کار اور مینجمنٹ کے بہترین وسائل کو اختیار کرنے کیلئے کہا۔ انہوں نے مزید کہا کہ صرف سخت محنت، نظم وضبط، بہترین حکمت عملی اور منصوبہ بندی کے ذریعہ ہی کامیابی حاصل کی جاسکتی ہے۔ آپ کو معیار سے کبھی بھی سمجھوتہ نہیں کرنا چاہئے۔ اسی طرح آپ کو اپنے گراہکوں کی امیدوں پر کھرا اترنے کیلئے ہمیشہ کوشش کرنی چاہئے۔

وزیر اعظم نے ایمس میں کلیدی صحت پروجیکٹوں کا سنگ بنیاد رکھا

وزیراعظم نریندر مودی ایمس نئی دہلی میں 29 جون 2018 کو صحت کی دیکھ بھال سے متعلق مختلف پروجیکٹوں کا افتتاح کرتے ہوئے۔ صحت اور خاندانی بہبود کے مرکزی وزیر جے پی نڈا، وزیر مملکت اشونی کمار چوبے اور محترمہ انوپریا پٹیل اور دیگر افراد بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔

وزیر اعظم نے حال ہی میں ایمس میں صحت کی دیکھ بھال اور بالخصوص عمر دراز افراد کے لئے متعدد پروجیکٹوں کا افتتاح کیا۔ انہوں نے نئی دہلی میں آل انڈیا انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنسز (ایمس) میں نیشنل سینٹر فار ایجنگ کا سنگ بنیاد رکھا۔ انہوں نے صفدر جنگ اسپتال میں 555 بستروں والے سپر اسپیشلیٹی بلاک کا افتتاح بھی کیا اور صفدر جنگ اسپتال میں ہی 500 بستروں والے نئے ایمرجنسی بلاک، ایمس میں 300 بستروں والے پاور گرڈ وشرام سدن، ایمس انصاری نگر اور ٹراما سینٹر کو جوڑنے والے زیر زمین سڑک کو قوم کے نام وقف کیا۔

وزیراعظم نے اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حکومت تمام اسپتالوں کو جدید ترین سہولیات سے آراستہ کر رہی ہے اور اسی کے ساتھ ساتھ اس امر کو بھی یقینی بنا رہی ہے کہ ہیلتھ کیئر کی سہولیات ملک کے انتہائی دور افتادہ علاقوں تک بھی پہنچ سکیں۔

نیشنل سینٹر فار ایجنگ میں معمر افراد کو جدید ترین صحت خدمات فراہم کی جائے گی اور یہ ادارہ گیریاٹرک میڈیسن کے شعبہ اور متعلقہ اسپیشلٹیز میں تحقیق میں کلیدی رول ادا کرے گا۔ یہ سینٹر ملٹی اسپیشلیٹی ہیلتھ کیئر فراہم کرے گا۔ یہاں جنرل وارڈ میں 200 بستر ہوں گے جن میں 20 میڈیکل آئی سی یو بیڈ شامل ہیں۔

زیر زمین ٹنل کے ذریعہ ایمس اور جے پی این اے ٹراما سینٹر کو جوڑ دیا گیا ہے۔ اس سے اب دونوں سینٹروں تک آنے جانے میں وقت کم لگے گا۔ پاور گریڈ وشرام سدن 300 بستروں والا نائٹ شیلٹر ہوم ہے جسے ایمس اسپتال اور جے پی این اے ٹراما سینٹر آنے والے مریضوں اور ان کے رشتہ داروں کے لئے بنایا گیا ہے۔

صفدر جنگ کے نئے ایمرجنسی بلاک میں 64 ٹرائیج بیڈ، بچوں اور بالغوں کے لئے ریڈ زون، سڑک حادثات کا شکار ہونے والے، گھروں یا کام کے مقامات پر ایکیوٹ ٹراما سے دوچار ہونے والے، شدید زہر خورانی کا شکار ہونے والے اور انتہائی سرجیکل اور میڈیکل ایمرجنسی کے ضرورت مند افراد کے لئے 90 آئی سی یو بیڈ ہوں گے۔ صفدر جنگ اسپتال کا سپر اسپیشلیٹی بلاک میں کارڈیو وسکولر سائنسز، نیورو سائنسز، پلمنری میڈیسن، نیفرولوجی اور اینڈ وکرینولوجی کے شعبے میں ٹرشیئری ہیلتھ کیئر کی سہولیات دستیاب ہوں گی۔ یہ ہارٹ کمانڈ سینٹر، رسپائریٹری کیئر فیسلیٹی، سلیپ لیب، چوبیس گھنٹے ڈائلائسس یونٹ، ایم آر آئی گائیڈیڈ برین سوٹ وغیرہ کے طور پر بھی کام کرے گا۔

☆☆☆

ڈاکٹر صفیہ

تفویض اختیارات پر مبنی پروگرام

چار سال کے مختصر وقفے میں حکومت نے جس نیک نیتی سے ان فلاحی اسکیموں پر عمل درآمد کیا ہے ، وہ ایک مثال ہے اور ریکارڈ بھی کیوں کہ ماضی میں پروگرام او راسکیمیں تو بہت بنائی جاتی تھیں لیکن سست روی اور بے توجہی کی وجہ سے ان کی افادیت مفقود ہوجاتی تھی اور لوگوں کو اس سے خاطر خواہ فائدہ نہیں مل پاتا تھا۔

حکومت سماجی انصاف اور لوگوں کو با اختیار بنانے کے لئے بڑی تیزی کے ساتھ کام کررہی ہے۔اس نے مختلف اسکیموں کے ذریعہ سماجی انصاف کو یقینی بنانے کے لئے قدم اٹھائے ہیں۔لوگوں کو با اختیار بنانے کے لئے کئی مالی اسکیمیں شروع کی گئی ہیں جن میں ، پردھان منتری سرکشا بیمہ یوجنا، پردھان منتری جیون جیوتی بیمہ یوجنا، پردھان منتری جن دھن یوجنا، راشٹریہ سواستھ بیمہ یوجنا، عام آدمی بیمہ یوجنا، پردھان منتری فصل بیمہ یوجنا، اندرا گاندھی اولڈ ایج پنشن اسکیم، انّا پورنا اسکیم، اندرا گاندھی قومی بیوہ پنشن اسکیم، اندرا گاندھی قومی معذوری پنشن اسکیم، قومی خاندان استفادہ اسکیم، سوکنیا سمردھی یوجنا، دیہی ڈاک خانہ زندگی بیمہ اسکیم شامل ہیں۔

عام لوگوں کے لئے عام آدمی بیمہ یوجنا شروع کی گئی ہے۔اس یوجنا کے ذریعہ خط افلاس سے نیچے زندگی گزارنے والے خاندانوں (بی پی ایل) کے لئے گروپ انشورنس اسکیم ہے جو خط افلاس سے کچھ اوپر والے خاندان فائدہ اٹھاسکتے ہیں۔ارکان خاندان کی عمر 18 تا 59 برس کے درمیان ہونی چاہئے اور وہ خاندان کا سربراہ ہونا چاہئے یا بی پی ایل خاندان کا واحد کمانے والا فرد یا شناخت شدہ پیشوں سے تعلق رکھنے والا/ بے زمین خاندان کا بی پی ایل سے کچھ اوپر زندگی گزارنے والے خاندان کا فرد ہونا چاہئے۔

اس کے علاوہ حکومت ہند نے سوکنیا سمردھی یوجنا شروع کی ہے۔یہ اسکیم وزیراعظم کی 'بیٹی بچاؤ، بیٹی پڑھاؤ' مہم کا ایک حصہ ہے۔اگر لڑکی 10 برس یا اس سے کم عمر کی ہے تو اس اسکیم کے تحت اس کا کھاتہ کھلوایا جاسکتا ہے۔اس اسکیم کے تحت سال میں کسی بھی وقت کھاتہ کھلوایا جاسکتا ہے۔شرط یہ ہے کہ لڑکی کی پیدائش طے شدہ وقفے کے دوران ہوئی ہو۔ایک سرپرست زیادہ سے زیادہ دو کھاتے کھلواسکتا ہے لیکن ایک لڑکی کے لئے ایک ہی کھاتہ کھلے گا۔اگر پہلی مرتبہ ہی ایک ساتھ تین بیٹیاں پیدا ہوئی ہوں یا دوسری مرتبہ دو لڑکیاں پیدا ہوئی ہوں تو اس صورت میں والدین زیادہ سے زیادہ تین کھاتے کھلواسکتے ہیں یعنی ہر بیٹی کے لئے ایک کھاتہ۔

اس کے لئے کوئی فکسڈ ڈیپازٹ شیڈول نہیں ہے۔کم از کم 1000 روپے اور زیادہ سے زیادہ 1,50,000 سالانہ کی سرمایہ کاری ہر سوکنیا (ایس ایس وائی) کھاتے میں کی جاسکتی ہے۔رقم سال بھر میں کسی بھی وقت جمع کرائی جاسکتی ہے۔شرط یہ ہے کہ ایک مالی سال میں ایک کھاتے میں 1,50,000 روپے سے زیادہ نہ

مصنفہ بی یو ایم ایس ہیں۔

ہوں۔ مدت پوری ہونے پر رقم صرف آپ کی بیٹی کو ادا کی جائے گی جس کے لئے کھاتہ کھولا گیا ہے۔ یہ رقم سرپرست یا کسی دیگر شخص کو ادا نہیں کی جائے گی۔ یہ ادائیگی مندرجہ ذیل دی گئی صورتوں میں سے جو بھی پہلے ہوگی، کردی جائے گی:

اے: کھاتہ کھولنے کی تاریخ سے 21 برس مکمل ہونے پر۔ بی: جب آپ کی بیٹی کی جس کے لئے کھاتہ کھولا گیا ہے، شادی ہو۔ سی: کھاتہ کھلنے کے 21 برس مکمل ہونے کے بعد جب بھی آپ کی بیٹی چاہے، کھاتہ ختم کرسکتی ہے۔ سوکنیا سمردھی اسکیم کے تحت نیا کھاتہ کھولنے کے لئے درخواست فارم اپنے قریبی ڈاک خانے یا کسی بھی منظور شدہ بینک سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ فارم کے ساتھ آپ کو 1000 روپے بھی جمع کرانے ہوں گے جو بینک سوکنیا سمردھی کھاتہ کھولنے کے مجاز ہیں، ان کی فہرست ذیل میں نقل کی جارہی ہے:

1۔ اسٹیٹ بینک آف انڈیا
2۔ اسٹیٹ بینک آف پٹیالہ
3۔ اسٹیٹ بینک آف بیکانیر وجے پور
4۔ اسٹیٹ بینک آف ٹراونکور
5۔ اسٹیٹ بینک آف حیدرآباد
6۔ اسٹیٹ بینک آف میسور
7۔ آندھرا بینک
8۔ الہ آباد بینک
9۔ بینک آف بڑودہ
10۔ بینک آف انڈیا
11۔ بینک آف مہاراشٹر
12۔ بینک آف مہاراشٹر
13۔ کینرا بینک
14۔ سنٹرل بینک آف انڈیا
15۔ کارپوریشن بینک
16۔ دینا بینک
17۔ انڈین بینک
18۔ انڈین اوورسیز بینک
19۔ پنجاب نیشنل بینک
20۔ سنڈیکیٹ بینک
21۔ یوکو بینک
22۔ اورینٹل بینک آف کامرس
23۔ یونین بینک آف انڈیا
24۔ یونائیٹڈ بینک آف انڈیا
25۔ وجیا بینک
26۔ ایکسس بینک
27۔ آئی سی آئی سی آئی (ICICI) بینک
28۔ آئی ڈی بی آئی (IDBI) لمیٹڈ

سوکنیا سمردھی کھاتہ کھولنے کے لئے درج ذیل دستاویزات جمع کرانے ہوں گے۔

☆ بیٹی کی پیدائش کا سرٹی فیکٹ۔

☆ جمع کرانے والے والدین یا قانونی سرپرست کا شناختی ثبوت۔

☆ جمع کرانے والے والدین یا قانونی سرپرست کے پتہ کا ثبوت۔

☆ بیٹی کی پیدائش کا سرٹیفکیٹ یا اس اسپتال کا سرٹیفکٹ جہاں بیٹی پیدا ہوئی تھی، لگایا جاسکتا ہے جس کو قبول کیا جائے گا۔ اب والدین کو یہ فکر لاحق رہتی ہے کہ کیا کیا مدت پوری ہونے سے پہلے رقم نکالی جاسکتی ہے؟ تو اس کا جواب ہے کہ ہاں، بیٹی کی اعلی تعلیم یا شادی کے لئے 50 فی صد رقم نکالی جاسکتی ہے۔ شادی 18 سال کی عمر پوری ہونے کے بعد ہونی چاہئے۔ اس کھاتہ میں بچت رقم انکم ٹیکس سے مستثنیٰ ہے۔ یہ کھاتہ منتقل بھی کیا جاسکتا ہے۔ سوکنیا سمردھی کھاتہ ہندوستان بھر میں کسی بھی جگہ مفت منتقل کیا جاسکتا ہے۔ اگر وہ لڑکی جس کے لئے کھاتہ کھولا گیا ہے، اس شہر یا علاقہ سے کسی دیگر مقام منتقل ہوئی ہے، جہاں کھاتہ کھولا گیا تھا۔ حکومت کی یہ اسکیم نہایت مفید ہے۔ لوگوں کو اس کا فائدہ اٹھانا چاہئے۔ اس کے علاوہ سماجی تحفظ کی اسکیمیں بھی دستیاب ہیں جس کے لئے استفادہ حاصل کرنے والے کو کم از کم رقم جمع کرانی ہوتی ہے۔ وہ ہیں: ☆ اٹل پنشن یوجنا ☆ پردھان منتری سرکشا بیمہ یوجنا ☆ پردھان منتری جیون جیوتی بیمہ یوجنا۔ اٹل پنشن یوجنا ایسی اسکیم ہے جو غیر منظم شدہ شعبے کے کارکنوں پر مرکوز ہے۔ کوئی بھی ہندوستانی باشندہ اس اسکیم سے استفادہ حاصل کرسکتا ہے۔ اس کے لئے آپ کی عمر 18 تا 40 برس ہونی چاہئے اور اس کے پاس بینک بچت کھاتہ/ ڈاک خانہ ہونا چاہئے۔ اس کے علاوہ آپ کے پاس قابل استعمال موبائل نمبر ہونا چاہئے۔ اٹل پنشن یوجنا (اے پی وائی) کے لئے اندراج کرانے کا طریقہ یہ ہے کہ آپ اپنے بینک/ ڈاک خانہ سے رجوع کریں جس میں آپ کا بچت کھاتہ ہے اور وہاں اے پی وائی کا فارم بھر کردیں جس میں آدھار/ موبائل نمبر تحریر کریں۔ آپ کو یہ بھی دھیان رکھنا ہوتا ہے کہ آپ کے کھاتے میں ماہانہ چندہ دینے کے لئے معقول رقم موجود ہے۔ جن کے پاس بچت کا کھاتہ نہیں ہے، وہ پردھان منتری جن دھن یوجنا کے تحت اپنا کھاتہ کھلوا کر اس کے لئے اندراج کراسکتے ہیں۔ اے پی وائی کے تحت غیر منظم شعبے کے کارکنان اہم مستفیدین میں شامل ہیں۔ اس کے تحت آپ کو 60 برس کی عمر میں 1000، 2000، 3000، 4000 اور 5000 روپے ماہانہ تک گارنٹی شدہ پنشن مل سکتی ہے۔ اس کا انحصار آپ کی طرف سے دیئے گئے چندے کی بنیاد پر ہوتا ہے۔

پردھان منتری سرکشا بیمہ یوجنا: پردھان منتری سرکشا بیمہ یوجنا حادثاتی موت یا معذوری کے خلاف بیمہ کی سہولت بہم پہنچاتا ہے۔ یہ یوجنا حکومت ہند کی طرف سے 9 مئی 2015 کو شروع کی گئی تھی۔ 18 سے 70 برس کی عمر کے سبھی کھاتہ دار جو بینکوں یا ڈاک خانوں میں کھاتہ چلارہے ہیں، اس اسکیم میں

شرکت کرسکتے ہیں۔ اگر آپ کے پاس ایک سے زیادہ بینکوں میں کھاتے ہیں یا ایک سے زیادہ کھاتے ہیں تو آپ صرف ایک بینک کھاتے سے ہی اس اسکیم میں شرکت کرسکتے ہیں۔اس کے لئے پریمیم کی شرح 12 روپے سالانہ فی ممبر ہے۔ پریمیم ادا کرنے کا طریہ اسکیم میں اندراج کے وقت دیئے گئے متبادل کے مطابق پریمیم آپ کے بچت کھاتے سے ''آٹو ڈیبٹ'' کے ذریعہ یک مشت حذف کرلیا جائے گا۔ آپ اسکیم جاری رہنے تک ہر سال آٹو ڈیبٹ کے لئے یک وقتی مینڈیٹ دے سکتے ہیں۔

دیہی ڈاک خانہ زندگی بیمہ یوجنا (RPLI): دیہی ڈاک خانہ زندگی بیمہ یوجنا (آر پی ایل آئی) ڈاک خانے کی طرف سے دیہی علاقوں میں رہنے والے لوگوں کے لئے چلائی گئی بیمہ اسکیم ہے۔ دیہی ڈاک خانہ زندگی بیمہ 1995 میں متعارف کرائی گئی تھی اوراس کا مقصد دیہی علاقوں میں رہنے والے لوگوں خصوصاً سماج کے کمزور طبقے سے تعلق رکھنے والے افراد اور خواتین کامگاروں کے لئے بیمہ کی قابل قبول سہولت فراہم کرنا ہے۔ اپنے قریب ترین ذیلی ڈاک خانے یا اس کی کسی شاخ میں جاکر آپ آر پی ایل آئی کی چھ میں سے کوئی پالیسی لے سکتے ہیں۔

ابھی گزشتہ دنوں وزیراعظم نے پورے ملک میں سماجی تحفظ کی مختلف اسکیموں سے فائدہ اٹھانے والوں سے ویڈیو کانفرنس کے ذریعے رابطہ قائم کیا۔ سماجی تحفظ کی جن چار بڑی اسکیموں کے بارے میں بات چیت ہوئی، ان میں اٹل بیمہ یوجنا، پردھان منتری جیون جیوتی یوجنا، پردھان منتری سرکشا بیمہ یوجنا اور ویا وندنا یوجنا شامل ہیں۔ وزیراعظم نے متعدد سرکاری اسکیموں سے فائدہ اٹھانے والوں کے ساتھ ویڈیو کانفرنس کے ذریعے رابطہ قائم کرنے کا جو سلسلہ قائم کیا ہے، یہ ان میں کی آٹھویں کڑی تھی۔ جن لوگوں نے مشکلات کا سامنا کیا اور پہلے سے زیادہ مضبوط ہوکر ابھرے، اس پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے وزیراعظم نریندر مودی نے کہا کہ سماجی تحفظ کی اسکیمیں لوگوں کو بااختیار بناتی ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ موجودہ حکومت کی سماجی تحفظ کی ان اسکیموں سے نہ

صرف لوگوں کو زندگی میں بے یقینی کی کیفیت سے مؤثر طور پر نمٹنے میں مدد ملتی ہے بلکہ انہیں یہ موقع بھی ملتا ہے کہ وہ اپنے کنبے کے مشکل مالی حالات سے اوپر اٹھ سکیں۔ وزیراعظم نے ان مختلف اقدامات کو اجاگر کیا، جو حکومت نے غریبوں اور کمزور لوگوں کو مالی تحفظ فراہم کرنے کی اسکیموں کے ذریعے اٹھائے ہیں۔ یہ اقدامات ہیں بینکوں کے دروازے غریبوں کے لئے کھولنا۔ ان پر بھروسہ کرنا جن پر پہلے بھروسہ نہیں کیا جاتا تھا۔ چھوٹے کاروبار اور چھوٹے صنعت کاروں کی سرمایہ تک رسائی کو یقینی بنانا۔ یعنی ان لوگوں کو روپیہ فراہم کرنا جن کے پاس روپیہ نہیں تھا، غریبوں اور کمزور لوگوں کو سماجی تحفظ فراہم کرنا۔ یعنی مالی اعتبار سے غیر محفوظ لوگوں کو تحفظ فراہم کرنا۔

اسکیموں سے فائدہ اٹھانے والوں سے بات کرتے ہوئے وزیراعظم نے کہا کہ 2014-2017 کے دوران پردھان منتری جن دھن یوجنا کے تحت 28 کروڑ بینک کھاتے کھولے گئے اور یہ دنیا میں کھولے جانے والے بینک کھاتوں کا تقریباً 55 فیصد ہے۔ انہوں نے خوشی ظاہر کی کہ ہندوستان میں اب عورتوں کے زیادہ بینک اکاؤنٹ ہے اور یہ کہ ہندوستان میں 2014 میں 53 فیصد بینک کھاتے تھے، جبکہ اب یہ تعداد بڑھ کر 80 فیصد ہوگئی ہے۔

لوگوں کو درپیش مشکلات کے بارے میں سنتے ہوئے وزیراعظم نے کہا کہ حالانکہ ایک شخص کی جان کا نقصان کبھی بھی پورا نہیں کیا جاسکتا، تاہم حکومت نے ہمیشہ متاثرہ کنبے کی اقتصادی سیکورٹی کو یقینی بنانے کی کوشش کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ 5 کروڑ سے زیادہ لوگوں نے تقریباً 300 روپے کی معمولی قسط دے کر پردھان منتری جیون جیوتی یوجنا سے فائدہ اٹھایا ہے۔ حادثے کی شکل میں بیمے کی اسکیم پردھان منتری سرکشا بیمہ یوجنا کا ذکر کرتے ہوئے وزیراعظم نے کہا کہ 13 کروڑ سے زیادہ لوگوں نے اس اسکیم سے فائدہ اٹھایا ہے۔ پردھان منتری سرکشا بیمہ یوجنا کے تحت لوگ 12 روپے سالانہ کی معمولی قسط دے کر حادثے کی صورت میں 2 لاکھ روپے تک کا بیمہ حاصل کرسکتے ہیں۔

اس موقع پر وزیراعظم نے ضعیف اور معمر افراد کی بھلائی کے لئے شروع کی گئیں مختلف اسکیموں کا ذکر کیا۔ انہوں نے بتایا کہ پچھلے سال شروع کی گئی ویا وندنا یوجنا سے تقریباً 3 لاکھ معمر لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے۔ اس اسکیم کے تحت 60 سال سے زیادہ کی عمر کے شہری 10 سال کے لئے 8 فیصد منافع کماسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ حکومت نے معمر شہریوں کے لئے آمدنی ٹیکس کی بنیادی حد 2.5 لاکھ سے بڑھا کر 3 لاکھ روپے کردی ہے۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ حکومت نے بزرگ لوگوں کی فلاح و بہبود کا تہیہ کررکھا ہے۔ سبھی لوگوں کو سماجی تحفظ کے تحت لانے کے حکومت کے عہد کا اعادہ کرتے ہوئے وزیراعظم نے کہا کہ 20 کروڑ سے زیادہ لوگوں کو

پچھلے تین برسوں میں سماجی تحفظ کی تین بڑی اسکیموں کے تحت لے آیا گیا ہے (پردھان منتری سرکشا بیمہ یوجنا، پردھان منتری جیون جیوتی یوجنا اور اٹل پنشن یوجنا)۔ وزیراعظم نے اسکیموں سے فیضیاب ہونے والوں کو یقین دلایا کہ حکومت اپنے تمام شہریوں خاص طور پر غریب اور کمزور لوگوں کی فلاح و بہبود کو یقینی بنانے اور بہترین طریقے پر ان کو بااختیار بنانے کی اپنی کوششیں جاری رکھے گی۔ مختلف سماجی تحفظ کی اسکیموں سے فیضیاب ہونے والوں نے کہا کہ کس طرح ان اسکیموں نے ضرورت کے وقت ان کی مدد کی ہے۔ان لوگوں نے وزیراعظم کی طرف سے شروع کی گئی متعدد اسکیموں کے لئے ان کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ ان میں سے بیشتر اسکیموں نے ان کی زندگی بدل کر رکھ دی ہے۔

حکومت نے ان اسکیموں کو بخوبی لاگو کیا ہے اور وقتاً فوقتاً وہ اس کا جائزہ بھی لیتی رہتی ہے۔ضرورت پڑنے پر اس کے بجٹ میں اضافہ بھی کیا جاتا ہے۔

سماجی انصاف اور بااختیار بنانے کی وزارت کے مرکزی وزیر جناب تھاور چند گہلوت کے مطابق سماجی انصاف اور بااختیار بنانے کی وزارت کے 2018-19 کے سالانہ بجٹ میں اس سے گزشتہ سال 2017-18 کے بجٹ کے مقابلے میں 12.19 فیصد کا اضافہ کیا گیا ہے۔ 2017–18 میں یہ بجٹ 6908.00 کروڑ روپئے تھا، جو کہ 2018.19 میں بڑھا کر 7750.00 کروڑ روپئے کر دیا گیا ہے۔ اس طرح بجٹ میں 842.00 کروڑ روپئے یعنی 12.19 فیصد کا اضافہ کیا گیا ہے۔

انہوں نے سماجی انصاف اور بااختیار بنانے کی وزارت کی چار سال کی کامیابیاں سے متعلق ایک پروگرام میں کہا کہ 18 ریاستوں کے 170 نشان زد اضلاع میں کئے گئے انسانوں کے ہاتھ سے انسانی فضلہ اٹھانے کے قبیح پیشے کے قومی سروے کے بارے میں پیش رفت کافی سست ہے۔اس سروے کی سماجی تنظیموں اور ریاستی حکومت کے نمائندگان کے اشتراک و تعاون سے این ایس کے ایف ڈی سی کے ذریعہ نگرانی و نگہداشت کی جا رہی ہے۔ 125 اضلاع میں سروے کا کام مکمل ہو چکا ہے اور اب تک ہاتھوں سے فضلہ اٹھانے والے 5365 افراد کی شناخت کی جا چکی ہے۔انہوں نے کہا کہ وزارت براہ راست فوائد منتقلی کے تحت 25 اسکیموں پر عمل درآمد کر رہی ہے۔عمل درآمد ایجنسیوں کے ذریعہ سال 2016-17 اور سال 2017–18 کے دوران بالترتیب 1.45 کروڑ روپے اور 1.66 کروڑ روپے کی مالی مدد فراہم کی گئی۔استفادہ کنندگان کے اعداد وشمار کو آدھار سے مربوط کرنے کی شرح 66 فیصد ہو گئی ہے۔ ایلوکیشن آف شیڈولڈ کاسٹس (اے ڈبلیو ایس سی) کے تحت تخصیص میں 2015-16 کے 30850.88 کروڑ روپئے سے بڑھا کر 56618.50 کروڑ روپئے کر دیا گیا ہے جو کہ 83.52 فیصد کا مظہر ہے۔ درج فہرست طلباء کے لئے میٹرک کے بعد اسکالرشپ کی اسکیم (پی ایم ایس۔ ایس سی) تقریباً 60 لاکھ طلباء کا سالانہ احاطہ کرتی ہے۔ 2014 سے 2018 کے دوران 2,29,30,654 طلباء نے اس اسکیم سے استفادہ کیا اور اس پر 10,388 کروڑ روپے خرچ کئے گئے۔مرکزی کابینہ نے ریاستوں مرکز کے زیر انتظام ریاستوں کو مذکورہ اسکیم کے تحت 8737 کروڑ روپئے کے بقایہ جات جاری کرنے کو منظوری دے دی ہے۔ 2018-19 میں اس مقصد کے تحت 3000 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔

درج فہرست طلباء کے لئے قومی فیلوشپ کا حوالہ دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اپریل، 2014 سے مارچ، 2018 کے دوران اس اسکیم کے تحت 8000 اسکالروں کا احاطہ کیا گیا اور اس پر 770.80 کروڑ روپئے کی رقم خرچ کی گئی۔ 2018-19 کے دوران 2000 اسکالر ایم فل پی ایچ ڈی کے لئے فیلوشپ حاصل کریں گے۔میرٹ کی بنیاد پر اسکالرشپ فراہم کرنے کی تمام اسکیموں کے لئے والدین کی سالانہ آمدنی کی حد کو 2017–18 سے بڑھا کر 6 لاکھ روپئے سالانہ کر دیا گیا ہے۔وزیر موصوف نے کہا کہ مرکزی اسپانسر شدہ اسکیم ''پردھان منتری آدرش گرام یوجنا (پی ایم اے جی وائی) پر درج فہرست ذاتوں کی اکثریت پر مشتمل آبادی گاؤوں جن میں کی کی آبادی پچاس فیصد سے زائد ہے کی مربوط ترقی کے لئے عمل کیا جا رہا ہے۔اس اسکیم کے تحت درج فہرست ذاتوں کی اکثریت پر مشتمل 2500 گاؤوں کا احاطہ کیا گیا ہے اور پی ایم اے.جی وائی کے تحت 2017–18 سے 2019–2020 کے دوران اس مد میں 300 کروڑ روپئے مختص کئے گئے ہیں۔درج فہرست ذاتوں کے لئے وینچر کیپٹل فنڈ کا ذکر کرتے ہوئے جناب گہلوت نے کہا کہ یہ اسکیم 2014–15 میں شروع کی گئی تھی اور اب تک 71 انٹرپرینیورس یعنی صنعتکاروں کے لئے 255 کروڑ روپئے منظور کئے گئے ہیں۔انہوں نے مطلع کیا کہ دیگر پسماندہ طبقات (او بی سی) کے لئے مجموعی طور پر تخصیص میں 2018–19 کے دوران 41.03 فیصد اضافہ کر کے 2017–18 کے 1237.30 کروڑ روپے کے مقابلے میں 2018–19 میں 1747.00 کروڑ روپے کر دیا گیا ہے۔

وینچر کیپٹل فنڈ فار ایس سی کی طرز پر دیگر پسماندہ طبقات کے لئے بھی نئی وینچر فنڈ اسکیم 200 کروڑ روپے کے سرمائے سے لانچ کی جائے گی۔ 2018–19 میں 140 کروڑ روپے فراہم کرا دیا گیا ہے۔وزیر موصوف نے بتایا کہ راشٹریہ وایوشری یوجنا کل 292 اضلاع منتخب کئے گئے ہیں، 25 اضلاع میں تشخیصی کیمپ لگائے گئے اور 39 اضلاع میں تقسیمی کیمپوں کا اہتمام کیا گیا۔ 43865 بزرگ شہریوں نے استفادہ کیا۔ خط افلاس سے نیچے کے زمرے سے تعلق رکھنے والے کل 99431 بزرگ شہریوں کو معاون آلات تقسیم کئے گئے۔

مختصراً یہ کہ حکومت لوگوں کو بااختیار بنانے کے لئے پرعزم ہے۔اوپر لوگوں کو بااختیار بنانے کی جن اسکیموں کا ذکر کیا گیا ہے، وہ اس سے لوگوں کی زندگی میں تبدیلی آ رہی ہے۔چار سال کے مختصر وقفے میں حکومت نے جس نیک نیتی سے فلاحی اسکیموں پر عمل درآمد کیا ہے، وہ ایک مثال ہے اور ریکارڈ بھی کیوں کہ ماضی میں پروگرام او راسکیمیں تو بہت بنائی جاتی تھیں لیکن سست روی اور بے توجہی کی وجہ سے ان کی افادیت مفقود ہو جاتی تھی اور لوگوں کو اس سے خاطر خواہ فائدہ نہیں مل پاتا تھا۔

☆☆☆

منصور خان

اقلیتوں کو تعلیم اور ہنر کے ذریعے بااختیار بنانا

حکومت اقلیتوں کی فلاح و بہبود کے مختلف پروگراموں اور اسکیموں کو نیک نیتی کے ساتھ روبہ عمل لانے کی کوشش کر رہی ہے۔ سب کا ساتھ سب کا وکاس کے اصول پر چلتے ہوئے حکومت اقلیتوں کی چوطرفہ ترقی کے لئے پرعزم ہے۔ اس نے تعلیم اور روزگار کے ذریعہ بااختیار بنانے کی سمت میں کئی پروگرام وضع کئے ہیں۔ حکومت لڑکیوں کی تعلیم پر خاص زور دے رہی ہے۔ اس نے بیٹی بچاؤ بیٹی پڑھاؤ جیسی عظیم الشان مہم بھی شروع کر رکھی ہے۔ اس کا مقصد خاص طور پر لڑکیوں کو بااختیار بنانا ہے۔ اس مقصد کے لئے حکومت نے نئی روشنی نامی اسکیم شروع کی ہے۔ اسکیم کا مقصد اقلیتی خواتین کے اندر اعتماد کی فضا قائم کرنا اور انہیں خود مختار بنانا ہے۔ اس کے لئے ہر سطح سرکاری نظاموں، بینکوں اور دیگر اداروں سے رابطہ اور بات چیت کے لئے انہیں معلومات اور تکنیک فراہم کی جاتی ہے۔ پوسٹ میٹرک اسکالرشپ میں بھی لڑکیوں کی حوصلہ افزائی کے لئے 30 فی صد اسکالرشپ طالبات کے لئے مخصوص کی گئی ہے۔ اس کا مقصد لڑکیوں کی جامع تعلیم کو یقینی بنانا ہے۔ اس کے تحت پورے ملک میں لڑکیوں کے لئے بارہویں تعلیم مفت ہے۔ خواہ وہ کسی بھی طبقہ سے تعلق رکھتی ہوں۔ چند ریاستوں میں گریجویشن تک لڑکیوں کی تعلیم کو مفت بنا دیا گیا ہے تاکہ وہ اعلی تعلیم حاصل کر سکیں۔ محروم اور پسماندہ طبقہ کی لڑکیوں کے لئے پیشہ ورانہ تعلیم بھی مفت کر دی گئی ہے۔ یہ تمام اقدامات خواتین کو بااختیار بنانے کے لئے کئے گئے ہیں۔ اس کا مقصد ان کے جائز حقوق کی ادائیگی اور ان میں تعلیم کے لئے بیداری پیدا کرنا ہے، لہٰذا لڑکیوں کی تعلیم بہت اہمیت رکھتی ہے۔ جامع تعلیم کی پالیسی میں یہ بات واضح کر دی گئی ہے کہ تعلیم کو خواتین کی حیثیت سے بنیادی تبدیلی کے ایک ایجنٹ کے طور پر استعمال کیا جانا چاہئے تاکہ ماضی کی مسخ شدہ صورت حال سے پیچھے چھڑایا جائے اور خواتین کے لئے موافق اور سازگار حالات بنائے جائیں۔ خواتین کی تعلیم کو عام کرنا ہی صحیح معنوں میں یک تعلیم یافتہ معاشرے کی بنیاد ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ سماجی تبدیلی بھی تعلیم کے ذریعہ ہی ممکن ہے۔ جہالت بہت بڑی لعنت ہے جو ہر طرح کی بری رسومات اور لعنتوں کو جنم دیتی ہے۔ تعلیم کے فروغ کے لئے حکومت کی جانب سے ہر دور میں کوششیں ہوتی رہی ہیں۔ آج بڑی تعداد میں لوگ تعلیم حاصل کر رہے ہیں لیکن ابھی اصل ہدف پورا نہیں ہوا ہے۔ یہ نشانہ اس وقت پورا ہوگا جب سماج کا ہر طبقہ زیور تعلیم سے آراستہ ہوگا۔ حکومت نے اس سلسلے میں بہت ساری کوششیں کیں اور طلبہ کو آگے کی تعلیم کی طرف راغب کرنے کے لئے کئی اسکیمیں بنائیں جس میں سے ایک اہم اسکیم پوسٹ میٹرک اسکالرشپ ہے۔ یہ اسکالرشپ اقلیتی فرقہ کے طلبہ کو گیارہویں سے پی ایچ ڈی کی سطح تک تعلیم حاصل کرنے کے لئے دی جاتی ہے۔ اس اسکیم سے فائدہ اٹھا کر طالب علم اپنی اعلی تعلیم کا خواب پورا کر سکتے ہیں۔ زیادہ تر طلبہ اور والدین کو بھی اس سلسلے میں کوئی جانکاری نہیں ہوتی، لہٰذا وہ اقتصادی طور پر سماج کے کمزور طبقات کے لئے بنائی گئی حکومت کی اس اہم اسکیم کے فوائد سے محروم رہ جاتے ہیں۔ سماج کے کمزور اور پسماندہ طبقہ کو اس اسکیم سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہئے۔

اس اسکالرشپ کے لئے وہ طلبہ درخواست دے سکتے ہیں جو اسکولوں، کالجوں، اداروں یا تسلیم شدہ نجی اسکولوں، کالجوں یا اداروں میں زیر تعلیم ہیں جن میں تکنیکی اور پیشہ ورانہ کورسیز کی تعلیم دی جاتی ہے نیز آئی ٹی آئی اور انڈسٹریل ٹریننگ سینٹر میں زیر تعلیم طلبہ بھی اس کے حقدار ہیں۔ اس اسکیم فائدہ اٹھانے والے طلبہ کو اس مقصد کے لئے کسی دوسری اسکیم سے مستفید ہونے کی اجازت نہیں ہے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ طالب علم کسی یونیورسٹی یا دیگر ادارے سے فیلوشپ حاصل نہ کر رہا ہو۔ اس اسکیم سے کنبہ کے صرف دو افراد ہی مستفید ہو سکتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی گھر میں چار لڑکے یا لڑکیاں ہوں تو اس میں سے صرف دو کو ہی مذکورہ اسکالرشپ کا فائدہ ملے گا۔ اس اسکالرشپ کے تحت رہائشی اور غیر رہائشی طلبہ کو گیارہویں سے بارہویں کلاس کیلئے داخلہ اور ٹیوشن فیس کی صورت میں سات ہزار روپے سالانہ یا اصل ادا کردہ فیس قابل واپسی ہوگی۔ رہائشی اور غیر رہائشی طلبہ کے ذریعہ گیارہویں اور بارہویں کلاس کی سطح کے تکنیکی اور پیشہ ورانہ کورسیز میں داخلے اور ٹیوشن فیس کی صورت میں اصل ادا کی گئی یا زیادہ سے زیادہ دس ہزار روپے سالانہ کے حساب سے قابل واپسی ہوگی۔ گیارہویں اور بارہویں کلاس کی سطح کے تکنیکی اور پیشہ ورانہ کورسز میں تعلیم حاصل کرنے والے رہائشی طلبہ کو 235 روپے ماہانہ اور غیر رہائشی طلبہ کو 140 روپے ماہانہ کے حساب سے مینٹیننس الاؤنس دئے جائیں گے۔ طلبہ و طالبات کے لئے پوسٹ میٹرک اسکالرشپ حاصل کرنے کی شرائط پوری کرتے ہیں، انہیں یہ وظیفہ حاصل کرنا بہت آسان ہے۔ آپ اپنے کمپیوٹر یا کسی نزدیکی کیفے میں جائیے اور حکومت کی ویب سائٹ پر جاکر www.scholarship.gov.in لاگ آن کریں

مضمون نگار ایک آزاد قلم کار ہیں۔

نیز دیگر اسکیموں کی تفصیلات وزارت کی ویب سائٹ www.minorityaffairs.gov.in پر دیکھی جاسکتی ہے۔وزارت اقلیتی امور کی ویب سائٹ ڈبلیو ڈبلیوڈبلیو مائنارٹی افیئر کی ویب سائٹ پر جا کر آن لائن درخواست دی جاسکتی ہے۔مذکورہ ویب سائٹ پر ہدایات بھی درج ہوتی ہیں۔ اسے غور سے پڑھیں اور ہدایات کے مطابق درخواست فارم بھریں۔اقلیتی امور کی وزارت نے تمام سطحوں پر اسکالرشپ کے ذریعہ اقلیتوں کی تعلیم کو سب سے زیادہ اہمیت دے رہی ہے۔وہ 10 ویں سے پہلے اور دسویں کے بعد میرٹ کی بنیاد پر اسکالر شپ اور مولانا آزاد نیشنل فیلوشپ کے ذریعہ تعلیمی اعتبار سے بااختیار بنانے کی بھرپور کوشش کررہی ہے۔علاوہ ازیں وزارت کے تحت آنے والا ایک خودمختار ادارہ مولانا آزاد ایجوکیشن فاؤنڈیشن (ایم اے ای ایف) اقلیتی برادری کی تقریباً 35000 باصلاحیت لڑکیوں کو ہر سال اسکالرشپ دیتا ہے۔پوسٹ میٹرک اسکالرشپ کا مقصد یہ ہے کہ طلبہ میں تعلیم کا فی صد بڑھے اور اسکول چھوڑنے کی شرح میں کمی آئے۔حکومت اس بات کی کوشش کررہی ہے کہ کوئی بھی بچہ صرف فیس یا کسی غیر ضروری اسباب کی بنا پر دسویں کے بعد کی تعلیم سے محروم نہ رہ جائے کیوں کہ بچے ملک کا مستقبل ہوتے ہیں۔اگر آج یہ تعلیم سے محروم رہ گئے تو مستقبل میں ملک کی ترقی کا بیڑہ کون اٹھائے گا نیز ایک صالح اور عمدہ معاشرہ کی تشکیل کا خواب بھی ادھورا رہ جائے گا۔

حکومت ہر سال تعلیم کے لئے خاص طور پر سماج کے کمزور اور پسماندہ طبقات میں تعلیم کو فروغ دینے کے لئے اچھا خاصا بجٹ بھی مختص کرتی ہے تاکہ سماج کا کوئی بھی فرد کسی بھی وجہ سے تعلیم سے محروم نہ رہ جائے۔گزشتہ بجٹ میں اقلیتی امور کے لئے مختص سرمائے کا تقریباً 50 فی صد حصہ اقلیتوں کو تعلیمی طور پر بااختیار بنانے کے لئے مخصوص تھا کیوں کہ ان کی ترقی کے لئے تعلیم بنیادی ضرورت کی حیثیت رکھتی ہے لیکن اس سمت میں بیداری پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ حکومت پوسٹ میٹرک اسکالرشپ کے سلسلے میں بیداری پیدا کرنے کے لئے ذرائع ابلاغ اور ٹیلی ویژن سمیت مختلف ذرائع کا بھی سہارا لے رہی ہے۔مختلف میڈیا ذرائع سے وقتاً فوقتاً اس کے لئے اشتہارات دیئے جاتے ہیں تاکہ طلبہ اس اسکیم سے مستفید ہوں۔عموماً تعلیمی سال کے اختتام اور آغاز کے موقع پر اس کے لئے درخواستیں طلب کی جاتی ہیں۔ اخبارات ،ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر اس کا اشتہار دیا جاتا ہے،لہٰذا سماج کے کمزور اور غریب طلبہ وطالبات کو آگے کی پڑھائی کے لئے حکومت کی اس اہم اسکیم سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہئے تاکہ وہ خودکفیل بن سکے اور غربت اور افلاس کی وجہ سے کوئی بچہ تعلیم سے محروم نہ رہ جائے۔حکومت کی یہ اسکیم اصل معنوں میں جبھی کامیابی سے ہم کنار سمجھی جائے گی جب لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں اور اپنی آگے کی پڑھائی مکمل کریں۔

دستکاروں اور ہنرمندوں کے لئے امکانات کے نئے دروازے کھولنے کے لئے اقلیتی امور کی وزارت نے ایک مربوط اسکیم 'استاد' شروع کی ہے۔اس کا مقصد پشت در پشت چلی آرہی ہنرمندیوں کو بچانا ہے۔روایتی فنون اور دستکاری کے حق میں امکانات کے نئے دروازے کھولنے کے لئے یہ اسکیم بہت اہم ہے۔اس کا آغاز قالین اور ساڑیوں کے لئے ہندستان کے مشہور مقام بنارس سے ہوا جو وزیر اعظم نریندر مودی کا پارلیمانی حلقہ انتخاب بھی ہے۔اس اسکیم کے ذریعہ اقلیتی فرقے کے نوجوانوں اور خاص طور پر لڑکیوں کو بلا امتیاز تعلیم اور روزگار کے حصول کو یقینی بنایا جائے گا اور انہیں کاروباری مواقع فراہم کئے جائیں گے۔وزارت کی اسکیم 'پڑھو۔ پردیس' کے تحت اقلیتی طلبہ کو بیرون ملک اعلی تعلیم حاصل کرنے کے لئے دئے جانے والے قرض کے سود میں چھوٹ بھی دی جاتی ہے۔ 2014-15 کے دوران کینرا بینک کے ذریعہ اسے نافذ کیا گیا تھا۔

اقلیتی امورے وزیر مملکت آزادانہ چارج مختار عباس نقوی کے مطابق ایک طرف پروگریس پنچایت نے سب کا ساتھ سب کا وکاس اور انتودیہ کے تئیں ہمارے عہد کو پورا کرنے کے ایک مضبوط مشن کو ثابت کردیا ہے، دوسری طرف ہنر ہاٹ اقلیتی طبقوں سے تعلق رکھنے والے ماسٹر فنکاروں کو حوصلہ مارکیٹ اور موقع فراہم کررہا ہے۔ وزارت کی طرف سے تاحال دو ہنر ہاٹ کا اہتمام کیا گیا ہے۔ان دونوں ہنر ہاٹ میں 35 لاکھ سے زیادہ لوگوں نے شرکت کی۔وزیر موصوف نے کہا کہ دستکاری اور ذائقوں کا سنگم کے موضوع کے ساتھ اس لحاظ سے دوسرا ہنر ہاٹ مثالی تھا کیوں کہ اس نے باورچی خانہ میں ملک کے مختلف حصوں سے دستکاری اور روایتی کھانوں کی نمائش کی۔ پہلا ہنر ہاٹ کا نومبر 2016 میں انڈیا انٹرنیشنل پریڈ فیئر میں 14 سے 27 نومبر کو اہتمام کیا گیا تھا۔ان دونوں ہنر ہاٹ کی زبردست کامیابی کے بعد اقلیتی امور کی وزارت نے ہنر ہب قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے تاکہ ہر ریاست میں اس طرح کے پروگراموں کا انعقاد کیا جاسکے۔بہت سی ریاستیں اس پروجیکٹ کے لئے زمین فراہم کرنے کیلئے آگے آئی ہیں۔اگلے ہنر ہاٹ کا اہتمام پڈوچیری، ممبئ، لکھنو، بینگلورو، کولکاتا، گوہاٹی، احمد آباد اور جے پور میں کیا جائے گا۔جناب نقوی نے کہا کہ وزیر اعظم جناب نریندر مودی کی شروع کردہ ڈیجیٹل مہم میں شامل ہوکر اقلیتی امور کی وزارت نے اپنی تمام اسکیموں اور پروگراموں کو ڈیجیٹل آن لائن کردیا ہے۔

مسٹر گوئل نے اس سلسلے میں کہا کہ 'کم از کم حکومت زیادہ سے زیادہ کام اور اسکل انڈیا، کلین انڈیا، ڈیجیٹل انڈیا اور میک ان انڈیا جیسے پروگراموں کے ذریعہ ہندوستان کے سبھی طبقات کو بااختیار بنانے سے متعلق وزیر اعظم کی پالیسی کا تذکرہ کیا۔ ہندوستان میں سرمایہ کاری کے بارے میں بتاتے ہوئے جناب گوئل نے کہا کہ ہندوستان دنیا بھر کی کھلی معیشتوں میں سے ایک ہے

جو ہر ایک شعبہ میں چھلانگ لگانے کے لئے تیار ہے۔ انہوں نے یکم جولائی 2017 سے نافذ ہونے والے جی ایس ٹی کے بارے میں بات کی۔ انہوں نے جن دھن، آدھار اور ڈیجیٹل پیمنٹ پلیٹ فارم جیسے مالیاتی شمولیت والے اقدامات کی وضاحت کی۔ مختصر یہ کہ حکومت اقلیتوں کی فلاح و بہبود کے مختلف پروگراموں اور اسکیموں کو خلوص کے ساتھ روبہ عمل لانے کی پوری کوشش کررہی ہے۔ سب کا ساتھ سب کا وکاس کے اصول پر چلتے ہوئے حکومت اقلیتوں کی چوطرفہ ترقی کے لئے پرعزم ہے۔

مذکورہ پروگراموں اور اسکیموں کے ذریعہ اقلیتوں کو بااختیار بنانے کی کوششیں جاری ہیں۔ حکومت لڑکیوں کی تعلیم پر خاص زور دے رہی ہے۔ بیٹی بچاؤ بیٹی پڑھاؤ جیسی انقلابی اسکیم اسی کا حصہ ہے۔ اس کا مقصد خاص طور پر لڑکیوں کو بااختیار بنانا ہے۔

☆☆☆

معذور افراد کے لئے ہنرمندی کے فروغ پر قومی ورکشاپ کا اہتمام

☆ سماجی انصاف وتفویض اختیارات کی مرکزی وزارت کے جسمانی معذور افراد کو بااختیار بنائے جانے کے محکمے (ڈی ای پی ڈبلیوڈی) کے محکمے کی جانب سے جسمانی معذور افراد (دویانگ جن) کے لئے ہنرمندی کے فروغ کے ایک قومی ورکشاپ کا اہتمام کیا گیا۔ اس ورکشاپ کا اہتمام تربیتی شراکتداروں سے لے کر پالیسی سازوں تک تمام دعوے داروں اور ملازمین کو ایک پلیٹ فارم مہیا کرانا ہے۔ سماجی انصاف وتفویض اختیارات کے مرکزی وزیر جناب تھاور چند گہلوت نے اس ورکشاپ کا افتتاح کیا اور ہنرمندی کے فروغ وکاروباری امور کے مرکزی وزیر جناب دھرمیندر پردھان نے اس تقریب میں مہمان خصوصی کی حیثیت سے شرکت کی۔ ڈی ای پی ڈبلیو کے محکمے کی سکریٹری محترمہ شکنتلا ڈی گیملن، ڈی ای پی ڈبلیوڈی کے سینیر افسران، پرائیویٹ اور سرکاری شعبے کے کارپوریٹ سیکٹر کے نمائندوں، ریاستی سرکاروں اور ڈی ای پی ڈبلیوڈی کے اندراج شدہ تربیتی مراکز کے نمائندے اس ورکشاپ میں شرکت کررہے ہیں۔ جناب تھاور چند گہلوت نے اس موقع پر اپنی افتتاحی تقریر میں کہا کہ ملازمت بااختیار ہونے کی کلیدی حیثیت رکھتی ہے۔ معذور افراد کے حقوق کے قانون، ڈی رائٹ آف پرسنس وِدڈس ایولٹیز ایکٹ (ار پی ڈبلیوڈی) 2016 کی رو سے سرکار جسمانی معذور افراد کی ہنرمندی کے فروغ کے لئے اسکیمیں تیار کرتی ہے اور انہیں فروغ دیتی ہے تاکہ ملازمتوں کے امکانات میں اضافہ کیا جاسکے۔ ڈی ای پی ڈبلیو کے محکمے نے ہنرمندی کے فروغ اور کاروباری امور کی وزارت کے اشتراک سے جسمانی معذور افراد کی ہنرمندی کے فروغ کے لئے قومی منصوبہ عمل کا نفاذ مارچ 2015 میں کیا تھا۔ اس سلسلے میں ڈی ای پی ڈبلیو ڈی کے محکمے نی اسکیم فار امپلی مینٹیشن آف رائٹ آف پرسنس وِدڈس ایولٹیز ایکٹ (ایس آئی پی ڈی اے) کے نام سے ایک وسیع تر اسکیم کا نفاذ کیا ہے جس میں جسمانی معذور افراد کی ہنرمندی کے فروغ سے متعلق امور شامل ہیں۔ این اے پی کے تحت پی ڈبلیوڈی محکموں نے سال 17-2016 کے مدت کے دوران 75640 افراد کو تربیت دی ہے اور جاری سال کے دوران پی ڈبلیوڈی محکموں کے ذریعہ 90 ہزار افراد کو تربیت دینے کا نشانہ معین کیا گیا ہے۔ یاد رہے کہ جسمانی معذور افراد کی ہنرمندی کے فروغ کے پروگرام کی عمل آوری محکمہ ہذا میں مندرج تربیت دہندہ شراکت داروں کے درریعہ کی جاتی ہے۔ یہ تنظیمیں اپنے قومی اداروں، اپنے کمپوزٹ ریجنل سینٹروں اور نیشنل ہینڈی کیپڈ فائنس اینڈ ڈیولپمنٹ کارپوریشن (این ایچ ایف ڈی سی) کے ذریعہ کرائی جاتی ہے۔ اس موقع پر جناب تھاور چند گہلوت نے اپنی افتتاحی تقریر میں بتایا کہ اب تک ملک کی 28 ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام ایک علاقے میں موجود 258 تربیت دہندہ شراکتداروں کا اندراج ڈی ای پی ڈبلیو کے ذریعہ کیا گیا ہے۔ یہ اندراج 26 سرکاری تنظیموں اور 232 غیر سرکاری تنظیموں کے ذریعہ جسمانی معذور افراد کو ہنرمندی کے فروغ کی تربیت دینے کے لئے مجاز قرار دئے جانے کی غرض سے کیا گیا ہے۔ گزشتہ چار برسوں کے دوران تقریباً 1.4 لاکھ جسمانی معذور افراد کو فروغ ہنرمندی/محکمہ ہذا کے پیشہ ورانہ تربیت پروگرام کے تحت ہنرمندی کی تربیت دی جاچکی ہے۔ جناب گہلوت نے اپنی تقریر میں آگے کہا کہ جسمانی معذوریاں ہمارے سماج کے انتہائی حاشیے پر پڑے افراد کے زمرے کی حیثیت رکھتی ہے۔ ان میں سے بیشتر لوگوں کو تعلیم اور تربیت تک رسائی حاصل نہیں ہے، اس لئے یہ لوگ ملازمت اور روزگار کے فوائد سے محروم ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہر زمرے کی معذوریت اپنے آپ میں ایک منفرد اہلیت کی حیثیت رکھتی ہے۔ اسی طرح ملک کے مختلف خطوں/علاقوں کے بازاروں کی مانگ مختلف ہوتی ہے۔ ہر صنعت/کارپوریٹ شعبے کی اپنی ضرورت ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر کپڑے کی صنعت کی مانگ مختلف اور خردہ شعبے کی مانگ پوری طرح سے مختلف ہوگی۔ جسمانی معذوریت کے ایک مخصوص زمرے کی معذوریت، مقامی بازار کی مانگ اور صنعت کی ضرورتوں جیسے تین اجزا کی یکجائی اور ہم آہنگی بھی اپنے آپ میں ایک چیلنج کی حیثیت رکھتی ہے جبکہ جسمانی معذور افراد کی تربیت کے نصاب کی تیاری بھی اپنے آپ میں ایک نہایت پیچیدہ کام ہے۔ اس موقع پر اپنے کلیدی خطبے میں جناب دھرمیندر پردھان نے کہا کہ اب تک جو چیلنج باعث تشویش ہیں ان میں ملازمت کا معقول موقع فراہم کرنا اپنے آپ میں زبردست چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے، جو ہنرمندی کے فروغ کے پروگرام کی موثر عمل آوری کے لئے لازمی ہے۔ انہوں نے اپنی تقریر میں یہ یقین دہانی بھی کرائی کہ جسمانی معذور افراد کی زندگیوں میں بہتری پیدا کرنے کی خاطر ہنرمندی کے فروغ اور کاروباری امور کی وزارت اور پٹرولیم اور قدرتی گیس کی وزارت کی جانب سے تمام تر امداد فراہم کرائی جائے گی۔ اس موقع پر محکمہ ہذا کی سکریٹری محترمہ شکنتلا ڈی گیملن نے اپنی تقریر میں کہا کہ آزاد اور خودمختار زندگی میں معاشی بااختیاریت کو کلیدی حیثیت حاصل ہے، جو خود روزگاری یا فائدہ مند باتنخواہ ملازمت کے ذریعہ ہی حاصل ہوتی ہے اور جسمانی معذور افراد کی شمولیت کے ساتھ ایک ایسے سماج کی تشکیل لازمی محسوس ہوتی ہے، جس میں جسمانی معذور افراد کی ہنرمندیوں کے فروغ کے پروگرام اور اسکیمیں تیار کی جائیں تاکہ وہ اپنی ملازمت اور روزگار کی ضرورتوں کی تکمیل کرسکیں۔ اس ورکشاپ میں جسمانی معذروافراد کی ہنرمندی کے فروغ کے تمام پہلوؤں پر غور وخوض اور گفتگو کی گئی اور جسمانی معذور افراد کی ہنرمندی کے فروغ کے کلیدی شعبے کے مسائل کے قابل عمل حل کی تلاش پر گفتگو کی گئی۔ اس ورکشاپ کے افتتاحی اجلاس کے علاوہ تین تکنیکی اجلاس کا بھی اہتمام کیا گیا۔ 2011 کی مردم شماری کے مطابق ہندوستان میں 26.8 ملین جسمانی معذور افراد موجود ہیں جو ملک کی کل آبادی کے 2.21 فی صد کے بقدر ہیں۔ ان میں سماعت کی معذوری، جسمانی نقل وحمل وحرکت کی معذوری، بصری معذوری، گویائی کی معذوری، ذہنی معذوری، ہمہ جہت معذوری اور دیگر اقسام کی غیر مخصوص معذوریتوں کے زمرے شامل ہیں۔ یاد رہے کہ ہندوستان یو این سی آر پی ڈی کا دستخط کنندہ ہے۔ اس کا نفاذ مئی 2018 میں عمل میں آیا تھا۔ حکومت ہند نے اس آر پی ڈبلیوڈی ایکٹ کا نفاذ کیا تھا جو 19 اپریل 2017 کو نافذ العمل ہوا تھا۔ یہ قانون یو این سی آر ڈی پی کے جذبے سے قریبی مطابقت رکھتا ہے۔

قبائلی ترقی کیلئے اسکیمیں

قبائلی ترقی کے لئے فنڈ کی نگرانی: ایس سی اے ٹو ٹی ایس پی

قبائلی ذیلی منصوبہ کے لئے خصوصی مرکزی امداد (ایس سی اے ٹو ٹی ایس ایس) (جسے پہلے ایس سی اے ٹو ٹی ایس پی کے نام سے جانا جاتا تھا) مرکزی حکومت کی طرف سے دی جانے والی صد فیصد گرانٹ ہے۔ اس کا مقصد تعلیم، صحت، صفائی ستھرائی، پانی کی سپلائی، ذریعہ معاش، اسکل ڈیولپمنٹ، چھوٹے انفرااسٹرکچر وغیرہ کے لئے امداد فراہم کرنا ہے تاکہ شیڈولڈ کاسٹ (ایس ٹی) آبادی اور دیگر کے درمیان کی خلیج کو ختم کیا جاسکے۔ بزنس رولس کی تخصیص (اے بی آر) میں جنوری 2017 میں ترمیم کی گئی ہے، جس کے ذریعے قبائلی امور کی وزارت کیلئے لازم قرار دیا گیا ہے کہ وہ نیتی آیوگ کے ذریعے وضع کئے گئے فریم ورک اور میکانزم کی بنیادوں پر مرکزی وزارتوں کے ایس ٹی سی فنڈ کی نگرانی انجام دے۔ اس سلسلے میں ایک آن لائن نگرانی نظام ویب ایڈریس کے ساتھ فراہم کرایا گیا ہے۔ جو درج ذیل ہے (stcmis.nic.in)۔ اس فریم ورک کے تحت 298 مختلف اسکیموں کے تحت درج فہرست قبائل کی فلاح و بہبود کیلئے کی گئی تخصیص کی نگرانی کا انتظام کیا گیا ہے۔ اخراجات اور تخصیص دونوں کی نگرانی کی جاتی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ عملی کارکردگی اور نگرانی کے نتائج پر بھی نظر رکھی جاتی ہے۔ یہ فریم ورک اس امر کا بھی انتظام کرتا ہے کہ احتساب کو یقینی بنانے کیلئے محل وقوع کے لحاظ سے تفصیلات حاصل کی جائیں اور نشان زد مصارف کا گوشوارہ بھی حاصل ہو۔ مزید براں وزارتوں/محکموں کے لحاظ سے تال میل اور نگرانی کیلئے نوڈل افسران کو بھی نامزد کیا گیا ہے۔ درج فہرست قبائل کی فلاح و بہبود کیلئے مختلف اسکیموں کے تحت کی جانے والی تخصیص پہلے ہی علیحدہ بجٹ مد کے طور پر 796 کے تحت کی جا چکی ہے تاکہ سرمائے کی تقسیم کے امکانات نہ رہیں۔ وزارت اور محکمے کے لحاظ سے کارکردگی پر ششماہی بنیاد پر مشترکہ طور پر قبائلی امور کی وزارت اور نیتی آیوگ کے ذریعے نظرثانی کی جائے گی۔ 2017-18 کے دوران ایس ٹی سی کے تحت مختص کردہ مجموعی رقم کا 92.85% مختلف مرکزی وزارتوں/محکموں نے مختلف ترقیاتی پروجیکٹوں کیلئے جاری کر دی ہے، جن کا تعلق تعلیم، صحت، زراعت، آبپاشی، سڑک، ہاؤسنگ، روزگار فراہمی، ہنرمندی، ترقیات وغیرہ سے ہے۔

دفعہ 275 کے تحت امداد: دستور ہند کے دفعہ 275(1) کے تحت ایڈ کی شکل میں گرانٹ حکومت ہند کی طرف سے صد فیصد گرانٹ ہے۔ اس پروگرام کے تحت کسی ریاست کو اس لئے مالی مدد دی جاتی ہے تاکہ وہ ریاست میں ریاستی حکومتوں کے ذریعہ شیڈولڈ ٹرائبس کے بہبود کے لئے چلائی جانے والی

ترقیاتی اسکیموں یا ان کی حالت کو بہتر بنانے کے لئے کئے جانے والے انتظامی اقدامات پر آنے والی لاگت کو پورا کرسکیں۔ یہ فنڈ ریاستوں کو مختلف شعبہ جاتی اقدامات کیلئے فراہم کی جاتی ہے۔

شیڈولڈ ٹرائب اور جنگلوں میں رہنے والے روایتی افراد (جنگلاتی حقوق کو تسلیم کرنے کا) قانون 2006: قبائلیوں اور جنگلوں میں رہنے والے افراد کے حقوق

جنگلوں میں رہنے والے بہت سارے قبائلی خاندانوں کی ابتر صورت حال نیز انہیں کسی بھی طرح کے حق سے محرومی کو دیکھتے ہوئے ایک تاریخی قانون شیڈولڈ ٹرائب اور جنگلوں میں رہنے والے روایتی افراد (جنگلاتی حقوق کو تسلیم کرنے کا) قانون 2006 کے نام سے بنایا گیا جس میں ان کے حقوق کو تسلیم کیا گیا ہے۔ اس قانون میں جنگلوں میں رہنے والے ان افراد کے حقوق کو بھی تسلیم کیا گیا ہے جو نسلوں سے وہاں آباد ہیں تاہم دستاویزوں میں ان کا کوئی اندراج نہیں ہے۔

یہ قانون نہ صرف جنگلوں میں ان کے انفرادی یا مشترکہ طور پر رہنے، ذریعہ معاش کے لئے کھیتی باڑی کرنے کے حق کو تسلیم کرتا ہے بلکہ جنگلاتی وسائل پر ان کے حقوق کو یقینی بھی بناتا ہے۔ جس میں ملکیت' چھوٹے جنگلاتی پیداوار کو جمع کرنے، استعمال کرنے اور انہیں ٹھکانے لگانے کا حق' نستار جیسا کمیونٹی حق' قدیم ترین قبائلی گروپوں اور زراعت سے پہلے کے دور کے کمیونٹیز کے حقوق، تحفظ کا حق، کمیونٹی جنگلاتی وسائل کو بچانے اور ان کے دیکھ بھال کا حق بھی دیتا ہے۔

یہ قانون جنگلوں کی زمین کو عوامی بہبود کے سہولیات مثلاً اسکول' شفاخانے' سستے قیمت پر اناج کی دکانیں' بجلی'

ٹیلی کمیونیکیشن لائن، پانی کا ٹینک وغیرہ کی تعمیر کے لئے گرام سبھا کی سفارش پر حکومت کے ذریعہ استعمال کی اجازت بھی دیتا ہے۔

قبائلی مصنوعات/پیداوار کی ترقی اور مارکیٹنگ کے لئے ادارہ جاتی امداد (سنٹرل سیکٹر اسکیم): اس اسکیم کے تحت اسٹیٹ ٹرائبل ڈیولپمنٹ کوآپریٹیو کارپوریشن (ایس ٹی ڈی سی سی) اور ٹرائبل کوآپریٹیو مارکیٹنگ ڈیولپمنٹ فیڈریشن آف انڈیا لمیٹیڈ (ٹرائفیڈ) کو جو کہ وزارت قبائلی امور کے تحت ایک کثیر ریاستی کوآپریٹیو ہے، کو مالی امداد دی جاتی ہے۔ اس اسکیم کا مقصد شیڈولڈ ٹرائب کے لئے ایسے ادارے قائم کرنا ہے جو ان کے ذریعہ معاش کی سرگرمیوں کی مارکیٹنگ اور ڈیولپمنٹ کا کام کرسکیں۔ اس کے تحت مخصوص اقدامات کئے جاتے ہیں مثلاً مارکیٹ مداخلت، قبائلی دست کاروں کی تربیت اور ان کے ہنر کو بہتر بنانا، آر اینڈ ڈی اور آئی پی آر سرگرمیاں اور سپلائی چین انفرااسٹرکچر ڈیولپمنٹ۔

چھوٹی موٹی جنگلاتی پیداوار کے لیے کم از کم امدادی قیمت: چھوٹی موٹی جنگلاتی پیداوار (ایم ایف پی) قبائلیوں کے لئے ذریعہ معاش کا ایک اہم ذریعہ ہے جو سماج کے سب سے غریب ترین طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ سماج کے اس طبقہ کے لئے ایم ایف پی کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک سو ملین قبائلی آبادی کی اکثریت خوراک، چارہ، رہائش، دوائیں اور نقدی کے لئے ایم ایف پی پر ہی منحصر کرتی ہے۔ قبائلی اپنی سالانہ آمدنی کا 40-20 فیصد ایم ایف پی سے حاصل کرتے ہیں جس پر وہ اپنا بیشتر وقت صرف کرتے ہیں۔

ایم ایف پی کا خواتین کو مالی لحاظ سے بااختیار بنانے میں اہم حصہ ہے کیوں کہ ایم ایف پی کا بڑا کام خواتین ہی کرتی ہیں۔ ایم ایف پی سیکٹر میں سالانہ دس ملین کام کے دن پیدا کرنے کے مواقع ہیں۔ ایم ایف پی کی اس اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے حکومت قبائلیوں کے لئے بڑے پیمانے پر روزگار کے مواقع پیدا کررہی ہے۔ اس نے قبائلیوں کے ذریعہ جمع کئے جانے والے چھوٹی موٹی جنگلاتی پیداوار کے لیے کم از کم امدادی قیمت دینے کا پرعزم پروگرام شروع کیا ہے۔

اس اسکیم کا آغاز اس مقصد کے ساتھ کیا گیا ہے کہ ایم ایف پی جمع کرنے والوں کو مناسب قیمت مل سکے، ان کی آمدنی کی سطح بڑھ سکے اور ایم ایف پی کی پائیدار کھیتی کو یقینی بنایا جاسکے۔ ایم ایف پی اسکیم میں قبائلیوں کے ذریعہ جمع کردہ پیداوار کے لئے مناسب قیمت مقرر کرنے، مناسب قیمت پر ان سے خریداری کی یقین دہانی، ابتدائی پروسیسنگ، اسٹوریج، ٹرانسپورٹیشن وغیرہ کے ساتھ ساتھ ایک پائیدار وسائل بنیاد قائم کرنے کے خاطر ایک فریم ورک بنانے کی بات کہی گئی ہے۔

ابتدا میں یہ اسکیم نو ریاستوں میں دس ایم ایف پی پر مشتمل تھی۔ بعد میں اسے تمام ریاستوں میں 24 ایم ایف پی تک توسیع دے دی گئی۔ اس اسکیم کو ریاستی حکومت کی طرف سے مقرر کردہ اسٹیٹ لیول ایجنسی (ایس ایل اے) کے ذریعہ نافذ کیا جاتا ہے۔ قبائلی امور کی وزارت ایس ایل اے کو گردشی فنڈ مہیا کراتی ہے اگر کوئی نقصان ہوتا ہے کہ اسے مرکز اور ریاست 75:25 کے تناسب میں برداشت کرتے ہیں۔ اس وقت تمام ریاستوں میں 23 ایم ایف پی پر اس اسکیم کا اطلاق ہورہا ہے۔ اس اسکیم کے تحت ایم ایف پی جمع کرنے والوں کو تربیت دینے اور پیداوار کی مارکیٹنگ کرنے کا کام بھی ہورہا ہے۔

مخصوص حساس قبائلی گروپوں (پی وی ٹی جی) کی ترقی: وزارت برائے قبائلی امور پی وی ٹی جی کی ترقی کے نام سے ایک اسکیم نافذ کررہی ہے جس کے تحت اٹھارہ ریاستوں اور جزائر انڈمان ونکوبار میں شیڈولڈ ٹرائبس کے درمیان سے 75 نشان زد پی وی ٹی جی کا احاطہ کیا گیا ہے۔ یہ ایک لچکدار اسکیم ہے اور اس میں مکانات کی تعمیر، زمین کی تقسیم، زمین کا ڈیولپمنٹ، زراعت کا ڈیولپمنٹ، مویشی پروری، لنک روڈ کی تعمیر، توانائی کے غیر روایتی ذرائع کی تنصیب، سوشل سیکورٹی بشمول جن شری بیمہ یوجنا نیز پی وی ٹی جی کی جامع سماجی واقتصادی ترقی کے لئے کسی بھی طرح کی سرگرمی کا احاطہ کیا جاتا ہے۔ خصوصی مرکزی امداد والی ایس سی اے ٹو ٹی ایس ایس کے تحت اسکیموں میں بھی پی وی ٹی جی کو ترجیح دی جاتی ہے۔ کم خواندگی والے اضلاع میں ایس ٹی لڑکیوں کی تعلیم کو بہتر بنانے کے لئے بھی اس کے تحت مدد دی جارہی ہے۔

درج فہرست قبائل طلبا کے لیے اعلیٰ تعلیم کے حصول میں مدد: قبائلی امور کی وزارت 'نیشنل فیلوشپ اور ایس ٹی طلبہ کے اعلی تعلیم کے لئے اسکالرشپ' اسکیم کے تحت نشان زد معروف تعلیمی اداروں میں انجینئرنگ، انفارمیشن ٹکنالوجی جیسے شعبوں میں گریجویٹ اور پوسٹ گریجویٹ سطح پر اعلی تعلیم حاصل کرنے والے شیڈولڈ ٹرائبس کے طلبہ کو اسکالرشپ فراہم کرتی ہے۔

درج بالا اسکیموں کے تحت جن چوٹی کے اداروں کا احاطہ کیا گیا ہے ان کے علاوہ تمام انجینئرنگ' سائنس' میڈیکل کالجوں میں گریجویٹ اور پوسٹ گریجویٹ سطح کے کورسیز کے ایس ٹی طلبہ کے لئے پوسٹ میٹرک اسکالرشپ کا بھی نظم ہے۔

'درج فہرست قبیلوں کے طلبا کے اعلی تعلیم لیے قومی سمندر پار اسکالرشپ' کے تحت وزارت ایسے منتخب طلبہ کو مالی امداد فراہم کرتی ہے جو بیرونی ملکوں میں تسلیم شدہ یونیورسٹیوں یا اداروں میں اعلی تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں۔منتخب طلبہ کو بیرون ملک میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے تمام ضروری دستاویزات کے حصول اور دیگر ضابطوں کے بارے میں بھی وزارت ایس ٹی طلبہ کی مدد کرتی ہے۔

ووکیشنل ٹریننگ کے لئے اسکیم: ووکیشنل ٹریننگ اسکیم کے تحت تسلیم شدہ اداروں یا ووکیشنل ٹریننگ سینٹروں میں ووکیشنل ٹریننگ دینے کے لئے حسب ضابطہ اسکیم کے مطابق مالی امداد دی جاتی ہے۔اس اسکیم کو شیڈ ولڈ ٹرائب نیز پی ٹی جی کے فائدے کے لئے نافذ کیا جائے گا ۔اسے ملک میں کہیں بھی نافذ کیا جاسکتا ہے تاہم قبائلی علاقوں' مخصوص حساس قبائلی گروپوں والے علاقوں' دورافتادہ علاقوں اور بالخصوص انتہاپسندی کی سرگرمیوں سے متاثرہ علاقوں میں اس اسکیم کے نفاذ میں ترجیح دی جائے گی۔اس اسکیم کے تحت تمام ٹریڈ اور بالخصوص ایسے ٹریڈ کے لئے تربیت دی جائے گی جن میں متعلقہ خطے میں ملازمت کے زیادہ مواقع ہوں۔یہ اسکیم خاص طور پر شیڈ ولڈ ٹرائب اور پی جی ٹی کے فائدے کے لئے ہے۔ وی ٹی سی چلانے والوں کو تمام ایس ٹی طلبہ کو داخلہ دینا ہوگا خواہ ان کا تعلق کسی بھی خطہ یا ریاست سے ہو۔یہ تنظیمیں تسلیم شدہ اداروں سے رابطہ قائم کریں گی جو تربیت حاصل کرنے والے امیدواروں کو سرٹیفکٹ یا ڈپلوما دیں گے۔

☆☆☆

نظم وضبط میں رہو، سچی قدروں کو اپناؤ، اصولوں کو اپناؤ اور عورتوں کا احترام کرو۔نائب صدر کی یونیسکو کے بہادر بچوں کو تلقین

☆ نائب صدر جمہوریہ ہند ایم وینکیا نائیڈو نے بچوں سے کہا ہے کہ وہ نظم وضبط میں رہیں اور دوسروں کی مدد کرنے کے لئے سچی قدروں پر عمل کریں۔انہوں نے بچوں سے کہا کہ انہیں سچی قدروں کو اپنانے کی ضرورت ہے۔مسٹر وینکیا نائیڈو یہاں یونیسکو کی سرپرستی میں یوکرین اور پولینڈ میں منعقد ہوئے بہادر بچوں کے بین الاقوامی فیسٹول میں 'دی انٹرنیشنل مومنٹ آف چلڈرین اینڈ دیئر فرینڈس' میں ہندوستان کی نمائندگی کرنے والے طلباء کے ساتھ بات چیت کر رہے تھے۔نائب صدر نے کہا کہ بہت سے موجودہ چیلنجز مختلف ثقافت کی مناسب سمجھ کی کمی کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔انہوں نے کہا کہ طلباء کے ثقافتی تبادلوں سے ملکوں کے درمیان امن کو فروغ دینے تعلقات کو بڑھانے اور اعتماد سازی کو فروغ دینے میں مدد ملے گی۔نائب صدر جمہوریہ نے یہ بھی کہا کہ مختلف ملکوں کی ثقافت کی سمجھ اور تفہیم سے بچے عالمی سطح پر اچھے شہری بنتے ہیں۔انہوں نے اُن میں صبر وتحمل کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور وہ مختلف نقطہ نظر، ریتی رواج کا احترام کرتے ہیں انہوں نے بچوں سے کہا کہ وہ ٹیکنالوجی کے منفی اثر سے باخبر رہیں اور ہمیشہ اسے معلومات حاصل کرنے کے لئے ہی استعمال کریں۔ نائب صدر نے طلباء کو نصیحت کی کہ وہ اپنے مقصد طے کریں اور اس وقت تک بہت تحمل کے ساتھ سخت محنت کریں جب تک کہ ان کا مقصد پورا نہیں ہوجاتا۔انہوں نے اس موقع پر سوامی وویکانند کے الفاظ یاد کیئے۔'اٹھو، جاگو اور اس وقت تک مت رکو جب تک کہ مقصد حاصل نہیں ہوجاتا'۔نائب صدر نے بچوں کو نصیحت کی کہ وہ بہت سی زبانیں سیکھیں لیکن ان سے یہ بھی کہا کہ وہ اپنی مادری زبان کو نانظر انداز کریں۔زبان، ثقافت، قدروں اور روایتی معلومات کو مجسم کرتی ہے اور اس لئے زبان کا تحفظ لازمی ہے تاکہ ایک تہذیب کے وسیع تر ثقافتی پہلوؤں کو تحفظ فراہم کیا جاسکے۔

☆☆☆

ترقیاتی خبر نامہ

(بڑھتے قدم)

’نیوانڈیا کے لئے اعداد وشمار‘ کے موضوع پر منعقدہ گول میز کانفرنس سے شماریات اور پروگرام نفاذ کے وزیر جناب سدانند گوڑا کے خطاب کا متن

☆خواتین و حضرات، ’’نیو انڈیا کے لئے اعداد وشمار‘‘ کے موضوع پر منعقدہ گول میز کانفرنس کے افتتاحی اجلاس کا حصہ بننے پر مجھے انتہائی خوشی ہورہی ہے۔

جیسا کہ آپ واقف ہیں ترقیاتی سرگرمیوں میں حکومت کے بڑھتے ہوئے رول کے ساتھ ساتھ اعداد وشمار میں بھی اضافے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ’’سب کا ساتھ سب کا وکاس‘‘ یعنی سب کی ترقی کے ایجنڈے کو پیش نظر رکھتے ہوئے میری حکومت نے متعدد نئے پروگرام شروع کئے ہیں، جن میں میک ان انڈیا، اسکل انڈیا، اسٹارٹ اَپ انڈیا، اسمارٹ سٹیز، سوچھ بھارت، نیوانڈیا کے مقصد کے حصول کی خاطر سماجی-اقتصادی یکسر تبدیلی کے لئے جی ایس ٹی این شامل ہیں۔ ہماری حکومت نے 115 ایسپائریشنل اضلاع کی نشان دہی کی ہے، تاکہ ترقی کے نقطہ نظر سے ان پر خصوصی توجہ مرکوز کی جاسکے۔ ان اقدامات کو آگے بڑھانے اور انھیں مزید مؤثر اور نتیجہ خیز بنانے میں سرکاری اعداد وشمار کا ایک مضبوط نظام اہم رول ادا کرسکتا ہے، اس طرح سے اعداد وشمار میں اضافہ کی ضرورت میں کئی گنا اضافہ ہوگیا ہے۔

پالیسی سازوں کے لئے ایسے اعداد وشمار کی بہت ضرورت ہوتی ہے جو کہ پالیسی سے متعلق فیصلے کرنے کے لئے موزوں، درست، بروقت اور قابل اعتبار ہوں۔ ادارے چاہے وہ سرکاری ہوں یا پھر نجی، وہ بہت حد تک منظرعام پر موجود اعداد وشمار اور شماریات پر انحصار کرتے ہیں۔ جمہوری طرز حکومت کی کامیابی کا انحصار ایسے شماریاتی اطلاعات پر ہوتا ہے، جس کا استعمال شہری سرکاری اقدامات تک رسائی کے لئے کرسکتے ہوں۔

پوری دنیا میں یہ بات تسلم کی جاتی ہے کہ سرکاری اعداد وشمار کے لئے ضروری ہے کہ وہ چند مخصوص بنیادی اصولوں پر مبنی ہوں، جن میں رازداری، پیشہ وارانہ ا?زادی، غیر جانبداری، خارجی جواب دہی اور شفافیت شامل ہیں۔ ایسا اس لئے ہے کہ متعلقہ اعداد وشمار پر عوام کے اعتماد میں اضافہ ہواور بحثیت عوام وہ انھیں زیادہ باخبر بناسکیں۔ سرکاری اعداد وشمار سے متعلق بنیادی اصولوں کا احاطہ 1994 میں تیار کئے گئے اقوام متحدہ کے سرکاری اعداد وشمار سے متعلق بنیادی اصولوں میں کیا گیا ہے۔

2014 میں جب اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے ان بنیادی اصولوں سے متعلق ایجنڈے کو اٹھایا تو ہندوستان میں اس سے متعلق قرارداد کی اسمبلی میں حمایت کی۔ 2014 میں اقوام متحدہ کی جنزل اسمبلی کے ذریعے توثیق کے بعد میری حکومت نے باقاعدہ طور پر ان اصولوں کو 2016 میں اپنایا۔

ان اصولوں کوا?گے بڑھانے کے لئے میری حکومت سرکاری اعداد وشمار سے متعلق ایک قومی پالیسی تیار کرنے میں مصروف ہے۔ اس کا مقصد ہمارے سرکاری شماریاتی نظام کو بہتر بنانے کے لئے ایک لائحہ عمل دستیاب کرانا ہے۔

ہندوستان جیسے ملک میں، سرکاری شماریات کا دائرہ کار بہت وسیع ہے۔ اس راہ میں کئی چیلنجز ہیں۔ معیارات کا تعین کرنے اور مسلسل انھیں اپڈیٹ کرتے رہنے سے شماریات میں عوام کا اعتماد بڑھتا ہے۔ نظام سے جو اعداد وشمار نکل کر آتے ہیں، ان کا بندوبست کرنا اور ان اعداد وشمار کی رازداری کو برقرار رکھنا ایک دوسرا بڑا کام ہے۔ شماریات سے متعلق مصنوعات پر عوام کے اعتماد کو بحال رکھنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ کسی خارجی ماہر کے ذریعے ان اعداد و شمار کا آڈٹ (احتساب) کرایا جائے، خاص طور پر ایسے اعداد وشمار کا جو کسی دفتر کے ذریعے مسلسل یا ایک مخصوص دورانیے پر تیار کیا جاتا ہے۔ داخلی کوالٹی کنٹرول کا نظام کافی نہیں ہے۔ کئی ملک جدید ترین

کوالٹی کنٹرول فریم ورک اور اعداد وشمار کے آڈٹ کے نظام کی طرف بڑھ رہے ہیں، جن کے امکانات ہندوستانی تناظر میں تلاش کئے جاسکتے ہیں۔ غیر ضروری ڈپلی کیشن سے پرہیز اور تخمینوں سے متعلق تسلسل کو یقینی بنانا بھی ایسے امور ہیں جن پر قومی اور بین الاقوامی سطح پر تفصیلی تبادلہ خیال کی ضرورت ہے۔

کسی بھی نظام کی کامیابی اور پائیداری کا انحصار صلاحیت سازی اور بین الاقوامی اشتراک پر ہے۔ ہمارے یہاں بین الاقوامی شہرت کے حامل تحقیقی اور تعلیمی اداروں کی کمیابی نہیں ہے، تاہم ان اداروں کے نظام اور سرکاری شماریات سے متعلق نظامات کی صلاحیت میں اضافے کیلئے ان اداروں کی تحقیقی صلاحیتوں کا مکمل استعمال کئے جانے کی ضرورت ہے۔ یہ بات بھی باعث تشویش ہے کہ شماریات کے شعبے میں گریجویٹ اور پوسٹ گریجویٹ لوگوں کی سرکاری شماریات کے شعبے میں داخلے کی رغبت کم ہورہی ہے، جس کی وجہ سے شماریاتی ایجنسیوں کو دوسرے پیشہ وروں پر انحصار کرنا پڑ رہا ہے۔ ہر سطح پر اس شعبے کے احتساب کی ضرورت ہے۔

تیز رفتاری کے ساتھ ڈیجیٹل کاری کے سبب بڑی مقدار میں اعداد وشمار اور اطلاعات سامنے آرہے ہیں، جن سے اب بھی خاطر خواہ فائدہ نہیں اٹھایا جاتا رہا ہے اور ضرورت اس بات کی ہے کہ بڑی مقدار میں موجود ان اعداد وشمار کا استعمال کیا جائے، تاکہ ضرورت کے وقت اور ریئل ٹائم پر یہ اعداد وشمار بہم پہنچائے جاسکیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اعداد وشمار کے تجزیے کے روایتی طریقہ کار کی جگہ پر جدید طریقہ کار کو بروئے کار لایا جائے، جن میں نیورل نیٹ ورکس، آرٹیفیشیل انٹیلیجنس اور کوگنیٹیو اینیلیٹکس شامل ہیں، تاکہ بروقت اور زیادہ قابل اعتماد اطلاعات بہم پہنچائی جاسکیں۔ ڈیٹا سائنس ایک ایسا تصور ہے جس کا مقصد شماریات، اعداد وشمار اور اطلاعات کو مربوط کرنا ہے، تاکہ حقیقی مسائل اور امور کو سمجھا جاسکے اور ان کا تجزیہ کیا جاسکے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ ریاضی، شماریات، اطلاعاتی سائنس اور کمپیوٹر سائنس کا مرکب ہے۔ شماریاتی برادری کو چاہئے کہ وہ نہ صرف شماریاتی ایڈوانسمنٹ کو اپڈیٹ کرنے پر توجہ مرکوز کریں بلکہ اپنی توجہ متعلقہ شعبوں پر بھی مرکوز کرے۔

ہماری حکومت آسٹریلیا، کناڈا اور برطانیہ جیسے ملکوں میں رائج بہترین طور طریقوں اور کامیابی کی کہانیوں کو سامنے رکھ کر ہر پہلو سے شماریاتی نظام کو بہتر بنانے کے تئیں پابند عہد ہے۔ ہم مختلف شعبوں اور عالمی شماریاتی پروگراموں میں شماریاتی میتھاڈولوجی کو بہتر بنانے والے بین الاقوامی فورموں کا حصہ رہے ہیں، جن میں عالمی بینک کے ذریعے منعقدہ انٹرنیشنل کمپریزن پروگرام یعنی بین الاقوامی تقابلی پروگرام، شامل ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ ہم اپنے شماریاتی نظامات کو بہتر کرنے کے لئے دوسروں کی مدد کریں اور دوسرے ملکوں اور بین الاقوامی ایجنسیوں سے مدد لیں۔

جیسا کہ میں پہلے ذکر کرچکا ہوں، سرکاری شماریات سے متعلق ایک نئی پالیسی تیار کرنے سے متعلق ہماری کوششوں سے شماریاتی نظام میں اصلاحات کی ہماری شدید خواہش کا اظہار ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے اس گول میز کانفرنس کا وقت بہت ہی مناسب اور ایک مستحسن قدم ہے۔ میں عالمی بینک کے اہلکاروں، آسٹریلیا، کناڈا اور برطانیہ کے ممتاز مہمانوں اور میری وزارت کے افسروں کا اس کانفرنس کے انعقاد کے لئے شکر گزار ہوں۔

مجھے امید ہے کہ اس کانفرنس میں آئندہ دو دنوں میں جو غور وخوض ہوگا، ان سے ہمارے شعور اور ہمارے شماریاتی نظام کی صلاحیت کو بہتر بنانے کے لئے بہت مفید ثابت ہوگا۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اس کانفرنس کا افتتاح کرتا ہوں اور اس کی کامیابی کے لئے دعا گو ہوں۔

خواتین ،نوجوانوں اور غریبوں کو بااختیار بنانا

شہری اور دیہی علاقوں کے درمیان خلا کو پُر کرنے کے لئے مسلسل کوششیں کی جانی چاہئیں : نائب صدر

دیہی علاقوں میں شہری خدمات فراہم کرائی جانی چاہئیں چنئی انٹرنیشنل سینٹر کی دوسری سالانہ تقریب سے نائب صدر جمہوریہ ہند جناب ایم وینکیا نائیڈو کا خطاب

☆نائب صدر جمہوریہ ہند جناب ایم وینکیا نائیڈو نے کہا ہے کہ خواتین، نوجوانوں اور غریبوں کو بااختیار بناکر اور زراعت کو قابل عمل بنائے جانے کے ذریعہ سوراجیہ کو سُوراجیہ میں بدلا جانا چاہئے۔ جناب وینکیا نائیڈو چنئی میں چنئی انٹرنیشنل سینٹر کی دوسری سالانہ تقریبات کے ایک اجتماع میں موجود حاضرین سے خطاب کررہے تھے۔ تامل ناڈو کے زیر ماہی پروری جناب ڈی جیہ کمار اور دیگر سرکردہ شخصیات بھی اس موقع پر موجود تھیں۔

نائب صدر جمہوریہ موصوف نے اس موقع پر اپنی تقریر میں کہا کہ آج ملک آزادی کے 70 سال بعد مجموعی ترقی کے حصول کی کوششیں کررہا ہے اور اسے غریبی، شہری اور دیہی علاقوں کے درمیان موجود خلا جیسے متعدد چیلنجوں کا سامنا کرنا پڑرہا ہے۔ یہاں تک کہ اب جب کہ ہندوستان ترقی پذیر ملک سے ترقی یافتہ ملک کی حیثیت اختیار کرچکا ہے، اس وقت بھی ملک کو شہری اور دیہی علاقوں کے درمیان موجود خلا کو پُر کرنے کے جیسا ایک بڑا چیلنج درپیش ہے اور اگر اس خلا کو پُر نہ کیا گیا تو اس سے ملک کی ترقی پر منفی اثرات مرتب ہوں گے۔

جناب وینکیا نائیڈو نے کہا کہ ہمیں دیہی علاقوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنی بعض پالیسیوں میں تیز رفتاری پیدا کرنی پڑے گی تاکہ ترقی اور نمو کے تمام فوائد ملک کے سبھی شہریوں کو دستیاب کرائے جاسکیں اور دیہی علاقوں سے نقل علاقہ کے رجحان کو روکا جاسکے۔ انہوں نے کہا کہ ملازمتوں کے مواقع کے فقدان، غیر معقول طبی اور تعلیمی خدمات وہ بعض اہم اسباب ہیں جن کی وجہ سے دیہی علاقے کے لوگوں کو شہروں کا رُخ کرنا پڑتا ہے۔ بجلی کی ناقص سپلائی، پینے کے پانی کی کمی اور صفائی ستھرائی کے غیر معقول انتظامات وہ سنگین مسائل ہیں، جن کا سامنا دیہی علاقے میں آباد لوگوں کو کرنا پڑتا ہے۔

جناب وینکیا نائیڈو نے ملک میں زراعت کی موجودہ صورتحال پر اپنی شدید تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ غیر منفعت بخش کاشتکاری اور شہری علاقوں میں تعلیم کی بہتر خدمات اور سہولیات، دیہی نوجوانوں کو گاؤں چھوڑ کر شہروں کی طرف رخ کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ فصلوں کو متنوع بنایا جانا، غذائی اشیا کی افزودگی کے ذریعہ ان کا قدرومالیت میں اضافہ کرنا، بہتر ڈھانچہ جاتی سہولیات اور بہتر بازار کا انتظام آج وقت کی سب سے بڑی ضرورت ہے اور تمام متعلقہ دعوے داروں کو اس سمت میں پیش قدمی کرنی چاہئے تاکہ سبھی کے لئے سازگار فضا ہموار کی جاسکے۔

صدر جمہوریہ نے اپنی تقریر میں مزید کہا کہ کسانوں کے مسائل کے تدارک کے لئے ہمہ سطحی پالیسیاں بنائی جانی چاہئیں۔ سرکار اس سمت میں حتی المقدور بہتر کوششیں کررہی ہے اور کم از کم امدادی قیمت میں کیا جانے والا حالیہ اضافہ ایک بہتر اقدام ہے اور اس کا خیر مقدم کیا جانا چاہئے۔ لیکن زراعت کو پائیدار بنانے کے لئے مزید بہت کچھ کئے جانے کی ضرورت ہے کیونکہ کسانوں کے قرض کی معافی کوئی مستقل حل نہیں ہے۔

جناب وینکیا نائیڈو نے حکام کو شہری علاقوں کی سہولیات دیہی علاقوں میں دستیاب کرائے جانے کی ہدایت کرتے ہوئے کہا کہ اپنے اپنے علاقوں سے مطابقت رکھنے والے چھوٹی صنعتی اکائیوں کے امکانات کو حتی الامکان بروئے کار لایا جانا چاہئے۔ جناب وینکیا نائیڈو نے شہری اور دیہی علاقوں کے درمیان موجود خلا کو پُر کرنے کے لئے بعض اقدامات کا بھی مشورہ دیا۔ جن میں دیہی علاقوں میں ڈجیٹل رابطہ کاری مواضعات کو بجلی کی گرڈ سے جوڑا جانا، بجلی کی بہتر فراہمی اور پینے کے پانی کی فراہمی جیسے اقدامات شامل ہیں۔

چنئی انٹرنیشنل سینٹر کی دوسری سالانہ تقریبات کے اجتماع سے نائب صدر جمہوریہ ہند جناب ایم وینکیا نائیڈو کا خطاب:

''اب سے 70 برس قبل ہم نے ایک ایسا آئین حاصل کیا تھا، جس سے سماجی انصاف کے حصول، سماجی معاشی اور سیاسی انصاف کی ملک کے تمام شہریوں کو فراہمی اور مساوی مرتبہ اور مواقع حاصل ہوسکیں تاہم ہم آج بھی مجموعی ترقی کی کوششیں کررہے ہیں اور ملک آج بھی غریبی، ناخواندگی اور شہری ودیہی علاقوں کے درمیان موجود خلا جیسے چیلنجوں کا سامنا کررہا ہے۔ اب جبکہ ہندوستان ترقی پذیر سے ترقی یافتہ ملک بن چکا ہے، ملک کو آج بھی درپیش سب سے بڑا چیلنج شہری اور دیہی علاقوں کے درمیان خلا کو پُر کرنے کا ہے اور اگر اس خلا کو پر نہ کیا گیا تو اس سے ملک کی ترقی پر منفی اثرات مرتب ہوں گے۔ بے شک ہندوستان نے آزادی کے بعد سے مختلف شعبوں میں متعدد کوششیں کی ہیں۔ جن کے نتیجے میں ملک انتہائی تیز رفتاری سے ترقی کرنے والی معیشت کی شکل میں ابھر کر سامنے آیا ہے اور کوششیں کی جارہی ہیں کہ آئندہ دس پندرہ برسوں کے دوران ہندوستان دنیا کی تیسری سب سے بڑی معیشت کی حیثیت اختیار کرسکے۔ ترقی و نمو کی اس کہانی کا کلیدی محرک ہے شہر کاری۔ آج جبکہ ہزاروں لوگ دیہی علاقوں سے شہروں کو ہجرت کررہے ہیں اور بڑے قصبوں کی شہر کاری ناقابل ترمیم امر کی حیثیت رکھتی ہے۔ اندازہ ہے کہ ہندوستان کی 50 فیصد آبادی 2030 تک شہری علاقوں میں منتقل ہوجائے گی۔

بہتر حکمرانی کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ عدم مساوات کو کم کیا جائے اور مجموعی ترقی کو یقینی بنایا جائے۔ یہ بات اس وقت اور بھی ضروری ہوجاتی ہے جب ہمیں ترقیات اور مختلف فوائد کی فراہمی کے تعلق سے شہری اور دیہی علاقوں کے درمیان موجود خلا کو پر کرنے کا مسئلہ درپیش ہوتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے دیہی علاقوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے پالیسیوں میں تیز رفتاری پیدا کی جانی چاہئے تاکہ ترقی اور نمو کے فوائد ملک کے تمام شہریوں کو بہم کرائے جاسکیں۔

ہم سب اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ ملازمتوں کے مواقع کی کمی اور غیر معقول طبی اور تعلیمی خدمات اور سہولتیں وہ دو اہم اسباب ہیں جن کے نتیجے میں دیہی علاقے کے لوگوں کو شہروں کا رخ کرنا پڑتا ہے۔ علاوہ ازیں بجلی کی ناقص سپلائی، پینے کے پانی کی کمی اور صفائی ستھرائی کے غیر معقول انتظامات بھی وہ اہم چیلنج ہیں جو گاؤوں میں آباد لوگوں کو درپیش ہوتے ہیں۔

وزیر اعظم جناب نریندر مودی کے تین لفظی منتر: اصلاح، کارکردگی اور تبدیلی کو سرکار مقامی اداروں تعلیمی اور طبی اداروں، غیر سرکاری رضا کار تنظیموں اور پرائیویٹ سیکٹر جیسے تمام متعلقہ دعوے داروں کو صحیح معنوں میں روبہ عمل لایا جانا چاہئے تاکہ دیہی علاقوں میں آباد لوگوں کی زندگی اور دیہی معیشت میں مکمل تبدیلی پیدا کی جاسکے۔

ملک مسلسل ترقی ،شہری اور دیہی علاقوں میں آباد لوگوں کی زندگیوں میں مثبت تبدیلیاں اسی صورت میں پیدا کرسکتا ہے جب غریبی، ناخواندگی اور ذات پات اور صنف کے امتیاز کے خاتمے کے لئے ہم سب مل کر کوششیں کریں اور کالے دھن اور دہشت گردی پر قابو پانے کی مشترکہ کوششیں کی جائیں۔ یہ بات ذہن میں رکھے جانے کی ضرورت ہے۔ دیہی علاقوں کے لوگ بہتر حالات کے لئے شہری علاقوں کی کھنچتے چلے جاتے ہیں باوجوداس کے کہ انہیں شہری طرز زندگی کے ساتھ ابتدائی مرحلوں میں مطابقت پیدا کرنے میں دشواری درپیش ہوتی ہے، غیر منفعت بخش کاشتکاری اور شہری علاقوں میں تعلیم کی بہتر سہولیات نوجوانوں کو گاؤں سے شہر کا رخ کرنے پر مجبور کرتی ہیں۔اس نقل مکانی کا منفی پہلو یہ ہے کہ کنبو ں کو تقسیم ہونے سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔نوجوان اور تندرست لوگ گاؤں سے ہجرت کر جاتے ہیں اور بزرگ حضرات گاؤں میں رہ جاتے ہیں۔مزید برآں متعدد معاملات میں یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بچوں کی پرورش کی ذمہ داری بھی ان کی نانیوں ، دادیوں اور ناناؤں اور داداؤں پر چھوڑ دی جاتی ہے۔تاہم یہ بھی ایک سچائی ہے کہ گاؤں سے ہجرت کرنے والے سبھی لوگوں کو روزی روٹی کی جستجو میں زندگی کے معقول معیارات حاصل نہیں ہو پاتے۔

ملک کی تقریباً 65 فیصد آبادی گاؤں میں رہتی ہے،اس لئے جامع دیہی ترقی پر توجہ مرکوز کئے جانے کی اشد ضرورت ہے، جس میں سڑکوں ، اسپتالوں او راسکولوں جیسی خدمات کی فراہمی شامل ہے تاکہ ڈیجیٹل رابطہ کاری اور صنعتی ترقی کو یقینی بنایا جاسکے۔ لب لباب یہ کہ شہروں میں دستیاب تمام خدمات اور سہولتیں دیہی علاقوں میں بھی فراہم کرائی جانی چاہئیں۔ دیہی علاقوں میں موجود وافر قدرتی وسائل کے ساتھ اپنے اپنے علاقوں سے مطابقت رکھنے والی چھوٹی صنعتی اکائیوں کو فروغ دئے جانے کے تمام امکانات کو بروئے کار لایا جانا چاہئے۔سابق صدر جمہوریہ ہند جناب اے پی جے عبدالکلام مرحوم نے دیہی علاقوں میں شہری خدمات کی فراہمی (پی یو آر اے) کا تصور بیان کیا تھا۔ جس سے مواضعات کو ترقی یافتہ شہروں کے برابر لایا جاسکتا ہے۔

یہ انتہائی لائق تشویش بات ہے کہ متعدد دہائیوں سے جن لوگوں کی روزی روٹی کا انحصار زراعت پر تھا وہ اب اپنے اس پیشے پر قائم نہیں رہنا چاہتے ،اس لئے آج وقت کی اہم ترین ضرورت یہ ہے کہ مرغی پروری اور ڈیری جیسے کاروبار کو متنوع بنانا چاہئے تاکہ لوگوں کو بہتر روزی روٹی کے مواقع حاصل ہوسکیں اور شہروں کو ان کی ہجرت سے روکا جاسکے۔ اس سلسلے میں تمام متعلقہ دعوے داروں کو مسلسل کوششیں کرنی ہوں گی تاکہ سبھی کے لئے فضا سازگار ہوسکے۔

فصلوں کو بوقلموں بنانا ، غذائی اشیا کی افزودگی (فوڈ پراسیسنگ) کے ذریعہ قدرو مالیت میں اضافہ ، بہتر ڈھانچہ جاتی سہولیات او ر بازار کا بہتر نظام آج وقت کی سب سے اہم ضرورت ہے۔

ہمیں کسانوں کو درپیش مسائل کے سد باب کے لئے ہمہ جہت حکمت عملی وضع کرنی چاہئے۔سرکار اس سلسلے میں حتی المقدور بہتر کوششیں کررہی ہے اور کم از کم امدادی قیمت میں حالیہ اضافہ ایک قابل خیر قدم ہے۔لیکن پائیدار کاشتکاری کے لئے ابھی مزید کوششیں کی جانے کی ضرورت ہے کیونکہ کسانوں کے قرض کی معافی مسئلے کا مستقل حل نہیں ہے۔ ہم نے ہمیشہ صارفین کے مسائل کا سد باب کرنے کی کوششیں کی ہیں لیکن اب ہمیں ایک متوازن اور مثبت نظریہ اختیار کر کے پیداوار کرنے والوں کا تحفظ کرنا ہوگا۔

حال کے دنوں میں زرعی بحران نے ملک کے متعدد علاقوں کے کسانوں کو خودکشی کرنے پھر مجبور کردیا ہے۔ کسانوں کی کم آمدنی، کم قوت خریداری اور آمدنی کے ثانوی وسیلے کی غیر موجودگی وہ متعدد اہم اسباب ہیں ، جن کا تدارک کر کے خودکشی کے اس رجحان کا سد باب کیا جاسکتا ہے اور دیہی علاقوں سے نقل وطن کو روکا جاسکتا ہے۔اس طرح شہری ترقی اور دیہی پیش رفت شانہ بہ شانہ چل کر شہری اور دیہی علاقوں کے درمیان عدم توازن کو ختم کرسکے۔

جہاں شہری اور دیہی علاقوں میں موجود خلا کو متعدد علاقوں میں دیکھا جاسکتا ہے وہیں شہری علاقوں میں معاشی سرگرمیوں کے ارتکاز سے قدرتی طور پر شہری علاقوں میں آباد لوگوں کی آمدنی میں اضافہ ہوجاتا ہے جبکہ دیہی علاقوں میں آباد لوگوں کو شدید غریبی اور مفلسی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ایک حالیہ سماجی معاشی اور ذات پات کی مردم شماری کے اعداد وشمار کے مطابق ہندوستان کے دیہی علاقوں کے تقریباً 30 فیصد کنبے کھیتی کی زمین سے محروم ہیں اور انہیں اپنی روزی روٹی کے لئے دستی محنت کرنی پڑتی ہے۔

سبھی مقامات پر دستیاب انٹرنیٹ خدمات کے پیش نظر میں نے پہلے بھی یہ بات کہی تھی کہ دیہی علاقوں میں ڈیجیٹل رابطہ کاری کی جانی چاہئے۔ایک جائزے کے مطابق ہندوستان کے 64.84 فیصد شہری علاقوں میں انٹرنیٹ کی خدمات موجود ہیں۔ جبکہ ملک کے 20.26 فیصد علاقے ہی 2017 میں انٹرنیٹ کی خدمات سے لیس تھے۔ انٹرنیٹ خدمات کی کم دستیابی دیہی علاقوں میں آباد لوگوں کو انٹرنیٹ کی خدمات سے محروم رکھتی ہے۔

دیہی اور شہری علاقوں کے درمیان موجود خلا بہتر بات نہیں ہے اور اس خلا کو پُر کرنے کیلئے پالیسی سازوں ،افسران اور دانشوروں کے ذریعہ محتاط اور مسلسل کوششیں کرنی چاہئیں۔ہم ہندستانی لوگوں نے شہری سماج کی تنظیموں اور پرائیویٹ اداروں میں متعدد چیلنجوں کا سامنا کیا ہے اور آج بھی سیاسی قوت ارادی اور انتظامی ہنر مندی سے اس کا تدارک کیا

جاسکتا ہے۔

پیارے بھائیو اور بہنو! میں چاہتا ہوں کہ ایسی جدت طرازی اور اختراع کاری پر توجہ دی جائے، جس سے کمزور اور معاشی سطح کے حاشئے پر پڑے ہوئے لوگوں کی ضرورتیں پوری کی جاسکیں۔اس موقع پر میں یاد دلانا چاہوں گا کہ ’’گاندھی جی کا طلسم‘‘ کیا تھا: ’’جب بھی آپ کسی معاملے میں پس وپیش سے دوچار ہوں یا آپ کی اپنی ذات آپ پر پوری طرح مسلط ہو تو اس آزمائش پر عمل کیجئے۔غریب ترین اور کمزور ترین فرد کے چہرے کا تصور کیجئے، جسے آپ نے اکثر دیکھا ہوگا اور خود سے سوال کیجئے کہ کیا آپ کا کام اس کیلئے کسی صورت میں سود مند ہوسکتا ہے۔کیا اسے اس سے کوئی فائدہ ہوسکتا ہے۔کیا اس سے اسے اپنی زندگی اور اپنے مقدر پر قابو رکھنے میں مدد ملتی ہے۔ بالفاظ دگر کیا اس کا مطلب لاکھوں فاقہ کش اور روحانیت سے محروم افراد کی آزادی ہے۔

ہمارا مقصد مجموعی ترقی کے حصول اور معاشی طور پر حاشئے پر پڑے افراد کی ضروریات کی مدد کرنا ہے۔ یقیناً یہ بابائے قوم مہاتما گاندھی کا تصور تھا۔ ڈاکٹر امبیڈکر اور دین دیال اپادھیائے کا تصور تھا۔ یہ تمام لوگ چاہتے تھے کہ ایک مجموعی سماج کی ترقی ہو اور ہر طرح کی عدم مساوات کا خاتمہ کیا جائے۔

شہری اور دیہی علاقوں کے درمیان موجود خلا کو پر کئے جانے کے اہم اقدامات میں بجلی کے بل سے مواضعات کی رابطہ کاری، معیاری بجلی کی فراہمی کو یقینی بنانا اور پینے کے پانی کی فراہمی شامل ہے۔بجلی کی غیر معقول فراہمی، دیہی ہندوستان ہمیشہ سے ہی مضرت رساں رہی ہے اور اس کا تدارک جنگی سطح پر کیا جانا چاہئے۔دیہی برق کاری کو اولین ترجیح دی جانی چاہئے۔سرکار اس سمت میں آگے بڑھ رہی ہے۔

سوچھ بھارت، گرام سڑک یوجنا، ڈجیٹل انڈیا، بھارت نیٹ پروجیکٹ، پردھان منتری آواس یوجنا اور دین دیال اپادھیائے گرام جیوتی یوجنا۔یہ وہ اقدام ہیں جو صحیح سمت میں کئے جارہے ہیں اور مزید طاقت وقوت کے ساتھ عمل درآمد کیا جانا چاہئے۔

سابق صدر جمہوریہ ہند ڈاکٹر عبدالکلام مرحوم نے کہا تھا کہ اسمارٹ بستی کسی گاؤں کے مربوط حصے کی حیثیت رکھتی ہے اور ایک ایسا شہر جہاں دیہی اور شہری آبادی کے درمیان خلا کو کم کیا جارہا ہے۔ وہ ایک مربوط علاقے کی حیثیت رکھتا ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ اسمارٹ شہر اسی صورت میں پائیدار ہوسکتے ہیں، جب وہ اسمارٹ مواضعات کے ساتھ باہمی طور سے زندگی گزاریں۔کاروبار اسمارٹ مواضعات میں منتقل کئے جائیں تو دیہی ہندوستان میں ملازمتوں کے مزید مواقع پیدا ہوں گے۔ بھیڑ بھاڑ میں کمی ہوگی، دیہی آمدنی میں اضافہ ہوگا اور دیہی معیشت مستحکم ہوگی۔

کاروباریوں اور تاجروں کو دیہی علاقوں میں اپنے کام کاج شروع کرنے چاہئیں۔اس کے لئے کفایتی ٹرانسپورٹ نظام، بجلی کی بے روک سپلائی اور صحت کی دیکھ بھال کی سہولتوں کے حصول کو یقینی بنایا جانا چاہئے۔دیہی جوانوں کو ہنر مندی کی فراہمی ،کفایتی قرض اور بازاروں کی رابطہ کاری بھی مواضعات کو معاشی مرکز کی شکل میں تبدیل کرنے کے لئے لازمی ہیں۔ایسے کاروبار اور صنعتیں جنہیں معقول محل وقوع کی احتیاج نہیں ہے، انہیں ترغیبات دے کر دیہی علاقوں میں منتقل کئے جانے کی حوصلہ افزائی کی جانی چاہئے۔

زرعی شعبے کی افرادی طاقت کو دیگر فائدہ مند شعبوں میں منتقل کیا جانا آج وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔دیہی کاروباری انقلاب سے نہ صرف دیہی علاقوں میں تبدیلیاں پیدا ہوں گی بلکہ دیہی علاقے کے لوگوں کے معیار زندگی میں بھی بہتری پیدا ہوگی۔میں دیکھنا چاہوں گا کہ گاندھی جی کا گاؤں کو واپسی کا نعرہ کس قدر جلد حقیقت بنتا ہے اور دیہی ہندوستان اور اس کے مواضعات کس طرح خود کو معاشی اور کاروباری مرکز میں تبدیل کرتے ہیں۔ہم سب کو سوراجیہ کو سوَراجیہ میں تبدیل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ یہی نئے ہندوستان میں تبدیلیوں کا مقصد ہے۔آدھار، جے اے ایم (جن دھن۔ آدھار۔موبائل) اور ڈی بی ٹی اور نقدی کی راست منتقلی پر تیزی سے عمل کیا جارہا ہے۔

زراعت کو نفع بخش بنانے کے لئے صفر بجٹ والی قدرتی زراعت کو فروغ دیں: نائب صدر جمہوریہ

☆نائب صدر جمہوریہ ہند ایم وینکیا نائیڈو نے زراعت کو نفع بخش اور پائیدار بنانے کے لئے صفر بجٹ والی قدرتی زراعت کو فروغ دینے کی اپیل کی ہے۔ وہ یہاں ہماچل پردیش کے گورنر آچاریہ دیو ورت، زرعی ماہر جناب سبھاش پالیکر اور آندھر پردیش کے گورنر کے مشیر برائے زراعت مسٹر وجے کمار سے گفتگو کررہے تھے۔ ان کی یہ گفتگو کسانوں کی آمدنی دوگنی کرنے اور زراعت کو نفع بخش و پائیدار بنانے سے متعلق قومی مشاورت کے ایک جزو کے طور پر تھی۔

مسٹر آچاریہ دیوورت نے کسانوں کی آمدنی کو بہتر بنانے کے لئے ہماچل پردیش میں اپنائے جانے والے زرعی طور طریقوں کے بارے میں بتایا۔

جناب سبھاش پالیکر اور مسٹر وجے کمار نے نائب صدر جمہوریہ کو لاگت میں کمی لانے اور قدرتی زراعت کو فروغ دینے میں صفر بجٹ والی زراعت کے رول کے بارے میں بتایا۔

نائب صدر جمہوریہ نے زراعت سے متعلق مختلف امور پر تفصیلی تبادلہ خیال کیا۔انہوں نے حال ہی میں مہاراشٹر کے شہر پونے میں منعقدہ زراعت

سے متعلق قومی مشاورت کے نتائج کا اشتراک بھی کیا۔ انہوں نے کہا کہ ملک بھر میں قومی مشاورت کا اہتمام کیا جارہا ہے تاکہ زراعت کو پائیدار اور نفع بخش بنانے کے لئے حقیقی حل دریافت کئے جاسکیں۔ نائب صدر جمہوریہ نے زراعت کو نفع بخش بنانے کے لئے جدت طرازی پر مبنی حل دریافت کرنے اور انہیں پروان چڑھانے کی اپیل کی۔

ماضی کے برعکس سے ابھی کسانوں کو کثرت پیداوار کا مسئلہ درپیش ہے اور ضرورت اس بات کی ہے کہ خرید کے نظام کو منظّم بنایا جائے۔ بڑھتی ہوئی لاگت اور کسانوں کے لئے معینہ قیمت کے فقدان پر اپنی تشویش کا اظہار کرتے ہوئے انہوں نے دھان اور خریف کی دیگر فصلوں کیلئے ایم ایس پی میں زبردست اضافے کے لئے مرکزی حکومت کی ستائش کی۔ تبادلہ خیال کے دوران نائب صدر جمہوریہ نے قدرتی زراعت کو فروغ دینے کے لئے ہماچل پردیش کے گورنر کی ستائش کی۔ انہوں نے کہا کہ دوسری ریاستوں کو چاہئے کہ وہ زراعت سے متعلق بحران کو کم سے کم کرنے کے جزو کے طور پر ہماچل پردیش سے ترغیب حاصل کریں۔

مسٹر نائیڈو نے کہا کہ آب وہوا کی تبدیلی کے بڑھتے ہوئے مسئلہ کے پیش نظر زراعت ایسی ہونی چاہئے جو موسم سے متاثر نہ ہو۔ انہوں نے زراعت اور متعلقہ سرگرمیوں میں بچولیوں کے رول کو ختم کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ کیمیاوی کھادوں جراثیم کش ادویات کی بھاری قیمت کا حوالہ دیتے ہوئے انہوں نے ریاستی حکومتوں کو مشورہ دیا کہ وہ ایسی پالیسیاں بنائیں جو کسان دوست ہوں۔ انہوں نے کہا کہ اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ سبھی متعلقین کسانوں اور صارفین کے مفادات کے تحفظ کے لئے ایک متوازن نقطۂ نظر اختیار کریں۔

'صفر- بجٹ والی قدرتی زراعت' کے سلسلہ میں نیتی آیوگ کے ذریعہ صلاح ومشورہ کی ستائش کرتے ہوئے نائب صدر جمہوریہ نے کہا کہ نیتی آیوگ کو کسانوں تک ریسرچ کے نتائج پہنچانے کے لئے لازماً بڑا کردار ادا کرنا چاہئے۔ نائب صدر جمہوریہ نے کہا کہ وہ چنئی اور دہلی میں ہونے والی قومی مشاورت کی سفارشات ملنے کے بعد ان کے ساتھ ایک بار پھر تبادلہ خیال کریں گے۔

تھیئٹر کا احیا کرنے اور اسے تعلیم اور تفریح کا وسیلہ بنانے کی ضرورت

☆ نائب صدر جمہوریہ ہند ایم وینکیا نائیڈو نے کہا ہے کہ تھیئٹر کا احیا کرنے اور اسے تعلیم اور تفریح کا وسیلہ بنانے کی ضرورت ہے۔ موصوف ''ٹو کلاسیکل پلیز فرام انڈیا'' نام کی کتاب کا اجرا کرنے کے بعد حاضرین سے خطاب کررہے تھے۔ یہ کتاب معروف ڈرامہ نگار ڈی پی سنہا کے ہندی ڈراموں کا انگریزی ترجمہ ہے۔ نائب صدر جمہوریہ ہند نے کہا کہ اگرچہ تھیئٹر کو بہت بنیادی حیثیت حاصل رہی ہے اور ایسا یقین کیا جاتا ہے کہ یہ ویدک زمانے سے وجود میں رہا ہے۔ تاہم بھرت منی کے ناٹیہ شاستر میں پہلی مرتبہ منظّم طور پر اس کا ذکر ہوا ہے۔ ناٹیہ شاستر ڈرامہ کے موضوع پر قدیم سنسکرت تذکرہ ہے۔ کالی داس سے لے کر روبندر ناتھ ٹیگور تک اور گریش کرناڈ تک مختلف ڈرامہ نگاروں نے بھارتی تھیئٹر کی نشو ونما میں متعدد مرتبہ الگ الگ طریقوں سے مختلف زبانوں میں اپنا تعاون دیا ہے۔

نائب صدر جمہوریہ ہند نے کہا کہ ڈراموں کے علاوہ زبانی روایات کی الگ الگ ہیئتوں کا استعمال بھی اساطیری، تاریخی اور سماجی موضوعات کے بیان کے لئے کیا گیا ہے اور یہ تمام امور سنیما کے ایجاد سے پہلے کے ہیں۔ برسوں سے مختلف ہیئتوں اور شکلوں نے بھارت کی ثقافتی روایات کو مالامال کیا ہے۔

نائب صدر جمہوریہ ہند نے کہا کہ مختلف ثقافتی فنون لطیفہ کی ہیئتوں میں جو دلچسپی پہلے عوام کو تھی اسے پھر سے بیدار کرنے کی ضرورت ہے، خصوصاً نکڑ ناٹکوں اور زبانی لوک روایات کے توسط سے ان کا احیا کیا جانا چاہئے۔ متعدد سماجی اور ترقیاتی موضوعات کو گوناگوں طریقوں سے پرکشش انداز میں بیانیہ کی شکل میں پیش کیا جاسکتا ہے اور درکار پیغام موثر طریقے سے پہنچایا جاسکتا ہے۔

نائب صدر جمہوریہ ہند نے کہا کہ موجودہ عہد کے سماج کو آئینہ دکھانے کے علاوہ تھیئٹر کا استعمال اقدار کو فروغ دینے اور مختلف سماجی برائیوں مثلاً خواتین پر ظلم وزیادتی، غربت، ناخواندگی، ذات پات پر مبنی تفریق، مادہ جنین کشی، بچوں سے کرائی جانے والی مزدوری اور جہیز کی قبیح رسم کے خاتمے کے لئے کیا جاسکتا ہے۔ متعدد ڈرامہ نگاروں نے ماضی میں اپنے ڈراموں کے ذریعہ رائے عامہ پر اثر ڈالا ہے۔

نائب صدر جمہوریہ ہند نے کہا کہ سنیما کے آنے سے ٹیلی ویژن کے توسط سے مختلف النوع تفریحی ذرائع تک افزوں رسائی حاصل ہوئی۔ ریڈیو، انٹرنیٹ اور عہد جدید کے نئے پلیٹ فارم مثلاً یوٹیوب وغیرہ نے برعکس طور پر تھیئٹر کی مقبولیت کو متاثر کیا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس فن کا احیا کیا جائے اور اسے تعلیم اور تفریح کا ایک وسیلہ بنادیا جائے۔ نائب صدر جمہوریہ ہند کی تقریر متن درج ذیل ہے:

معروف ڈرامہ نگار ڈی پی سنگھ کے ہندی ڈراموں کا انگریزی ترجمہ یعنی ''ٹو کلاسیکل پلیز فرام انڈیا'' کا اجرا کرکے مجھے بڑی مسرت ہوئی ہے۔ ڈی

پی سنگھ اپنے یونیورسٹی کے زمانے سے ہی تھیئٹر سے وابستہ رہے ہیں۔ ان کے ڈراموں کا مختلف بھارتی زبانوں میں ترجمہ ہوا ہے اور انھیں ملک بھر میں اسٹیج پر پیش کیا گیا ہے۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ ایک درجن سے زائد طلبا نے ان کے ڈراموں پر اپنی پی ایچ ڈی مکمل کی ہے۔

جہاں ایک طرف ان کا ڈرامہ'' ونس ان انڈیا'' عدم تشدد کی اصل قدر وقیمت تلاش کرتا ہے اور یہ کام ایک ہندو راجہ کی کہانی کے ذریعہ انجام دیا جاتا ہے۔ وہیں دوسری جانب ایک دوسرے ڈرامے'' کنگ آف متھرا'' میں ڈرامہ نگار نے نیم اساطیری آمر' کنس' کے بارے میں جو بھگوان کرشن کے ماموں تھے، غیر معمولی بیانیہ انداز اختیار کیا ہے اور پورا ڈرامہ اسی انداز میں تحریر کیا ہے۔ اس ڈرامے میں آمر کے کام کاج، اس کے انداز فکر اور بدی کو انجام دینے کے لئے انسانی صلاحیتوں کے انتہائی مضمرات کو اجاگر کیا گیا ہے۔ دونوں ڈراموں میں بھارتی ثقافت اور روایات اور یہاں کی روحانیت کے مختلف پہلوؤں کو بھی ابھارا گیا ہے۔

میں جناب سنہا کو ان کے مقبول عام ہندی ڈراموں کو انگریزی ترجمے کی شکل میں پیش کرنے کے لئے مبارکباد دیتا ہوں۔ موصوف ایک معروف ڈرامہ نگار ہیں اور انھیں سنگیت ناٹک اکیڈمی کی جانب سے اکیڈمی ایوارڈ سے بھی نوازا جا چکا ہے۔ اس کے علاوہ متعدد دیگر مقتدر ایوارڈ بھی انھیں حاصل ہو چکے ہیں۔ ان کے تمام ڈرامے کلاسیکی نوعیت کے ہیں اور ہر ڈرامہ اپنے آپ میں شاہکار ہے۔

اگرچہ تھیئٹر اپنی از حد بنیادی شکل میں ویدک زمانے سے ہی وجود میں رہا ہے تاہم اس کا باقاعدہ تذکرہ اولین مرتبہ منظّم طور پر بھرت منی کے ناٹیہ شاستر میں ملتا ہے جو سنسکرت زبان میں ڈرامے کے موضوع پر قدیم تذکرہ ہے۔ اسے وہ بنیاد کہا جا سکتا ہے جو بھارت کے تھیئٹر، رقص اور موسیقی کی ہیئتوں کی بنیاد رہی ہے اور یہ تمام ہیئتیں ہزاروں سال پرانی ہیں۔

ہزاروں برسوں سے فنون لطیفہ اور ثقافت نے بھارت کی تہذیبی نشوونما میں کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ انھوں نے ایسے پلیٹ فارم فراہم کرائے، جس کے ذریعہ مختلف النوع پس منظر کے حاملین ایک دوسرے کے قریب آئے۔ مختصراً کہا جائے تو تھیئٹر سمیت فنون لطیفہ کی مختلف شکلوں نے ملک کے اتحاد وسالمیت کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ کالیداس سے لے کر رویندرناتھ ٹیگور تک اور رویندرناتھ ٹیگور سے گریش کرناڈ تک معروف ڈرامہ نگاروں نے متعدد مرتبہ بھارتی تھیئٹر کی نشوونما اور گوناگونی میں زبردست تعاون دیا ہے۔ جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں تھیئٹر کا استعمال جدوجہد آزادی کے دوران ایک اہم وسیلے کے طور پر کیا گیا تھا کیونکہ یہ وہ ہیئت تھی جو لوگوں کی حس کو متاثر کرتی تھی اور وہ اس سے ترغیب حاصل کر کے جدوجہد آزادی میں شریک ہو جاتے تھے۔ سماجی مسائل روزمرہ کے معاملات جو ایک عام انسان کو درپیش ہوتے ہیں ان کو بھی جدوجہد آزادی کے فروغ کے ساتھ ساتھ پیش کیا جاتا تھا۔

مہاراشٹر، مغربی بنگال، تمل ناڈو جیسی ریاستوں میں تھیئٹر تحریک کافی مضبوط تھی اور عہد جدید کا تھیئٹر ان ہی روایتی تھیئٹر روایتوں سے متاثر ہے۔ باقاعدہ ڈراموں کے علاوہ مختلف النوع لوک روایات اور زبانی روایات کا استعمال اساطیری، تاریخی اور سماجی موضوعات کو سنیما کے متعارف ہونے سے قبل تھیئٹروں کے ذریعہ ہی پیش کیا جاتا تھا۔ ان مختلف ہیئتوں نے گذشتہ برسوں کے دوران بھارت کی ثقافتی روایات کو مضبوط کیا ہے۔

میرا خیال یہ ہے کہ مختلف النوع فنون لطیفہ کی ہیئتوں کے تئیں عوام کی دلچسپی کو از سر نو بیدار کرنے کی ضرورت ہے خصوصاً نکڑ ناٹکوں اور زبانی عوامی روایات کے ذریعہ یہ کیا جا سکتا ہے۔ متعدد موضوعات پر مبنی سماجی اور دیگر موضوعات کو دلچسپ انداز میں بیانیہ کی شکل میں پیش کیا جا سکتا ہے اور درکار پیغام موثر طریقے سے پہنچایا جا سکتا ہے۔

تلنگانہ حکومت نے حال ہی میں عوامی موسیقاروں کو ہدایت دی ہے کہ وہ ان افواہوں پر یقین نہ کرنے کے لئے عوام کو راغب کریں جو تشدد کے نتیجے ہونے والے قتل کو بنیاد بنا کر واٹس ایپ کے ذریعہ پھیلائی جاتی ہیں۔

عہد حاضر کے سماج میں رونما ہونے والے واقعات کو آئینہ دکھانے والے تھیئٹر کے علاوہ اس کا استعمال مختلف النوع سماجی برائیوں مثلاً خواتین کے خلاف ظلم وزیادتی، ناداری، ناخواندگی، ذات پات پر مبنی تفریق، مادہ جنین کشی، بچہ مزدوری اور جہیز کی قبیح لعنت کے خاتمے کے لئے کیا جا سکتا ہے۔ متعدد عظیم ڈرامہ نگاروں نے ماضی میں اپنے ڈراموں کے ذریعہ رائے عامہ کو متاثر کیا ہے۔

سنیما کے آنے سے، مختلف النوع تفریحی ذرائع تک رسائی میں اضافے سے، ریڈیو، انٹرنیٹ اور عہد حاضر کے پلیٹ فارموں مثلاً یوٹیوب وغیرہ نے برعکس طور پر تھیئٹر کی مقبولیت کو متاثر کیا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس کا احیا کیا جائے اور اسے تعلیم اور تفریح کا وسیلہ بنایا جائے۔

ملک کی تمام یونیورسٹیاں سائنس اور ٹکنالوجی سمیت مختلف مضامین اپنی اپنی متعلقہ مادری زبان میں ہی پڑھائیں : نائب صدر جمہوریہ وینکیا نائیڈو

☆ نائب صدر جمہوریہ ہند جناب ایم

ونکیا نائیڈو نے ملک کی تمام یونیورسٹیوں سے اپیل کی ہے کہ وہ سائنس اور ٹکنالوجی سمیت مختلف مضامین اپنی اپنی متعلقہ مادری زبانوں میں ہی پڑھائیں۔ جناب نائیڈو پڈوچیری میں پڈوچیری یونیورسٹی کے طلبا اور فیکلٹی سے خطاب کر رہے تھے۔ اس موقع پر پڈوچیری کی لفٹنٹ گورنر ڈاکٹر کرن بیدی پڈوچیری کے وزیر اعلیٰ جناب وی نارائن سامی اور دیگر معزز شخصیتیں موجود تھیں۔

نائب صدر جمہوریہ نے تعلیمی اداروں میں پڑھانے کے طور طریقوں میں ازسرنو تبدیلی لانے کی ضرورت پر زور دیا تاکہ طلبا کی ذہانت کو اجاگر کیا جاسکے۔ انہوں نے یونیورسٹیوں کو اختراع اور تحقیق میں برتری کے عالمی مراکز میں تبدیلی کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ انہوں نے مزید کہا کہ اعلیٰ تعلیمی ادارے کو خود اپنی کارکردگی پر گہری نظر ڈالنی چاہئے اور ان شعبوں کی نشاندہی کرنی چاہئے۔ جنہیں اصلاح کی ضرورت ہے اور جو پوری طرح سے تغیر کے اہل ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہم کو پیداوار کے ساتھ ساتھ اہلیت اور اثر پذیری بڑھانے کی بھی ضرورت ہے اور اپنے عمل کو زیادہ شفاف بنانا چاہئے اور اپنے لوگوں کی ضرورتوں پر توجہ دینا چاہئے۔ نائب صدر جمہوریہ نے 21 ویں صدی کی دنیا میں انسانی وسائل کی شکل میں دستیاب سرمائے کے مضمرات کو بھرپور طریقے سے بروئے کار لانے کی ضرورت پر زور دیا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہم کو اس بات کو یقینی بنانا چاہئے کہ نئی صنعتیں شروع کرنے اور نئے روزگار پیدا کرنے کے سلسلہ میں ان کے لئے کافی مواقع موجود ہیں۔

نائب صدر جمہوریہ نے یونیورسٹیوں سے کہا کہ وہ نئے کورسیز تشکیل دینے کے لئے بھاری ذمہ داری لیں اور پڑھانے کے عمل کو بہتر بنائیں تاکہ طلبا کو اس قابل بنایا جاسکے کہ وہ ان چیلنجوں سے نمٹنے کے لئے پوری طرح تیار رہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ یہ بہت اہم ہے کہ ہمارے اعلیٰ تعلیمی اداروں کے پورٹلز سے پاس ہونے والے طلبا کے پاس روزگار حاصل کرنے کی صلاحیت ہونی چاہئے۔

نائب صدر جمہوریہ نے کہا کہ تعلیم افراد اور معاشرے کی سماجی، اقتصادی تبدیلی کا ایک اہم وسیلہ ہے۔ نائب صدر نے کہا کہ تعلیم انسان کی شخصیت کو نکھارتی ہے اور اسے روشن خیال اور بااختیار بنانے میں نمایاں رول ادا کرتی ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ تعلیم مسلسل سیکھنے کا ایک عمل ہے۔ یہ ڈگری حاصل کرنے کے ساتھ ختم نہں ہوجاتی اور تعلیم مضبوط اخلاقی قدروں کو ذہن نشین کرتی ہے اور ایک شخص کی مجموعی ترقی کی راہ ہموار کرتی ہے تعلیم کردار سازی میں اہم رول ادا کرتی ہے اچھے برتاو دینے کے علاوہ صلاحیت سازی میں نمایاں رول ادا کرتی ہے۔

نائب صدر جمہوریہ نے کہا کہ سیکھنے کے لئے لگن اور مسائل کے حل کے لئے تگ و دو ہر اسکول اور یونیورسٹی نظام کا ایک اٹوٹ حصہ لینے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہندستان یونیورسٹیوں میں تعلیم کے معیار کو زبردست طور پر بہتر بنائے جانے کی ضرورت ہے۔ فیکلٹی کو لگاتار سیکھنا چاہئے اور طلبا کی مدد کرنا چاہئے تاکہ ان کی نئے وسائل تک رسائی ہوسکے اور علم کی بنیاد سے پوری طرح واقف ہوسکیں۔

نائب صدر جمہوریہ نے کہا کہ مجھے اس تاریخی شہر میں آپ سے بات چیت کرتے ہوئے خوشی محسوس ہورہی ہے اور میں وائس چانسلر پروفیسر گرمیت سنگھ سے یہ بات سن کر کافی خوش ہوں کہ آپ نے مختلف محاذوں پر اجتماعی کوششوں کو آگے بڑھایا ہے اور اس یونیورسٹی کو فضیلت کے ایک سینٹر کی شکل دینے میں آپ سبھی لوگ سخت محنت کر رہے ہیں۔ اس یونیورسٹی کے چانسلر کی حیثیت سے مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ آپ نے آل انڈیا درجہ بندی میں تیرہواں مقام دلایا۔ میں اس بات سے مطمئن ہوں کہ ملک میں آپ کی پہلی یونیورسٹی ہے جس نے ہنر مندی کے فروغ پر توجہ مرکوز کرتے ہوئے ایک کمیونٹی کالج شروع کیا اس سے روزگار کے مواقع بڑھیں گے اور مجھے خوشی ہے کہ آپ اکیڈمک تحقیق میں انفارمیشن ٹکنالوجی کا زبردست استعمال کر رہے ہیں اور یونیورسٹی کے انتظامی کام کاج میں آئی ٹی ٹکنالوجی کا استعمال ہو رہا ہے۔

نائب صدر جمہوریہ آج ہم ایک دلچسپ دور میں رہ رہے ہیں اور ہندستان اقتصادی اعتبار سے دنیا کی ایک بڑی طاقت بن کر ابھر رہا ہے۔ وزیر اعظم کی اصلاح، کارکردگی اور تبدیلی کے تئیں اپیل کے ساتھ ہر ادارے کو اپنے کام کاج پر گہری نظر رکھنی چاہئے اور ان کی شعبوں کی نشاندہی کرنا چاہئے جن کی اصلاح کی جاسکتی ہے۔ نائب صدر نے کہا کہ ہندستانی معیشت جو 7 فی صد سے زیادہ بڑھ رہی ہے، آنے والے دس سے پندرہ سال میں تیسری سب سے بڑی معیشت ہوگی۔ معاشی تبدیلی کے نتیجے میں تعلیم اور نوجوانوں کے لئے روزگار کے مواقع بڑھیں گے اور عوام کے معیار زندگی میں مزید بہتری آئے گی۔ جناب نائیڈو نے کہا کہ حکومت پہلے ہی اسکل انڈیا اور اسٹارٹ اپ انڈیا جیسے پروگراموں کے ذریعہ دو پہلوؤں پر توجہ دے رہی ہے۔ میں آپ سبھی کو نصیحت دیتا ہوں کہ آپ بڑا خواب دیکھیں اور مقصد ہمیشہ اونچا رکھیں۔ استاد ایک انسٹرکٹر یا ٹاسک ماسٹر ہی نہیں ہے بلکہ وہ ایک ہیلپر اور راستہ دکھانے والا ہے۔ اس کا کام رائے دینا ہے، رائے تھوپنا نہیں ہے۔ وہ نہ صرف شاگرد کے ذہن کی تربیت سازی کرتا ہے بلکہ علم وہ شاگرد کو یہ دکھاتا ہے کہ کس طرح علم کے

اپنے وسیلوں کو مکمل کیا جائے اور وہ شاگرد کی مدد کرنے کے علاوہ اس کی حوصلہ افزائی بھی کرتا ہے۔

روشن خیالی اور با اختیار بنائے جانے کے ذریعے معاشرے کی تغیر کیلئے تعلیم سب سے اہم وسیلہ ہے : نائب صدر جمہوریہ وینکیا نائیڈو

روزگار تلاش کرنے والوں کے بجائے روزگار پیدا کرنے والے بننا چاہئے؛ ڈاکٹر بی آر امبیڈکر انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی

☆نائب صدر جمہوریہ ہند ایم وینکیا نائیڈو نے کہا ہے کہ تعلیم معاشرے کے تغیر کے لئے سب سے اہم وسیلہ ہے اور یہ روشن خیالی اور با اختیار بنائے جانے کے ذریعے ہی معاشرے کو تبدیل کر سکتا ہے۔ آج پورٹ بلیئر میں ڈاکٹر بی آر امبیڈکر انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی میں منعقد ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ہندوستان کے اعلیٰ تعلیمی نظام کو دوبارہ متحرک کئے جانے کی ضرورت ہے تا کہ وہ تیزی سے بدلتی ہوئی معلوماتی معیشت کے ابھرتے ہوئے چیلنجوں سے نمٹ سکے۔ نائب صدر جمہوریہ نے کہا کہ اصل تعلیم طلباء ؒ کی ہمہ جہت ترقی کے لئے ہونی چاہئے اسے تعلیمی مہارت پر مساوی زور دینا چاہئے اور خود روزگار کے لئے ہنر مندی پر توجہ دینا چاہئے۔

عالم گیریت پر مبنی اکیسویں صدی کے معلوماتی معاشرے کے چیلنجوں سے نمٹنے کے لئے نصاب تعلیم ، سیکھنے کے عمل اور تدریس کے طریقہ کار پر توجہ دیئے جانے کی ضرورت پر گفتگو کرتے ہوئے جناب وینکیا نائیڈو نے کے جی سے لے کر پی جی تک تعلیم کے نظام کو تبدیل کرنے کی ضرورت پر زور دیا تا کہ اسے زیادہ موثر اور معیاری بنایا جا سکے انہوں نے مزید کہا کہ مجموعی شخصیت کو فروغ دینے پر زور دیا جانا چاہئے

نائب صدر جمہوریہ نے کہا کہ ہماری آبادی کا 65 فیصد سے زیادہ حصہ 35 سال کی عمر سے کم ہے اور یہ بات انتہائی اہم ہے کہ اس اثاثوں کو ہم حقیقی اثاثے میں تبدیل کریں۔ اگر ہم انسانی وسائل کے اس ذخیرے کو کہ انسانی پونجی میں تبدیل کرنے میں ناکام رہتے ہیں تو یہ ہمارے لئے نقصان دہ ہوگا اور ملک کو بے شمار سماجی اقتصادی مضمرات کے ساتھ ساتھ غریبی ، عدم مساوات ، سماجی بے چینی اور ناپائیدار ترقی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

اور صرف سرٹیفکیٹ ہولڈرس پیدا نہیں کرنے چاہئے۔

اس بات پر زور دیتے ہوئے کہ اعلیٰ تعلیمی اداروں سے نکلنے والے طلباء کو بزرگوں اور اساتذہ سے ہمدردی کرنی چاہئے اور ان کا احترام کرنا چاہئے، انہوں نے کہا کہ انہیں نہ صرف تکنیکی ماہر اور اسکالر ہونا چاہئے بلکہ سب سے اہم بات یہ کہ وہ مضبوط اخلاقی قدروں کے ساتھ غیر متزلزل، یکجہتی اور ایماندار ہونا چاہئے۔ نائب صدر جمہوریہ نے کہا کہ سائنسی نقطہ نظر پیدا کرنا چاہئے اور بچپن سے ہی ایک سائنسی ذہن تیار کیا جانا چاہئے۔ انہوں نے مزید کہا کہ بچوں کو رٹا لگانے پر توجہ دینے کے بجائے تجربات کے ذریعے ہی سیکھنا چاہیے۔

نائب صدر نے طلباء کو مشورہ دیا کہ وہ روزگار حاصل کرنے والوں کے بجائے روزگار پیدا کرنے والے بننا چاہئے۔ انہوں نے طلباء کو یہ بھی نصیحت دی کہ وہ اختراعی ذہن بنیں اور اختراع کار بنیں اور جھٹکوں سے کبھی نا ڈریں۔ انہوں نے مزید کہا کہ سخت محنت ، عزم ، نظم و ضبط سے ہی طلباء اپنے خواب پورے کر سکیں گے اور اپنے مقاصد حاصل کر سکیں گے۔ نائب صدر جمہوریہ نے کہا کہ میں اس بات سے بے حد خوش ہوں کہ آپ کے ساتھ بات چیت کر رہا ہوں اور اپنے خیالات مشترک کر رہا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ ہندوستان نے آزادی کے بعد سے مختلف شعبوں میں زبردست چھلانگ لگائی ہے اس نے اپنے اعلیٰ تعلیمی نظام کو وسعت دی ہے۔ انہوں نے کہا کہ آج 65 فیصد سے زیادہ ہندوستانی 35 سال کی عمر سے بھی کم ہیں۔ بھارت کو 2030 تک دنیا میں سب سے نوجوان ملک کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ تقریباً 140 ملین لوگ اعلیٰ تعلیم کے اداروں میں داخل ہونے کے لئے تیار ہیں۔

نائب صدر جمہوریہ نے کہا کہ ہندوستان میں تقریباً 800 یونیورسٹیاں ہیں جو ملک بھر کے لاکھوں طلباء کی تعلیمی ضرورتیں پوری کر رہی ہیں۔ دنیا میں ہر چار گریجویٹ میں سے ایک گریجویٹ ہندوستانی اعلیٰ تعلیمی نظام کا ایک پروڈکٹ ہوگا۔ البتہ نائب صدر نے کہا کہ ہمیں اعلیٰ تعلیم کے معیار کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے تا کہ ملک کی تعمیر کے لئے اعداد و شمار کے فائدے حاصل کئے جا سکیں۔

نائب صدر نے کہا کہ ہندوستان حقیقت میں قدیم زمانے میں وشو گرو کے طور پر جانا جاتا تھا اور دنیا بھر سے معلومات حاصل کرنے والے اسکالر نالندہ اور تکشا شیلا جیسی مشہور یونیورسٹیوں میں پڑھنے کے لئے آتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں ہندوستان کو پھر معلومات کا ایک مرکز بنانا چاہئے اور تعلیم کا معیار بہتر بنانے کے لئے اختراع اور معلومات کو زیادہ وسعت دینی چاہئے۔ جدید لیباریٹریوں کے ساتھ

انہیں (طلباء) لیس کر کے اعلیٰ تعلیمی اداروں میں اختراع کا ایک ماحولیاتی نظام قائم کرنا چاہیئے۔انہوں نے یہ بھی کہا کہ سرمایہ کاری کر کے تحقیقی پروجیکٹوں پر توجہ دینی چاہیئے۔ساتھ ہی ساتھ سماجی مسائل کو حل کرنے پر توجہ مرکوز کی جانی چاہیئے۔دوستوں ، ہندوستان اس وقت سب سے تیز ابھرتی ہوئی بڑی معیشت ہے اور آپ کے پاس زبردست مواقع ہیں۔میری آپ سبھی کو یہ نصیحت ہے کہ آپ روزگار حاصل کرنے والے نہ بنیں بلکہ ایسی کوششیں کریں جس سے آپ روزگار دینے والے بنیں۔ماہرین تعلیم اور پالیسی سازوں کو بدلتے ہوئے تعلیمی اور روزگار کی صورتحال سے متعلق اگلے 30 سے پچاس سالوں کے لئے ایک خاکے کے ساتھ آگے آنا چاہیئے۔ مجھے یہ سن کر بڑی خوشی ہوئی ہے کہ انڈومان نیکوبار جزائر کی انتظامیہ نوجوانوں کو اچھے مواقع فراہم کر رہی ہے۔جن کی تعداد تقریباً ایک اعشاریہ ایک لاکھ ہے۔یہ طلباء میڈیسن، انجینئرنگ، مہمان نوازی اور بحریہ کے علاوہ قانون کے شعبے میں اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔انہوں نے کہا کہ ان جزائر میں نوجوانوں کے لئے اعلیٰ تعلیم کے مواقع کافی اچھے ہیں لیکن روزگار کے مواقع بہت محدود ہیں۔

گذشتہ کچھ سالوں میں دنیا بھر میں ہندوستان کی سوچ میں خاطر خواہ بہتری آئی ہے اور یہ جزائر آسیان ملکوں کے قریب ہوتے جا رہے ہیں۔لہٰذا طلباء آسیان خطے میں روزگار کے مواقع حاصل کر سکتے ہیں۔نائب صدر جمہوریہ نے کہ سابق صدر ڈاکٹر اے پی جے عبدالکلام نے بار بار اس بات کی تلقین کی ہے کہ ہمیشہ بڑا خواب دیکھو، اونچی سوچ رکھو اور مشن کے انداز میں کام کرو تاکہ آپ کے خواب پورے ہوسکیں۔

معیاری زندگی کو بہتر بنانے کے لئے کمپیوٹنگ، مواصلات اور روبوٹکس کی قوت کو استعمال کریں: نائب صدر جمہوریہ

☆نائب صدر جمہوریہ ہند جناب ایم وینکیا نائیڈو نے کہا ہے کہ ہر شہری کو ملک کی تعمیر میں سرگرم رول ادا کرنا چاہیئے۔انہوں نے کولکاتا میں پروفیسر مہالانوبس کی 125 ویں سالگرہ کے موقع پر ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ لوگ صرف فائدہ حاصل کرنے کے لئے ہی نہیں ہیں بلکہ تبدیلی کے سرگرم ایجنٹ بھی ہیں۔اس موقع پر حکومت ہند کے اعداد وشمار اور پروگراموں کے نفاذ کے وزیر جناب ڈی وی سدانند گوڑا، اطلاعات اور ٹیکنالوجی کے مغربی بنگال کے وزیر جناب برتیہ بسو بھی موجود تھے۔نائب صدر جمہوریہ نے پروفیسر مہالانوبس کو ایک ممتاز وژنری قرار دیا جنہوں نے برصغیر ہند میں اعداد وشمار کے شعبے کو متعارف کرایا۔انہوں نے کہا کہ اسٹیٹکس (اعداد وشمار) کے شعبے میں تحقیق پر ان کی توجہ کی وجہ سے یہ شعبہ ہمارے ملک میں آج جدید سرکاری اعداد وشمار کی بنیاد ہے۔

نائب صدر جمہوریہ نے کہا کہ ہماری آبادی کا 65 فیصد سے زیادہ حصہ 35 سال کی عمر سے کم ہے اور یہ بات انتہائی اہم ہے کہ اس اثاثوں کو ہم حقیقی اثاثے میں تبدیل کریں۔اگر ہم انسانی وسائل کے اس ذخیرے کو کہ انسانی پونجی میں تبدیل کرنے میں ناکام رہتے ہیں تو یہ ہمارے لئے نقصان دہ ہوگا اور ملک کو بے شمار سماجی اقتصادی مضمرات کے ساتھ ساتھ غریبی ، عدم مساوات ، سماجی بے چینی اور ناپائیدار ترقی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

نائب صدر نے کہا کہ ہمیں اپنی اس نوجوان آبادی کو ہنرمندی، علم اور علم پر مبنی معیشت کے لئے ضروری رویہ سے لیس کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ہم آبادی کے فائدے کو حاصل کرسکیں۔نائب صدر نے کہا کہ اعداد وشمار اچھی حکمرانی کے لئے ریڑھ کی ہڈی کا کام کرتے ہیں۔ یہ منصوبہ بندی اور نگرانی اور تجزیے کے لئے انتہائی اہم ہیں۔ہمیں معیاری زندگی کو بہتر بنانے، معلومات پر مبنی انتخاب کرنے کے لئے اعداد وشمار کی ضرورت ہوتی ہے اور اسٹیٹکس اس کے لئے انتہائی اہم ہے۔

نائب صدر جمہوریہ نے کہا کہ بھارت میں ریاضی کے بھاسکر آچاریہ، آریہ بھٹ اور سری نواس راما نوجم جیسے عظیم دانشوروں نے اپنی روایات چھوڑی ہیں اور ضرورت ہے ان بہترین کارکردگی کی روایات کو جاری رکھا جائے اور اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹی کی سطح پر ریاضی کی تعلیم کے معیار کو مستحکم کیا جائے۔

☆☆☆

یوجنا

آئندہ شمارہ

امپلائمنٹ اور سیلف امپلائمنٹ

("EMPLOYMENT AND SELF EMPLOYMENT"

پر خاص ہوگا